مرقع

خوشنویسان

مختصر تذکرۂ خطاطانِ

ہند و ایران

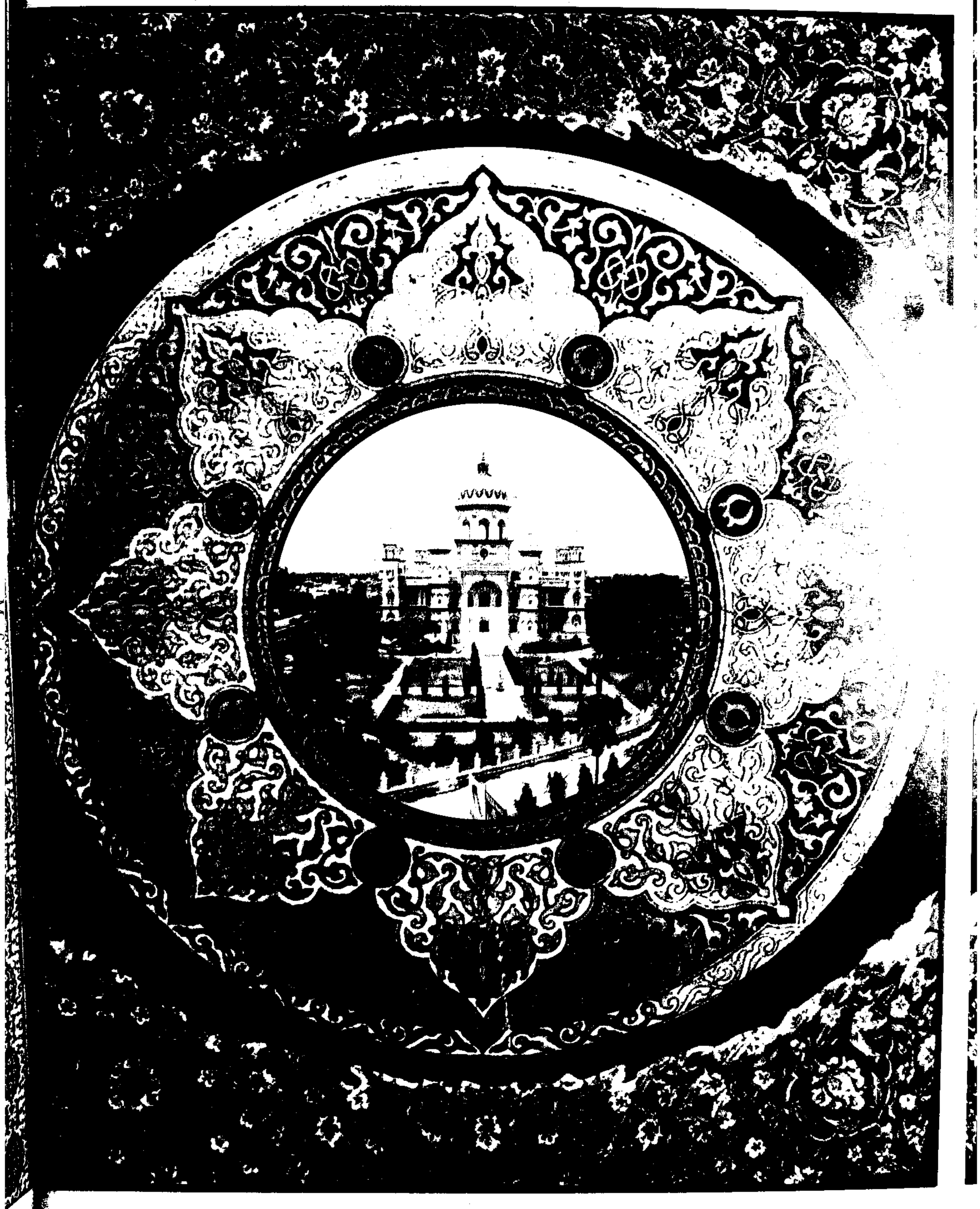
تالیف

سید احمد رامپوری فنان وخطاط

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رامپور رضا لائبریری



Marfat.com

مرقع

خوشنویسان

مختصر تذکرۂ خطاطانِ

ہند و ایران



تالیف

سید احمد رامپوری فنان و خطاط

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رامپور رضا لائبریری

Marfat.com

سلسلۂ اشاعت رامپور رضا لائبریری ©

138819

کتاب کا نام	:	مرقع خوشنویسان مختصر تذکرہ خطاطین ہند و ایران
تالیف	:	سید احمد رامپوری
پیش لفظ	:	ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
تزئین و ترتیب	:	تنظیم رضا قریشی
سال اشاعت	:	2007ء
تعداد	:	550
قیمت	:	1250 روپے
ناشر	:	ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی (سابق ڈائریکٹر آثارِ قدیمہ حکومت ہند) افسر بکار خاص: رامپور رضا لائبریری
مطبع	:	پرنٹو لوجی اِنک 2660، کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی۔ 110002

Marfat.com

مشتملات مُرقّع خوشنویسان

پیش لفظ	ا	ایران کے دوسرے خاندان	۸
عرض مؤلف	ح	خط نسخ، تعلیق (نستعلیق)	۸
احوال واقعی	خ	طرز نستعلیق کا آغاز	۹
مقدمہ	ذ	ایران کے خوشنویس اور خطاط	۹
نقشہ ہندوایران	ش	سلطان علی مشہدی کے ہمنام کاتب	۹
ایران	۱	خداداد صلاحیت کے مالک	۱۰
طبقات حکومت	۱	مستفاد خطاط	۱۰
خط میخی ہخامنشی	۱	اُستادان نستعلیق	۱۰
خط سومری	۲	سیاسی انقلاب اور خط نستعلیق	۱۱
ساسانی دور	۲	نمونہ خط نستعلیق (بوستاں ص ۲۶۶)	۱۲
خط پہلوی	۳	قیام عہد مغلیہ اور خط نستعلیق	۱۳
حجری کتبہ خط سومری کا نمونہ	۴	نصیر الدین محمد ہمایوں	۱۴
خط میخی مسماری کا نمونہ	۴	جلال الدین محمد اکبر	۱۴
خط پہلوی کا نمونہ	۵	کتاب خانہ اکبر	۱۵
خط اوستائی کا نمونہ	۵	خطاطین بعہد جہانگیر	۱۵
قدیم ایرانی ہفت قلم	۶	فن خطاطی بعہد شاہجہاں	۱۶
ہفت قلم عہد اسلام	۷	محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	۱۷
ایران عہد امیر تیمور وآل تیمور	۸	محمد فرخ سیّر	۱۷

Marfat.com

ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۸
ابوالمظفر جلال الدین، مقلب بہ شاہ عالم ۱۸
ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۱۹
اعزالدین عالمگیر ثانی ۱۹
ابوظفر بہادر شاہ ثانی ۱۹
خطاطی کی درس گاہ اوّل سندھ ۲۱
ملتان اور خط نستعلیق ۲۲
[illegible] ۲۳
[illegible] بہمنیہ دکن ۲۵
[illegible] اور فن خوشنویسی ۲۶
[illegible] پور اور فن خوشنویسی ۲۸
ماخوذ احوال و آثار خوشنویسان بخش اوّل اور سوم ۲۹
غیر مسلم خوشنویسان ۳۰
نواب واجد علی شاہ (والیٔ اودھ) کے عہد کے خوشنویس ۳۱
فہرست اسماء خطاطین ۳۳
حروفِ نستعلیق ۳۴

آ

آصف خاں ۳۵
آغا ۳۵
آغا غلام رسول کشمیری ۳۵
آقا عبدالرشید دیلمی ۳۶
آقا محمد ابراہیم ۳۷
آقا محمد حسین ۳۷

ا

ابا بکر مولانا ۳۸
ابراہیم استرآبادی ۳۸
ابراہیم المنشی مولانا ۳۸
ابراہیم تبریزی ملا ۳۸
ابراہیم حسین ۳۸
ابراہیم مولانا ۳۹
ابراہیم میرزا ۳۹
ابن بواب ۳۹
ابن مقلہ ۳۹
ابوالحسن میر ۴۱
ابوالفتح ۴۱
ابوالفیض ۴۱
ابوحدی ۴۱
ابوطیب خاں والاسید ۴۱
ابوظفر بہادر شاہ ثانی ۴۱
احمد ۴۲
احمد المحرر ۴۵
احمد اورنگزیبی ۴۵

Marfat.com

احمد بن حسن ۴۵
احمد بن طورمش ۴۵
احمد حسن الحسینی، میر ۴۵
احمد حسن خاں عروج ۴۶
احمد حسین ۴۶
احمد رضا (اوّل) ۴۶
احمد رضا (دوم) ۴۶
احمد رومی مولانا ۴۷
احمد سہروردی مولانا ۴۷
احمد شاملو ۴۷
احمد علی ۴۷
احمد علی ارشد ۴۷
احمد علی خاں ۴۸
احمد غفاری ۴۸
احمد قرہ حصاری ۴۸
اخوند عبدالرسول قندہاری ۴۸
ارجمند میرزا ۴۸
ارغون ۴۸
ارغون کامل ۴۹
اسحٰق ۴۹
اسحٰق بن حماد ۴۹
اسداللہ کرمانی ۴۹
اسماء ۴۹
اسماء عبرت ۵۰
اسمٰعیل چلبی ۵۰
اسمٰعیل نجاتی، ملا ۵۰
اشتیاق احمد دیوبندی ۵۰
اشرف خاں (اوّل) ۵۱
اشرف خاں (دوم) ۵۱
اشرف علی، مولانا، لکھنوی ۵۴
اظہر تبریزی، مولانا ۵۴
اعتمادالدولہ ۵۴
اقطع ۵۵
الٰہی بخش مرجان رقم ۵۷
امام الدین خاں ۵۷
امام الدین میر ۵۷
امام علی میر ۵۷
امانت خاں ۵۷
امداد حسین مارہروی ۵۸
امراؤ بیگم ۵۸
امیر احمد ۵۸

Marfat.com

امیر اللہ تسلیم ۵۸
امیر شاہی سبزواری ۶۱
امین محمد معز الدین ۶۱
انبا پرشاد منشی ۶۱
ایزد بخش میرزا ۶۱
[illegible] ابراہیم خاں ۶۲
[illegible] بزی ۶۲
[illegible] اصفہانی ۶۳
[illegible] شاہ تربتی ۶۳
بابو دیپ ۶۴
باقر خاں ۶۴
باقر میرزا ۶۴
باقی میر ۶۴
بخش اللہ خاں ۶۴
بدر الدین خاں مرصع رقم ۶۴
بدیع الزماں تبریزی ۶۵
بدیع الزماں میرزا ۶۵
برہان ۶۵
بقاء اللہ، شیخ ۶۵
بندہ علی، میر، مرتعش رقم ۶۵
بہادر شاہ ۶۶
بہادر علی سید مولوی ۶۶
بہبود شاہنشاہی ۶۶
بہبود میرزا ۶۶
بی بی بنفشہ ۶۶
بیروی امام ۶۷
بینی زادہ چلبی ۶۷

پ

پریم ناتھ کھتری ۶۸
پنڈت جگت ناتھ ۶۸
پنڈت شنکر ناتھ ۶۸
پیر علی جامی ۶۸
پیر محمد مولانا ۶۸

ت

تاج زادہ محمد چلبی ۶۹
تاج محل آگرہ ۶۹
تجمل حسین خاں ۷۰
تمکین کابلی ۷۰
تہور خاں ۷۰

Marfat.com

ث

ثابت علی خاں ۷۰

ج

جاریۃ الناصر ۷۱

جعفر تبریزی ۷۱

جعفر میرزا ۷۱

جلال الدین سید عصد ۷۳

جلال الدین محمود ۷۳

جلال الدین میر ۷۳

جلال الدین یوسف میرزا محمد جعفری ۷۳

جلال رومی ۷۳

جمال الدین حسین ۷۴

جمال مولانا ۷۴

جمشید معمائی ہروی ۷۴

جہان خانم ۷۴

جے سکھ رائے ۷۴

جے سنگھ ۷۴

چ

چلمہ میر ۷۵

چندر بھان منشی ۷۵

چودھری غلام حسین مارہروی ۷۵

ح

حاجی عبداللہ ۷۶

حاجی علی شیرازی ۷۶

حاجی قاسم ۷۶

حاجی محمد اسمٰعیل ۷۶

حاجی محمد امین بخارائی ۷۶

حاجی محمد تبریزی ۷۶

حاجی مقصود ملا ۷۸

حاجی میر ۷۸

حافظ ابراہیم ۷۸

حافظ ابوالحسن ۷۸

حافظ احمد علی شوق ۷۸

حافظ باباجان تربتی ۷۹

حافظ بقاءاللہ ۷۹

حافظ حبیب الٰہی ۷۹

حافظ خواجہ ہروی ۷۹

حافظ خورشید ۷۹

حافظ ضیاءاللہ ۷۹

حافظ عبدالغنی ۸۰

حافظ عظیم اللہ ۸۰

Marfat.com

حافظ فوقہ ملا ۸۰
حافظ کلوخاں ۸۰
حافظ لطف اللہ، لکھنوی ۸۰
حافظ محمد سعید الدین ۸۳
حافظ محمد علی ۸۳
حافظ مسعود ۸۳
حافظ نور اللہ ۸۳
حافظ ہروی خواجہ ۸۳
حاتمی میر ۸۴
حامد حسین مولانا ۸۴
حامد علی ۸۴
حبیب احمد مولوی ۸۴
حبیب اللہ خاں رامپوری ۸۴
حبیب اللہ میر ۸۶
حسام رومی ۸۶
حسن ۸۶
حسن بن محمد احسن ۸۶
حسن رومی ۸۶
حسن شاہ محدث مولوی ۸۷
حسن علی مولانا ۸۷
حسن کقہ لی ۸۷
حسن ملا ۸۷
حسین الشیرازی المرشدی ۸۸
حسین چشتی شیخ ۸۸
حسین شہابی ۸۸
حسین علی اصفہانی ۸۸
حسین قلی کرمانشاہی ۸۸
حسین کلو ۸۸
حسین میر سید ۸۹
حکیم رکنا کاشی ۸۹
حکیم سید احمد / امیر علی جونپوری ۸۹
حکیم عنایت حسین مارہروی ۹۰
حکیم مرتضیٰ، مولوی ۹۰
حمد اللہ خلخانی ۹۰
حیدر الحسینی میر ۹۱
حیدر حسین اکبر آبادی، مولوی ۹۱
حیدر عطائی ملا ۹۱

خ

خاتم بیگ، میرزا ۹۲
خاتون ۹۲
خادم علی حافظ ۹۲
خان کمال الدین خاں ۹۲

Marfat.com

خدایار ۹۳
خسروی ۹۳
خشنام بصری ۹۳
خضرشاہ استرآبادی ۹۳
خلوصی ۹۳
خلیفہ سلطان ۹۶
خلیفہ مستظہر باللہ ۹۶
خلیل اللہ ہفت قلمی ۹۶
خلیل قلندر، میر ۹۶
خواجہ ابراہیم حسین ۹۷
خواجہ اختیار ۹۷
خواجہ جہاں ہروی ۹۷
خواجہ شمس الدین ۹۷
خواجہ شمس الدین ماژندانی ۹۷
خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید ۹۸
خواجہ عباداللہ ۹۸
خواجہ عبدالحی ۹۸
خواجہ عبدالصمد ۹۸
خواجہ عبدالصمد شیریں قلم ۹۸
خواجہ عبداللہ صیرفی ۹۹
خواجہ عبید زاکانی ۹۹
خواجہ عطاءاللہ قزدینی ۹۹
خواجہ عنایت اللہ شیرازی ۹۹
خواجہ غلام نقش بندخاں ۱۰۰
خواجہ غیاث الدین شیرازی ۱۰۰
خواجہ محمد راسم ۱۰۰
خواجہ محمد شریف ۱۰۰
خواجہ محمد مومن ۱۰۰
خواجہ محمد مومن مروارید ۱۰۱
خواجہ محمود استرآبادی ۱۰۱
خواجہ میر علی تبریزی ۱۰۱
خواجہ نامی ۱۰۱
خواجہ نصیرالدین طوسی ۱۰۳
خواجہ ہمام ۱۰۳
خوبی حسینی، میر ۱۰۳
خورشید عالم گوہر رقم ۱۰۳
خوش وقت رائے دانگی ۱۰۳
خیرالدین ۱۰۴
خیرالدین مرعشی ۱۰۴

د

داراب میرزا ۱۰۵
داغ دہلوی، میرزا، نواب ۱۰۵

Marfat.com

داؤد اسکوبی ۱۰۵
ددّا چلبی ۱۰۵
درویش چلبی ۱۰۵
درویش حسین کشمیری ۱۰۶
درویش علی کتاب دار ۱۰۶
درویش محمد مولانا ۱۰۶
[illegible] ۱۰۶
[illegible] میر ۱۰۶
[illegible] ڈرمل کھتری ۱۰۷
راحت حسین خاں منشی ۱۰۷
رائے منوہر ۱۰۷
رجب علی ۱۰۷
رجب علی بیگ سرور، میرزا ۱۰۷
رحیم اصفہانی ۱۰۹
رحیم اللہ ۱۰۹
رستم علی خراسانی ۱۰۹
روانی مصلح الدین ۱۰۹
روشن قلم ۱۰۹
رونق علی خاں ۱۱۰
رئیس الدولہ ۱۱۰

ز

زیب النساء بیگم ۱۱۱
زین الدین جامی ۱۱۱
زین الدین محمود علی، مولانا ۱۱۱
زین العابدین ۱۱۱
زین العابدین آبشوری ۱۱۲
زین العابدین، میر ۱۱۲
زینب سلطان ۱۱۲

س

ساوجی، میر ۱۱۳
سدہ رائے ۱۱۳
سراج الدین احمد خاں، مولوی ۱۱۳
سرب سکھ لال ۱۱۳
سکندر ۱۱۴
سلطان ابراہیم (اوّل) ۱۱۴
سلطان ابراہیم (دوم) ۱۱۴
سلطان ابوالحسن ۱۱۴
سلطان احمد بغدادی ۱۱۵
سلطان الحکم قانی ۱۱۵
سلطان اویس ۱۱۵

Marfat.com

سلطان تربتی ۱۱۵
سلطان حسین ہروی ۱۱۶
سلطان سبز علی، مولانا ۱۱۶
سلطان علی محمود بخاری ۱۲۱
سلطان علی مشہدی کے تلامذہ ۱۲۱
سلطان علی مشہدی کے ہمنام کاتب ۱۲۳
سلطان علی مشہدی، مولانا ۱۲۳
سلطان علی نام کے دوسرے خطاط ۱۲۳
سلطان فیروز شاہ بہمنی ۱۲۶
سلطان محمد تغلق ۱۲۶
سلطان محمد خنداں ۱۲۶
سلطان محمد شاہ بہمنی ۱۲۷
سلطان محمد نور بن نور اللہ ۱۲۷
سلطان محمود بخاری ۱۲۷
سلطانم بانو صفوی ۱۲۸
سلیم نیشاپوری ۱۲۸
سیج بھان ۱۲۸
سید احمد الحسینی شمع ریز ۱۲۸
سید احمد طباطبائی ۱۲۹
سید انور حسین نفیس رقم ۱۳۰
سید حسن رضا ۱۳۰
سید ذوالفقار ۱۳۰
سید شہزادہ علی ۱۳۰
سید عبدالباقی ۱۳۲
سید عزت علی ۱۳۲
سید عظمت علی معکوس نویس ۱۳۳
سید علی الحسینی، جواہر رقم ۱۳۳
سید علی مرزا ۱۳۳
سید محمد امیر رضوی (مشہور میر پنجہ کش) ۱۳۳
سید محمد ناظر علی ۱۳۵
سیف الدین اسفرزنگی ۱۳۵
سیمی نیشاپوری ۱۳۶

ش

شاداں، لکھنوی ۱۳۷
شاہ اعزاز الدین ۱۳۷
شاہ حسین شہابی ۱۳۷
شاہ خلیل اللہ ۱۳۷
شاہ شجاع ۱۴۰
شاہ عبدالنبی مجذوب ۱۴۰
شاہ علی اکبر ۱۴۰
شاہ محمد مشہدی ۱۴۰
شاہ محمد نیشاپوری، مولانا ۱۴۱
شاہ منصور ۱۴۲

شاہ وارث علی ۱۴۲
شجاع ۱۴۲
شرف الدین شامی، مولانا ۱۴۲
شرف الدین عبداللہ ۱۴۳
شکراللہ خلیفہ ۱۴۳
شکراللہ، میرزا ۱۴۳
شمس الدین علی خاں جواہر رقم ۱۴۳
[illegible] الدین محمد کاشی ۱۴۴
[illegible] الدین محمد کرمانی ۱۴۴
[illegible] ناظر نادر ۱۴۴
شیدا نوساری ۱۴۴
شوقی یزدی ۱۴۴
شوکت علی خاں الماس رقم ۱۴۵
شہزادہ بایسنغر ۱۴۵
شہزادہ خسرو ۱۴۵
شہزادہ داراشکوہ ۱۴۵
شہزادہ سلطان پرویز ۱۴۶
شہزادہ محمد سلطان خاں شہید ۱۴۶
شیخ ابن شیخ عبداللہ ۱۴۶
شیخ احمد (اوّل) ۱۴۶
شیخ احمد (دوم) ۱۴۷
شیخ احمد (سوم) ۱۴۷
شیخ اوّل کرمانی میر ۱۴۷
شیخ بایزید پورانی ۱۴۷
شیخ ثانی کرمانی، میر ۱۴۷
شیخ حسن انصاری ۱۴۸
شیخ حمداللہ الآماسی ۱۴۸
شیخ دوست علی ۱۴۸
شیخ رحیم الدین ۱۴۸
شیخ زادہ پورانی ۱۴۹
شیخ عبدالحی ۱۴۹
شیخ عبداللہ اکبرآبادی ۱۴۹
شیخ غلام حمزہ مارہروی ۱۴۹
شیخ غلام رضا ۱۴۹
شیخ مبارک الٰہی مارہروی ۱۴۹
شیخ محمد علی حزیں ۱۵۰
شیخ نورالدین میر ۱۵۰
شیر علی ۱۵۰

ص

صاحبزادہ محمد علی خاں ۱۵۱
صادق ۱۵۱
صاف مصلّی چلپی ۱۵۱
صدرالدین میر ۱۵۱

Marfat.com

صفدر بیگ ۱۵۲
صفیہ (اوّل) ۱۵۲
صفیہ (ثانی) ۱۵۲

ض

ضیاءالدین یوسف ۱۵۳

ط

طالعی یزدی ۱۵۴

ع

عابدہ ۱۵۵
عادل شاہ دربار ۱۵۵
عارف ہروی ۱۵۵
عائشہ (اوّل) ۱۵۵
عائشہ (ثانی) ۱۵۸
عبادللہ خاں ۱۵۸
عبادید ۱۵۸
عبدالباقی حداد ۱۵۸
عبدالباقی ملا ۱۵۸
عبدالجبار اصفہانی ۱۵۹
عبدالحکیم، مولوی ۱۵۹
عبدالحلیم ۱۵۹
عبدالحمید کاتب ۱۵۹
عبدالحی ۱۶۰
عبدالحی منشی ۱۶۰
عبدالحی میر ۱۶۰
عبدالخالق باخرزی ۱۶۰
عبدالرحمٰن انیسی خوارزمی ۱۶۰
عبدالرحمٰن خوارزمی ۱۶۰
عبدالرحمٰن فرمان نویس ۱۶۱
عبدالرحمٰن کاتب ۱۶۱
عبدالرحیم الہروی ۱۶۳
عبدالرحیم انیسی ۱۶۳
عبدالرحیم خان خاناں میرزا ۱۶۳
عبدالرحیم عنبریں قلم ۱۶۳
عبدالرحیم فرمان نویس ۱۶۳
عبدالرحیم مولانا ۱۶۴
عبدالرحیم نام کے دیگر کاتب ۱۶۴
عبدالرشید ۱۶۴
عبدالستار سندیلوی، منشی ۱۶۴
عبداللطیف ۱۶۴
عبداللطیف خاں ۱۶۵

Marfat.com

عبداللطیف مصطفٰی ۱۶۵
عبدالعزیز ۱۶۵
عبدالعزیز اعجاز رقم منشی ۱۶۶
عبدالغنی ۱۶۶
عبدالقادر اخوند، ملا ۱۶۶
عبدالقادر، مولوی ۱۶۶
عبدالکریم ۱۶۶
عبدالکریم سید، مولوی ۱۶۶
عبدالمجید پروین رقم ۱۶۶
عبدالمجید دہلوی ۱۶۶
عبدالمجید، منشی ۱۶۸
عبدالواحد مشہدی، مولانا ۱۶۸
عبداللہ آتش پزہروی ۱۶۸
عبداللہ الآماسی، مولانا ۱۶۸
عبداللہ الحسینی ۱۶۸
عبداللہ (اوّل) ۱۶۹
عبداللہ تبریزی، ملا، مشکین قلم ۱۶۹
عبداللہ ضیرفی، مولانا ۱۷۴
عبداللہ قریمی ۱۷۴
عبداللہ قزوینی، مولانا ۱۷۴
عبداللہ مارہروی ۱۷۴
عبداللہ مروی، مولانا ۱۷۴
عبداللہ مشہدی، مولانا ۱۷۴
عبداللہ ملا ۱۷۴
عبداللہ، میر ۱۷۶
عبداللہ، میرزا ۱۷۶
عبداللہ میرزادہ (اوّل) ۱۷۶
عبداللہ میرزادہ (دوم) ۱۷۶
عبیداللہ، میرزا ۱۷۶
عرب شیرازی ۱۷۸
عزیز کوکلتاش، میرزا ۱۷۸
عصمت اللہ یاقوت رقم، میر ۱۷۸
عضد بخاری ۱۷۸
علا بیگ تبریزی۔ خطاط ۱۷۸
علاءالدین مارہروی ۱۸۰
علاءالدین محمد، مولانا ۱۸۰
علامہ فتح اللہ شیرازی ۱۸۰
علی احمد اکبرآبادی، منشی ۱۸۰
علی احمد، دہلوی مولانا ۱۸۰
علی بیگ ۱۸۰
علی بیگ تبریزی ۱۸۱
علی تبریزی، میر ۱۸۱
علی رضا تبریزی، عباسی ۱۸۱

علی رضا، ملا ۱۸۲
علی شیر نوائی، مولانا ۱۸۲
علی محمد خاں رستم قلم ۱۸۲
عنایت اللہ ۱۸۳
عنایت اللہ خان ۱۸۳
عنایت اللہ شیرازی ۱۸۳
عوض علی ملیح آبادی، میر ۱۸۴
عین علی چلبی ۱۸۴

غ

غازی الدین خاں ۱۸۵
غلام رسول خاں، مولوی ۱۸۵
غلام علی خاں ۱۸۵
غلام علی میر ۱۸۵
غلام محمد خاں ۱۸۵
غلام محمد ہفت قلمی، مولانا ۱۸۶
غلام محی الدین خاں ۱۸۶
غلام مرتضٰی منشی ۱۸۶
غیب اللہ امامی، مولانا، شیخ ۱۸۷

ف

فاضل خاں میر منشی ۱۸۸
فاطمہ ۱۸۸
فاطمہ بنت سلطان محمد سلجوق ۱۸۸
فاطمہ، العطاری ۱۸۸
فاطمہ، اندلسیہ ۱۹۰
فخری بروسوی ۱۹۰
فدا حسین مارہروی، مولوی ۱۹۰
فرید الدین خاں اکبر آبادی، منشی ۱۹۰
فصیح الدین مولانا ۱۹۱
فضائل خاں عالمگیری ۱۹۱
فضل بن حسین مارہروی، مولوی ۱۹۱
فضل بن سہل ۱۹۱
فہمید حسین نازک رقم اکبر آبادی، منشی ۱۹۲
فیاض حسن ۱۹۲
فیض الدین صحاف، لاہوری، مولوی ۱۹۲
فیض اللہ خاں ۱۹۲
فیضی خطاط ۱۹۲

ق

قابل خاں میر منشی ۱۹۳
قاسم شادی شاہ ۱۹۳
قاسم علی شیرازی، مولوی ۱۹۳

Marfat.com

قاضی عصمت اللہ خاں ۱۹۶
قانعی ملا، خطاط ۱۹۶
قرہ حصاری، مولانا ۱۹۶
قرہ محی چلپی مذہب ۱۹۶
قطب الدین محمد یزدی خطاط ۱۹۶
قطبۃ المحرر ۱۹۹
قلمہ ۱۹۹
[illegible] رکاتب ۱۹۹
[illegible] بغدادی ۱۹۹

ک

کاتب تاج ۲۰۰
کاتب عیشی ۲۰۰
کاتب مہدی قلی ۲۰۰
کاتبی محمد ترشیزی، مولانا ۲۰۰
کالکا پرشاد کائیستھ ۲۰۰
کرامت علی واعظ، مولانا، کانپوری ۲۰۱
کریم اللہ خاں، مولوی ۲۰۱
کفایت خاں ۲۰۱
کلن دہلوی، میر ۲۰۱
کمال الدین بہزاد مصوّر ۲۰۲
کمال الدین حسین ۲۰۲
کمال الدین حسین شیرازی ۲۰۲
کوسہ محی الدین، مولانا ۲۰۲
کولہ قاسم ۲۰۲

گ

گلزار رقم خاں ۲۰۳
گلشن رائے ۲۰۳
گلشن علی شیخ ۲۰۳
گلشن علی، مولوی جونپوری ۲۰۳
گوہر شاد ۲۰۴

ل

لالہ جے سکھ رائے ۲۰۵
لالہ درگا پرشاد ۲۰۵
لالہ سندر لال ۲۰۵
لالہ سیل چند عرف للو جی ۲۰۵
لالہ شنکر سہائے دریا آبادی ۲۰۵
لالہ لچھمی رام پنڈت ۲۰۶
لالہ لچھمی رام پنڈت ۲۰۶
لالہ مہتاب رائے ۲۰۶
لالہ نرہان ۲۰۶
لچھمن سنگھ مُنشی ۲۰۷

Marfat.com

لچھمی نرائن ۲۰۷
لطفا اصفہانی ۲۰۷
لطفا تبریزی ۲۰۷

م

مالک دیلمی ۲۰۹
مالک قمی ۲۰۹
مانی رقم خاں ۲۰۹
ماہ شرف ۲۰۹
مبارک شاہ سیوفی، مولانا ۲۱۰
مبارک شاہ قطب نسخ نویس ۲۱۰
مبارک شاہ مولانا زرّین قلم ۲۱۰
متین ملاجیون ۲۱۰
مجنون ۲۱۰
مجید الدین، مولانا، مارہروی ۲۱۱
مجید حسین، منشی اکبرآبادی ۲۱۱
محبّ علی نایی ۲۱۱
محبّ علی ہروی ۲۱۱
محبی مولانا ۲۱۲
محراب بیگ ۲۱۲
محسن آشتیانی میرزا ۲۱۲
محسن گلپایگانی، سید ۲۱۲
محسن میرزا، تبریزی ۲۱۲
محمد ۲۱۳
محمد آفندی دڈّازادہ ۲۱۳
محمد ابراہیم ۲۱۳
محمد ابراہیم فیضان ۲۱۳
محمد ابراہیم مشکین قلم شیرازی ۲۱۳
محمد ابریشمی المشہدی ۲۱۶
محمد ابن یعقوب شیرازی ۲۱۶
محمد احرار ہندی ۲۱۶
محمد اسلم
محمد اسمٰعیل عاقل
محمد اسمٰعیل غافل
محمد اصغر، ہفت قلم ۲۱۷
محمد افضل ۲۱۸
محمد افضل حسینی ۲۱۸
محمد افضل قریشی ۲۱۸
محمد افضل لاہوری قادری ۲۱۸
محمد افضل، محمد عسکری مولانا فضل اللہ، زین الدین ۲۱۸
محمد اکبر ۲۱۹
محمد اکرم ۲۱۹
محمد امان ۲۱۹

Marfat.com

محمد امین ۲۱۹
محمد امین الہروی ۲۱۹
محمد امین بن باباخاں ۲۲۰
محمد امین ترمذی ۲۲۰
محمد امین حافظ ۲۲۰
محمد امین سمرقندی ۲۲۰
[illegible] شامی ۲۲۰
[illegible] مشہدی (اوّل) ۲۲۲
[illegible] مشہدی (دوم) ۲۲۲
[illegible] باقر (ثانی) ۲۲۲
محمد باقر زرّین قلم ۲۲۳
محمد باقر زرّین قلم، حافظ ۲۲۳
محمد باقر کاشانی ۲۲۳
محمد باقر میر ۲۲۳
محمد باقر، مولوی ۲۲۴
محمد بسطامی شمس الدین ۲۲۴
محمد بن اسد ۲۲۴
محمد بن مظہر نیشاپوری ۲۲۴
محمد پسر سلطان محمد استرآبادی ۲۲۴
محمد تبریزی منشی، میرزا ۲۲۴
محمد تقی عبدالجبار ۲۲۵
محمد تقی کاتب السلطان ۲۲۵
محمد جان ۲۲۵
محمد جان مہرکن ۲۲۵
محمد جعفر کشمیری ۲۲۶
محمد جمال الدین وحشت ۲۲۶
محمد حاجی ۲۲۶
محمد حاجی امیر ۲۲۶
محمد حافظ رہتکی ۲۲۶
محمد حُسین ۲۲۸
محمد حسین باخرزی ۲۲۸
محمد حسین تبریزی ۲۲۸
محمد حسین تہرانی، کاتب السلطان ۲۲۹
محمد حسین جونپوری ۲۲۹
محمد حسین، حکیم میر ۲۲۹
محمد حسین شریف ہندی ۲۲۹
محمد حسین عرب ۲۳۰
محمد حسین عطاخاں میر ۲۳۰
محمد حسین کاشانی ۲۳۰
محمد حسین کشمیری، میرزا ۲۳۰
محمد حسین کشمیری زرین رقم، اکبر شاہی ۲۳۳
محمد حسین، مولانا ۲۳۳

Marfat.com

محمد حسین میر ۲۳۳
محمد حسین، ناجی ۲۳۳
محمد حسین نائب الصدر ۲۳۴
محمد حسین ہروی ۲۳۴
محمد حفیظ خاں ۲۳۴
محمد خان دہلوی ۲۳۴
محمد خاں قزوینی ۲۳۴
محمد دائم عظیم آبادی، شیخ ۲۳۴
محمد درویش سمرقندی ۲۳۶
محمد رحیم گرایلی ۲۳۶
محمد رحیم مشہدی ۲۳۶
محمد رزہ ای ۲۳۸
محمد رشید اللہ خاں ۲۳۸
محمد رضا اصفہانی ۲۳۸
محمد رضا بن محمد سعید ۲۳۸
محمد رضا تبریزی ۲۳۸
محمد رضا شیرازی ۲۳۹
محمد رضا کشمیری ۲۳۹
محمد رضا کلہر ۲۳۹
محمد رضا کوزہ کنانی ۲۳۹
محمد رضا لاہیجی ۲۴۱
محمد رضا مشہدی ۲۴۱
محمد رضا منشی ۲۴۱
محمد رضا نیاز شیرازی ۲۴۱
محمد رفعت ۲۴۱
محمد رفیع ۲۴۱
محمد رفیع آفندی ۲۴۲
محمد زاہد ۲۴۲
محمد زاہد اصفہانی ۲۴۲
محمد زمان تبریزی ۲۴۲
محمد سبحان ۲۴۲
محمد سبزواری (اوّل) [illegible]
محمد سبزواری (دوم) [illegible]
محمد سروستانی ۲۴۳
محمد سعد اللہ آفندی ۲۴۳
محمد سعید اللہ خاں رامپوری ۲۴۳
محمد سعید، سید (اوّل) ۲۴۴
محمد سعید، سید (دوم) ۲۴۴
محمد سعید لاہیجانی (اوّل) ۲۴۴
محمد سعید لاہیجانی (دوم) ۲۴۵
محمد سعید، ملا یازندانی ۲۴۵
محمد سعید ہروی ۲۴۵
محمد سلیمان شکوہ ۲۴۵

Marfat.com

محمد سمرقندی ملا ۲۴۶
محمد سمرقندی میر ۲۴۶
محمد سوزی ۲۴۶
محمد سیمی نیشاپوری ۲۴۶
محمد شادارابی ۲۴۶
محمد شاہ قاچار ۲۵۱
محمد شرقی یزدی ۲۵۱
محمد شریف (اوّل) ۲۵۱
محمد شریف (دوم) ۲۵۱
محمد شریف تجرید ۲۵۲
محمد شریف کاتب السلطان ۲۵۲
محمد شمس الخطاطین، میرزا ۲۵۲
محمد شفیع ۲۵۲
محمد شفیع ارسنجانی ۲۵۲
محمد شفیع قزوینی ۲۵۳
محمد شیخ ۲۵۳
محمد صادق ۲۵۳
محمد صادق خاں بیگ ولی، حاج ۲۵۳
محمد صادق شیرازی ۲۵۴
محمد صادق میرزا ۲۵۴
محمد صالح اصفہانی (اوّل) ۲۵۴
محمد صالح اصفہانی (دوم) ۲۵۴
محمد صالح خاتون آبادی ۲۵۴
محمد صالح کشفی ۲۵۵
محمد صالح ملا ۲۵۵
محمد صالح میر ۲۵۵
محمد صدرالدین قزوینی ۲۵۶
محمد طالع شیرازی ۲۵۶
محمد طاہر منیف آفندی ۲۵۶
محمد طاہر میرزا ۲۵۶
محمد طاہر وحید ۲۵۶
محمد عارف خاں یاقوت رحم ۲۵۷
محمد عالم ۲۵۷
محمد عاملی بہاءالدین ۲۵۷
محمد عباس (اوّل) ۲۵۷
محمد عباس (دوم) ۲۵۷
محمد عتابی ۲۵۷
محمد عطری ۲۵۸
محمد علاءالدین ۲۵۸
محمد علی ۲۵۸
محمد علی بن خیراللہ میرزا ۲۵۸
محمد علی حکاک ۲۵۹

Marfat.com

محمد علی رضوی ۲۵۹
محمد علی شیرازی، سید، میرزا ۲۵۹
محمد علی شیرازی، میرزا ۲۵۹
محمد علی عرف دولہ خاں خوش رقم ۲۵۹
محمد علی قاینی بیرجندی، سید، میرزا ۲۶۰
محمد علی کابلی غریبی ۲۶۰
محمد علی، مولوی کاکوروی ۲۶۰
محمد علی، میر (اوّل) ۲۶۰
محمد علی، میر (دوم) ۲۶۰
محمد علی نوری، میرزا ۲۶۲
محمد فضل حسن صابری ۲۶۲
محمد فیض ۲۶۲
محمد قاسم ملک الشعرا ۲۶۲
محمد قاسم (اوّل) ۲۶۲
محمد قاسم (دوم) ۲۶۳
محمد قلی خاں ۲۶۳
محمد کاتب ۲۶۳
محمد کاتبی ترشیزی ۲۶۳
محمد کاظم، میر ۲۶۳
محمد محسن مصوّر ۲۶۳
محمد محسن ہروی ۲۶۴
محمد محیط ۲۶۴
محمد مرادشیریں قلم ۲۶۴
محمد مرادکشمیری ۲۶۴
محمد مسعود، شیخ ۲۶۵
محمد مسیح شیرازی ۲۶۵
محمد مصطفیٰ خطاط ۲۶۵
محمد مصوّر، شیخ ۲۶۵
محمد معصوم بخاری ۲۶۵
محمد معین الدین تبریزی ۲۶۵
محمد مقیم تبریزی ۲۶۶
محمد منیر، شیخ ہروی ۲۶۶
محمد موسیٰ سرہندی، میر ۲۶۶
محمد موسیٰ میر ۲۶۶
محمد مومن اکبرآبادی، میر ۲۶۶
محمد مومن ہروی ۲۶۷
محمد مہدی تبریزی ۲۶۷
محمد مہدی تہرانی ۲۶۷
محمد مہدی حسینی ۲۶۷
محمد مہدی فراہانی ۲۶۷
محمد مہدی میرزا ۲۶۸
محمد میر ۲۶۸

Marfat.com

محمد میرزا کانپوری ۲۶۸
محمد نبی خان معجز ۲۷۰
محمد ندیم باشی، میرزا ۲۷۰
محمد نصیر ۲۷۰
محمد نعیم اصفہانی ۲۷۰
محمد نور، مولانا ۲۷۰
[illegible]ف بن محمد الدین ۲۸۱
[illegible]وسف کابلی ۲۸۴
[illegible]ہادی ۲۸۴
[illegible]د ہاشم ۲۸۵
محمد ہاشم شیرین قلم ۲۸۵
محمد ہروی ۲۸۵
محمود بن اسحٰق الہروی ۲۸۵
محمود چلبی ادرنوی ۲۸۵
محمود شہابی ۲۸۵
محمود، میر ۲۸۶
محی الدین بن جلال اماسی ۲۸۶
محی ملا ۲۸۹
مرید خاں، نواب ۲۸۹
مظفر علی ۲۸۹
مظفر علی تربتی ۲۸۹
مظفر علی ملا ۲۸۹
مظہر احسن خاں احسنؔ، حکیم ۲۸۹
مظہر خاں، نواب ۲۹۱
معز الدین محمد الحسینی ۲۹۱
معصوم حسینی، میر ۲۹۱
معصوم، میر قندہاری ۲۹۱
معین الدین محمد شریفی ۲۹۲
مفلس میر ۲۹۲
مقبول نبی خاں ۲۹۲
مقصود تبریزی ۲۹۲
مقصود علی، ملا، ترک ۲۹۲
مقصود ہروی ۲۹۲
ملا جان کاش ۲۹۳
ملا عبداللہ تبریزی مشکین قلم ۲۹۳
ملا علی مہرکن ۲۹۳
ملا محمد سعید ۲۹۳
ملا معز ۲۹۴
ملک التجاء خواجہ محمود گاواں ۲۹۴
ملک ایرج میر ۲۹۴
ملک شاد خانم ۲۹۴
ملک قاسم شیرازی ۲۹۶
ملکہ جہاں ۲۹۶

منشی عبدالحی سندیلوی ۲۹۶
منشی قاسم لدھیانوی ۲۹۶
منشی محمد عبدالعزیز ۲۹۷
منشی مظفر حسین خاں شاہجہانپوری ۲۹۷
منشی ممتاز علی نزہت رقم ۲۹۷
منشی مومن حسین امروہوی ۲۹۸
منوچھر ۲۹۸
موزوں ناگوری ۲۹۸
مول راج ۲۹۹
مولانا اصلی مشہدی ۲۹۹
مولانا شمس الدین اعجاز رقم ۲۹۹
مولانا عبداللہ ہروی ۲۹۹
مولانا عصمت اللہ ۲۹۹
مولانا علاء الدین محمد ۳۰۰
مولانا فصیح الدین ۳۰۰
مولانا مالک دیلمی ۳۰۰
مولانا محی الدین شیرازی ۳۰۰
مولانا معروف بغدادی ۳۰۱
مولانا منیر لاہوری ۳۰۱
مولانا میر جان ۳۰۱
مولانا میر نعمت اللہ ۳۰۱
مولائی صاحب ۳۰۲
مولوی حیات علی ۳۰۲
مولوی حیات علی دہلوی ۳۰۲
مولوی عبدالحکیم ۳۰۲
مولوی عبدالقادر ۳۰۲
مولوی محمد حسین لکھنوی ۳۰۳
مولوی محمد خلیل ۳۰۳
مولوی محمد رشید ۳۰۳
مولوی محمد سلام اللہ ۳۰۳
مولوی محمد علی ۳۰۳
مولوی محمد عماد الدین خاں ۳۰۵
مہدی ثاقب میر ۳۰۵
مہدی صابر ۳۰۵
مہدی قلی ۳۰۵
مہدی کوفی ۳۰۵
میاں جی عبداللہ ۳۰۶
میر حسین تبریزی ۳۰۶
میر حسین حسینی ۳۰۶
میر رشید علی خاں ۳۰۷
میرزا ایرج و داراب ۳۰۷
میرزا عباداللہ بیگ ۳۰۷
میرزا عبداللہ ۳۰۸
میرزا محمد ۳۰۸
میرزا محمد حسین ۳۰۸

میرزا محمد حسین کشمیری ۳۰۸
میر عبدالحی مشہدی ۳۰۹
میر عبداللہ مشکین قلم ۳۰۹
میر علی الکاتب کے اساتذہ ۳۰۹
میر علی الکاتب کے تلامذہ ۳۰۹
میر علی بخارامیں ۳۱۰
میر علی کے فرزند ۳۱۴
[illegible] کے معاصر خطاط ۳۱۴
[illegible] ہروی ۳۱۴
[illegible] عمادالحسنی سیفی قزوینی ۳۱۹
میرک ہروی ۳۲۱
میر محمد باقر ۳۲۲
میر محمد صالح ۳۲۲
میر محمد مومن استرآبادی ۳۲۲
میر معزالدین محمد ۳۲۲
میر معز کاشی ۳۲۲
میر معصوم بھکری ۳۲۲
میر موزوں اکبرآبادی ۳۲۳
میر مومن مشکین رقم ۳۲۳
میر مہدی بن میر مقصود ۳۲۳

ن

ناصرالدین مطیب ۳۲۵
نامی سبزواری ۳۲۵
نذیرالدین ۳۲۵
نواب وزیر علی ۳۲۵
نویسی ملا ۳۲۵

و

وجیہہ الدین ۳۲۶
وصال بلخی میر ۳۲۶

ہ

ہادی علی، مولوی لکھنوی ۳۲۸
ہاشم خاں امین الدولہ میرزا ۳۲۸
ہبۃ اللہ کاشانی، میر ۳۲۸
ہجرانی ۳۲۸
ہدایت اللہ اصفہانی ۳۲۸
ہدایت اللہ عبدالصمد خانی شیخ ۳۲۹
ہدایت اللہ لاہوری ۳۲۹
ہُدہُد چلپی ۳۲۹

ی

یاری شیرازی ۳۳۱
یاری مکتب دار، ملا ۳۳۱
یاری مولانا، مذہب ۳۳۱

Marfat.com

یاری ہروی ۳۳۱
یاری ہروی مذہب ۳۳۳
یاسمین بو ۳۳۳
یحییٰ اصفہانی، میر ۳۳۳
یحییٰ خاں وفتحیاب خاں ۳۳۳
یحییٰ دیلمی ۳۳۳
یحییٰ سبیک نیشاپوری ۳۳۴
یعقوب بن حسن ۳۳۴
یقینی ۳۳۴
یمین الدولہ، نواب ۳۳۴
یوسف ابراہم شاہی ۳۳۴
یوسف ضیاءالدین ۳۳۴
یوسف عادل شاہ ۳۳۵
یوسف کابلی ۳۳۵
یوسف کاتب ۳۳۵

شجرہ نستعلیق نویسان

۱- میر علی تبریزی (موجد خط نستعلیق) ۳۳۶
۲- میر علی ہروی ۳۳۶
۳- میر عمادالحسنی قزوینی ۳۳۷
۴- شیخ نوراللہ ۳۳۷

مختصر شجرہ

میر عمادالحسنی، سیفی، قزوینی ۳۳۸
شجرہ خوشنویسان لکھنؤ ۳۳۹
شجرہ نستعلیق نویسان بہ عہد سلطان احمد جلائر والئی بغداد ۳۴۰
بعض کاتبین کے القابات ۳۴۱
اپنا تعارف خود اپنے قلم سے ۳۴۳
کتابیات ۳۴۶

Marfat.com

فہرست نمونہ جاتِ خطوط

۱	حجری کتبہ خط سومری	۴	۲۰	نمونۂ خط ☆ خلیل اللہ	۹۴
۲	خط مسخی مسماری	۴	۲۱	نمونۂ خط ☆ میر خلیل قلندر، خورشید رقم	۹۵
۳	خط پہلوی	۵	۲۲	خورشید عالم خورشید رقم	۱۰۲
۴	خط اوستائی	۵	۲۳	نمونۂ خط ☆ رستم قلم فرّخ آبادی	۱۰۸
۵	بوستاں، ص ۲۶۶، باب چہارم	۱۲	۲۴	نمونۂ خط ☆ سلطان علی مشہدی	۱۱۷
	حروف خطِ نستعلیق	۳۴	۲۵	نمونۂ خط ☆ سلطان علی مشہدی	۱۱۸
	نمونۂ خط ☆ ابوالبقا الموسوی	۴۰	۲۶	نمونۂ خط ☆ سلطان علی مشہدی	۱۱۹
	نمونۂ خط ☆ احمد الحسینی	۴۳	۲۷	نمونۂ خط ☆ سلطان علی	۱۲۰
	نمونۂ خط ☆ احمد الحسینی	۴۴	۲۸	نمونۂ خط ☆ سلطان علی الیعقوبی	۱۲۲
۱۰	نمونۂ خط ☆ اظہر مولانا	۵۲	۲۹	نمونۂ خط ☆ سلطان محمد نور	۱۲۴
۱۱	نمونۂ خط ☆ اظہر مولانا	۵۳	۳۰	نمونۂ خط ☆ سلطان محمد نور	۱۲۵
۱۲	نمونۂ خط ☆ اقطع	۵۶	۳۱	نمونۂ خط ☆ سید شہزادہ علی	۱۳۱
۱۳	نمونۂ خط ☆ انور حسین، نفیس رقم	۵۹	۳۲	نمونۂ خط ☆ سید نفیس الحسینی	۱۳۴
۱۴	نمونۂ خط ☆ انور حسین، نفیس رقم	۶۰	۳۳	نمونۂ خط ☆ شاہ محمود نیشاپوری	۱۳۸
۱۵	نمونۂ خط ☆ جواہر رقم ثانی	۷۲	۳۴	نمونۂ خط ☆ شاہ محمود المشہدی	۱۳۹
۱۶	نمونۂ خط ☆ حاجی حسن علی	۷۷	۳۵	نمونۂ خط ☆ عبدالجبار	۱۵۶
۱۷	نمونۂ خط ☆ حافظ محمد عظیم اللہ خاں، پہلوان قلم	۸۱	۳۶	نمونۂ خط ☆ عبدالحق شیرازی الملقّب بہ امانت خان	۱۵۷
۱۸	نمونۂ خط ☆ حامد حسین، مولانا، لکھنوی	۸۲	۳۷	نمونۂ خط ☆ عبدالرحیم	۱۶۲
۱۹	نمونۂ خط ☆ حسن شاملو	۸۵	۳۸	نمونۂ خط ☆ عبدالمجید دہلوی	۱۷۰

۳۹ نمونۂ خط ☆ عبدالمجید دہلوی ۱۷۱
۴۰ نمونۂ خط ☆ عبدالمجید دہلوی ۱۷۲
۴۱ عبدالمجید دہلوی ۱۷۳
۴۲ نمونۂ خط ☆ عبدی نیشاپوری ۱۷۵
۴۳ نمونۂ خط ☆ عرب الشیرازی ۱۷۷
۴۴ نمونۂ خط ☆ علی اکبر کاوہ ۱۷۹
۴۵ نمونۂ خط ☆ محمد فاضل، مولوی ۱۸۹
۴۶ نمونۂ خط ☆ قطب الدین محمد یزدی ۱۹۴
۴۷ محمد امین سمرقندی ۱۹۵
۴۸ نمونۂ خط ☆ قوسی بغدادی ۱۹۷
۴۹ نمونۂ خط ☆ عماد ۱۹۸
۵۰ نمونۂ خط ☆ مالک دیلمی ۲۰۸
۵۱ نمونۂ خط ☆ محمد ابریشمی ۲۱۴
۵۲ نمونۂ خط ☆ محمد احرار ہندی ۲۱۵
۵۳ نمونۂ خط ☆ محمد باقر ۲۲۱
۵۴ نمونۂ خط ☆ محمد حسین الحسینی ۲۲۷
۵۵ نمونۂ خط ☆ محمد حسین زرّیں قلم اکبر شاہی ۲۳۱
۵۶ نمونۂ خط ☆ محمد حسین کشمیری ۲۳۲
۵۷ نمونۂ خط ☆ محمد درویش السمرقندی ۲۳۵
۵۸ نمونۂ خط ☆ محمد رضا المشہدی ۲۳۷
۵۹ معزالدین محمد الحسنی ۲۴۰
۶۰ نمونۂ خط ☆ محمد صالح دردمند ۲۴۷
۶۱ نمونۂ خط ☆ محمد صالح ۲۴۸
۶۲ نمونۂ خط ☆ محمد صالح ۲۴۹
۶۳ نمونۂ خط ☆ محمد باقر زرین قلم ۲۵۰
۶۴ نمونۂ خط ☆ نورالدین علی ۲۶۱
۶۵ نمونۂ خط ☆ محمد قاسم الجرجانی ۲۶۱
۶۶ نمونۂ خط ☆ محمد مرزا کانپوری، مرتعش رقم ۲۶۹
۶۷ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۱
۶۸ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۲
۶۹ محمد یوسف السدیدی ۲۷۳
۷۰ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۴
۷۱ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۵
۷۲ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۶
۷۳ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۷
۷۴ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۸
۷۵ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۷۹
۷۶ نمونۂ خط ☆ محمد یوسف دہلوی ۲۸۰
۷۷ نمونۂ خط ☆ محمود بن اسحاق، الشہابی ۲۸۲
۷۸ نمونۂ خط ☆ محمود مذہب ۲۸۳
۷۹ نمونۂ خط ☆ مظفر حسین ۲۸۷
۸۰ نمونۂ خط ☆ نواب مرید خان ۲۸۸
۸۱ نمونۂ خط ☆ معزالدین، محمد الحسنی ۲۹۰
۸۲ نمونۂ خط ☆ منشی قاسم صاحب لدھیانوی ۲۹۵
۸۳ نمونۂ خط ☆ منشی شمس الدین اعجاز رقم ۳۰۴
۸۴ نمونۂ خط ☆ منشی دیبی پرشاد بدایونی ۳۰۴

Marfat.com

۸۵	نمونۂ خط ☆ نواب محمد حامد علی خاں، والیٔ رامپور	۳۰۴
۸۶	نمونۂ خط ☆ میر علی ہروی	۳۱۱
۸۷	نمونۂ خط ☆ میر علی الکاتب	۳۱۲
۸۸	نمونۂ خط ☆ میر علی الکاتب	۳۱۳
۸۹	نمونۂ خط ☆ میر عماد الحسنی	۳۱۵
۹۰	نمونۂ خط ☆ میر عماد الحسنی	۳۱۶
۹۱	نمونۂ خط ☆ میر عماد الحسنی	۳۱۷
۹۲	خط کے نمونے ☆ میر عماد الحسنی	۳۱۸
۹۳	نمونۂ خط ☆ محمد کریم اللہ	۳۲۴
۹۴	نمونۂ خط ☆ نصیر الدین نصیر	۳۲۷
۹۵	نمونۂ خط ☆ یاری	۳۳۰
۹۶	نمونۂ خط ☆ محمد یوسف السدیدی	۳۳۲
۹۷	خط کے نمونے ☆ سید احمد فتّان	۳۴۵

Marfat.com

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
افسر بکار خاص
رام پور رضا لائبریری، رام پور

مورخین عرب یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ایران میں فن کتابت ایک ہزار برس قبل مسیح سے جاری ہے۔ آشوری دور سے اخیر ساسانی دور تک ایران میں خط مسماری کا رواج تھا اور پیشداری طبقے میں ہوشنگ سے کتابت کا آغاز ہوا اور اس نے اپنے سیاسی احکام کا ایک مجموعہ مرتب کرایا تھا جس کی جمشید نے بھی تقلید کی اور عہد فریدون میں فن کتابت نے بہت زیادہ ترقی کی۔ اس عہد میں خط پہلوی رائج تھا اور یہی خط انشاء کا خط تھا۔

ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوتے ہی عربی زبان سرعت سے پھیلنا شروع ہوگئی تھی اور لسانیات عرب کا پہلا اثر ایران پر یہ ہوا کہ جدید فارسی (جو اسلام کے بعد بھی ایران کی زبان تھی) کی کتابت عربی خط میں ہونے لگی تھی۔

آٹھویں صدی عیسوی (۲۵۰ھ) سے ایران میں عربی خطوط کا عام طور سے رواج ہوگیا تھا اور عربی تصانیف میں عجمی مقولے آنے لگے تھے اور جدید فارسی میں عربی الفاظ کثرت سے داخل ہوگئے اور پہلوی خط صرف پارسی پیشوان مذہب میں رہ گیا تھا۔

رفتہ رفتہ ایرانی تصنیف و تالیف میں عربوں سے بڑھ گئے اور علوم کے ساتھ ساتھ بغداد کے اصلاح شدہ خطوط بھی ترقی کرتے رہے۔ یہ وہ خطوط تھے جس کی اصلاح میں ابن بوّاب، ابن مقلہ اور یاقوت مستعصمی نے اپنی عمریں صرف کردی تھیں۔ اس وقت ایران میں چھ اسلامی خطوط جاری تھے۔ (۱) ثلث (۲) ریحان (۳) نسخ (۴) توقیع (۵) رقاع (۶) محقق

Marfat.com

700ھ مطابق 1300-1301ء (شاہان ویالمہ) میں حسن بن حسین بن علی (فارسی) نے خط نسخ اور رقاع کے اتصال سے خط تعلیق ایجاد کیا جس کا دوسرا نام خط ترسیل ہے۔ اس خط کو دیوانی بھی کہتے ہیں۔ اس خط کے استاد نجم الدین ابوبکر محمد راوندی تھے اور کامل استاد مولانا درویش تھے۔

خط نستعلیق یا قلم فارسی بقول علامہ ابن ندیم خط قیراموز (بمعنی خط سہل) سے ماخوذ ہے جو کوفی خط کی ایک شاخ ہے لیکن اصلیت میں یہ خط نسخ سے ماخوذ ہے۔

نصیر الدین محمد ہمایوں (متوفی 963ھ مطابق 1555ء) قیام ایران کے بعد جب وارد ہندوستان ہوئے تو آپ اہ سیّد میر علی تبریزی اور خواجہ عبدالصمد شیریں قلم تھے جنھوں نے ایرانی روایات پر فن مصوری اور خوشنویسی کا ایک شعبہ یا اور کتاب خانہ کی بنیاد رکھی۔

عہد اکبر اعظم 1556-1605ء (994-1014ھ) دولت مغلیہ کا زریں عہد تھا۔ اس دور میں نامور خطاط اور ر منظر عام پر آئے اور خط نستعلیق نے آگرہ میں قدم جمائے۔ سندھ، ملتان، لاہور کے بعد آگرہ فن خطاطی کا چوتھا اسکول ہا۔

ہماری تاریخ اور ثقافتِ اسلامی کے فروغ کے ضمن میں عہد شاہجہاں اہم شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں اسلامی فنون لطیفہ کو اہم مقام حاصل ہوگیا تھا۔ اسی دور کے زندہ و جاوید ثبوت جامع مسجد اور لال قلعہ (دہلی) اور تاج محل اور دوسری عمارات آگرہ ہیں اور عہد شاہجہانی کے عظیم خطاط عبدالحق شیرازی الملقب امانت خان، شیخ نوراللہ اور آقا عبدالرشید دیلمی تھے۔

داراشکوہ، شہنشاہ شاہجہاں کا لاڈلہ اور چہیتا بیٹا عالم فاضل، عامل اور مفکّر بھی تھا اور مدبّر، اہل دل بھی تھا اور اہل نظر اور سلطنت کا ولیعہد بھی۔ علوم کے علاوہ داراشکوہ نے نقاشی اور فن خوشنویسی میں مہارت حاصل کی۔ نستعلیق کی کتابت میں آقا عبدالرشید دیلمی کا شاگرد تھا اور کثرت مشق سے استاد کا ہم پلّہ لکھتا تھا۔ اس نے خوشنویسیوں کے نمونوں اور مغل بادشاہوں اور شہزادوں کی تصاویر کا ایک نادر مرقع تیار کیا تھا جسے اپنی رفیقۂ حیات نادرہ بیگم کو 1042ھ مطابق

Marfat.com

1632-33ء میں اپنے رقم کردہ دیباچہ کے ساتھ پیش کیا تھا۔

داراشکوہ کو تصاویر جمع کرنے کا بے حد شوق تھا اور اس کا ثبوت ''میناتور'' تصویروں کا مرقع ہے جس پر اس کے دستخط ثبت ہیں۔ وہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے۔

علماء وقت نے داراشکوہ پر ملحدانہ خیالات کا فتویٰ صادر کر دیا تھا وہ اپنے خیالات کی بدولت مع اپنے فرزند کے قتل کر دیا گیا۔ قتل کے وقت اسکی عمر ۴۵ سال تھی۔

داراشکوہ کی چند قلمی وصلیاں رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

لفظی ترکیب سے ظاہر ہے کہ نستعلیق کا مآخذ نسخ، تعلیق ہے یہ دو خطوط سے ماخوذ ہے۔ جب خانے معجمہ کو حذف کر دیا گیا تو نستعلیق رہ گیا۔ ارباب لغت اور اساتذہ فن کا یہی قول ہے۔

خواجہ میر علی تبریزی کو ماہرین فن اور محققین نے نستعلیق کا موجد تسلیم کیا ہے۔ آپ امیر تیمور کے عہد (771-801ھ مطابق 1374-1398ء) کے نامور خطاط تھے جو فن کے اعتبار سے عظیم النظیر مانے گئے ہیں۔ آپ کے نامور شاگرد مولانا جعفر تبریزی تھے جو شاہ رخ میرزا ابن تیمور کے دربار سے منسلک تھے۔ ان کے مشہور شاگرد مولانا [illegible] تبریزی (متوفی 880ھ مطابق 1475ء) تھے۔ آپ کے تلامذہ میں سلطان علی مشہدی (متوفی 928ھ مطابق 1523ء) کا درجہ سب سے بلند بیان کیا ہے۔ آپ سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی 911ھ مطابق 1505ء) کے دربار سے وابستہ تھے۔ سلطان نے قبلۃ الکتاب کا خطاب دیا تھا۔

میر علی الکاتب ہروی (951ھ مطابق 1544ء) آپ نستعلیق کے تیسرے اہم خطات تھے۔ ہرات کے باشندے اور سیّد تھے۔ مشہد میں سلطان علی مشہدی سے فن کی تکمیل کی اور بخارا چلے گئے اور فن مصوری اور کتاب سازی کا ایک دبستان قائم کیا جس کا سہرا میر علی کے مربی ابوالغازی عبدالعزیز خاں والی بخارا کے سر تھا۔

میر عمادالحسنی قزوینی (مقتول 1024ھ مطابق 1615ء) آپ اس عمارت کے آخری ستون تھے۔ نستعلیق کے امام فن مشہور ہیں۔ نام محمد اور باپ کا حسن تھا۔ عمادالملک کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے تلامذہ کے توسط سے نستعلیق دنیا

کے مختلف گوشوں میں مقبول ہوا۔

قیام سلطنت مغلیہ ظہیر الدین محمد بابر) سے قبل ہندوستان میں خط نستعلیق کے کچھ احجاری ثبوت ہیں۔ بعض محققین کے نزدیک خط نستعلیق دو طرزوں یعنی نسخ اور تعلیق سے مرتّب ہے، پہلے ہی سے موجود تھا۔

ڈاکٹر ہورنل نے فارسی زبان میں لکھا ہوا ایک قبالہ نامہ زمین بصورت کتبہ دریافت کیا تھا جو بالکل طرز نستعلیق میں لکھا ہوا تھا۔

اکبر اعظم کے آخری عہد کا ایک خطّاط عبداللہ مشکیں قلم شہزادہ سلیم کی ملازمت میں تھا۔ اس کا ایک کتبہ تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہے کیونکہ وہ شہزادہ سلیم کی بغاوت کے زمانہ کا ۱۰۱۱ ہجری (سنہ 03-1602 عیسوی) کا ہے جب شہزادہ نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور وہ الہ آباد میں مقیم تھا۔ اس کتبہ میں وہ خود کو عبداللہ سلیم شاہی لکھتا ہے۔ یہ نادر وصلی بھی اس کتاب میں شامل ہے اور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔

بابر خود بھی خوشنویس تھا۔ آپ کا سلسلۂ شاگردی میر علی تبریزی سے ملتا ہے۔ ترکی خوب لکھتا تھا اور ایک خاص طرز کا موجد بھی تھا۔ جو خطِ بابری کے نام سے موسوم تھا۔ بہلول لودی کے عہد کا ایک کتبہ نستعلیق میں ناگور کی ایک مسجد سے میں نے دریافت کیا تھا جو غالباً خط نستعلیق کی ہندوستان میں پہلی مثال ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر (متوفی 1707ھ) خود ماہر فن خطاط تھے۔ نسخ اور نستعلیق کے کامل استاد تھے۔ ان کے عہد میں فن خطاطی کی ترقی لازمی تھی۔ آقا عبدالرشید کی بدولت فن خوشنویسی کا گھر گھر چرچا تھا اور بڑی تعداد میں اساتذہ موجود تھے۔

عہد فرخ سیر (1124۔1131ھ مطابق 1712-1718ء) ناصر الدین محمد شاہ (1131-1161ھ مطابق 1718-1748ء)، جلال الدین ملقب بہ شاہ عالم (1173-1221ھ مطابق 1759-1806ء) محمد اکبر شاہ ثانی (1221-1253ھ مطابق 1806-1837ء)، اعز الدین عالمگیر ثانی (1252-1267ھ مطابق 1836-1850ء) اور آخری مغل تاجدار سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ (1857ء) تک فن خوشنویسی کے باکمال اساتذہ گزرے۔ بہادر شاہ ظفر کی وصلیاں خط نسخ، نستعلیق خط طغریٰ اور خط معکوس میں رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔ برٹش دور

Marfat.com

حکومت میں اس فن کو زوال آ گیا۔

درسگاہ اول سندھ:۔ سب سے اوّل سندھ میں محمد بن قاسم کی فتح دیبل (93ھ مطابق 711ء) کے بعد خط اسلامی کی ترویج کا آغاز ہوگیا تھا۔ اس دور کے بڑی تعداد میں عربی کتبات دریافت ہوئے ہیں۔ اس عہد کا ایک عربی کتبہ بھنبھور (سندھ) کی جامع مسجد کے باقیات سے دریافت ہوا ہے جو کوفی خط میں ہے۔ اکبر اعظم کے عہد میں سندھ میں نستعلیق نے قدم جمائے اور بہت سارے کتبے اور سندیں آج بھی موجود ہیں جن میں میر معصوم نامی کے کتبات بھی شامل ہیں۔ اس نامور امیر کے کتبات آگرہ، فتح پور سیکری، مانڈو، جیسل میر میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

درسگاہ دوم ملتان:۔ فتح سندھ کے بعد دوسری درسگاہ ملتان تھی۔ فتح ملتان کے بعد یہاں عربی خط کا رواج ہوگیا تھا اور دور مغلیہ میں نستعلیق ہر دلعزیز ہوا۔ دور مغلیہ سے قبل کا ایک نستعلیق کا کتبہ مسجد سبز کے صحن سے دریافت ہوا ہے۔

درسگاہ سوم لاہور:۔ اسلامی عہد کی ابتداء ہی سے لاہور کو علمی مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ عہد قطب الدین ایبک (606ھ مطابق 1209ء) میں عربی خطوط کا عام رواج تھا۔ جہانگیر کے عہد میں لاہور علوم وفنون کا مرکز تھا۔ اس عہد کے نامور نستعلیق نگار عبداللہ الحسینی تھے۔ نستعلیق کی کتابت کا آغاز لاہور میں امام بیروی سے ہوا۔

درسگاہ چہارم آگرہ:۔ بابر کے عہد سے ہی آگرہ کو مغل حکومت کے مرکزی مقام کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی اور دور اکبری میں فتح پور سیکری دنیا کے بڑے شہروں میں شمار تھا اور مغلیہ علوم، فن مصوری اور فن خطاطی کا عظیم مرکز تھے۔ فتح پور سیکری وہ مقام ہے جہاں جہانگیر (978ھ مطابق 1560ء) کو پیدا ہوا۔ فتح پور سیکری کی تمام عمارات کو خط نستعلیق کے کتبات سے مزین کیا گیا تھا۔ اس عہد کے نامور خطاط منشی اشرف خاں، محمد امین مشہدی اور خواجہ عبدالصمد شیریں قلم تھے۔

درسگاہ پنجم دکن:۔ تاریخی حیثیت سے دکن اس ضمن میں اوّلیت کا درجہ رکھتا ہے۔ سلطنت بہمینہ (743ھ مطابق 1342ء) کے تعلقات براہ راست ایران سے بہت زیادہ تھے۔ بعض ماہرین کتابت ایران سے یہاں آ گئے تھے۔ انھوں نے خط نستعلیق کو فروغ دیا۔

درسگاہ ششم دہلی:۔ دہلی کے بارے میں تفصیل سے بیان کتاب میں ہو چکا ہے۔

درسگاہ ہفتم لکھنؤ:۔ لکھنؤ میں خطاطی (نستعلیق نگاری) کی تاریخ نواب شجاع الدولہ (متوفی 1158ھ مطابق 1745ء) سے شروع ہوتی ہے۔ اس زمانے میں نستعلیق کے استاد منشی چندر بھان برہمن اور منشی بیج بھان تھے۔ یہ دونوں آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے۔

درس گاہ ہشتم رامپور:۔ نواب محمد سعید خاں (متوفی 1855ء) میر عوض علی ملیح آبادی کو لکھنؤ سے رامپور لے آئے۔ آپ حافظ نوراللہ کے شاگرد تھے۔ آپ کے رامپور آنے کے بعد فن خوشنویسی کا گھر گھر چرچہ ہوا اور باکمال اساتذہ منظر عام آئے۔

''خط کی کہانی تصویروں کی زبانی'' کی دو جلدیں اوّل اور دوم رامپور رضا لائبریری نے شائع کر کے عوام وخواص کے سامنے پیش کر کے داد تحسین حاصل کی اور علمی طبقہ نے ان کتابوں کو بے حد پسند کیا۔ سابق گورنر اتر پردیش جناب رمیش بھنڈاری جی کی خواہش تھی کہ یہ کتابیں ہندی اور انگلش میں بھی شائع کی جائیں۔

کتاب حاضر ''مرقع خوشنویسان ہندوایران'' میں مشہور زمانہ خطاطین کے تذکرے، امیر تیمور کے عہد سے لیکر آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے عہد تک بیان کئے ہیں۔ 1857ء کی پہلی جنگ آزادی کے بعد فن خوشنویسی کو گہن لگنا شروع ہو گیا تھا۔ دولت مغلیہ کے زوال پر جب ہندوستان پر برطانیہ کا قبضہ ہوا تو فن کتابت پر زوال شروع ہو گیا اور مشرقی تمدن میں ضعف کے آثار شروع ہو گئے۔ اس کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے فورٹ ولیم (کلکتہ) میں پہلا چھاپہ خانہ قائم کیا۔ اس کے بعد نواب غازی الدین حیدر نے 27-1814ء نے اعلیٰ پیمانے پر مطبع جاری کیا جس کا منیجر ارسل نامی یورپین (شاگرد جان گلکرسٹ) تھا۔ لکھنؤ کے بعد کانپور میں مطبع مسیحائی قائم ہوا۔ اس کے بعد آگرہ اور دہلی میں بھی مطابع قائم ہوتے گئے۔ مطابع کی ایجاد سے فن کتابت پر زوال آتا گیا۔

ہندوستان کے مختلف گھرانوں اور کتب خانوں میں مخطوطات کے علاوہ خوشنویسان باکمال کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی وصلیاں اور قلمی کتبات کے ذخائر موجود ہیں جو ناقدری کا شکار ہیں اس کا سبب ناواقفیت ہے۔ نواب آصف الدولہ والئ اودھ کے عہد میں فن خوشنویسی کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حافظ نوراللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری جو آقا عبد

Marfat.com

الرشید کے سلسلۂ شاگرد میں داخل تھے۔ اسی زمانے میں وارد لکھنؤ ہوئے اور نواب آصف الدولہ نے دونوں کی قدر دانی کی۔ قاضی نعمت اللہ کو اتالیقی پر مقرر کیا اور حافظ نور اللہ دفتر انشاء میں افسر ہوئے۔ ان دونوں خطاطوں نے وہ ترقی کی کہ لوگ اساتذہ سلف کو بھول گئے۔ حافظ نور اللہ کی وصلیاں ان کی حیات میں ایک ایک اشرفی کو فروخت ہوتی تھیں اور مشقی وصلیاں ایک روپے حرف کے حساب سے بکتی تھیں۔

کتاب حاضر مرقع ''خوشنویسان ہند و ایران'' میں مؤلف نے نصف صدی کی اور خوشنویسیوں کے حالات زندگی اور سلاطین وقت سے ان تعلق اور عہد بیان کیا ہے۔

وصلیاں ہوں یا مخطوطات اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تا کہ انہیں ان نوادرات کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ کیا یہ کتبہ کسی معروف و مشہور خوشنویس کا تو نہیں جس کو ردی میں ڈال دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے لئے مہا مہم شری۔ ٹی۔ وی راجیسور گورنر اتر پردیش اور چیرمین رامپور رضا لائبریری بورڈ، ممبران بورڈ اور پبلیکیشن کمیٹی کا ممنون ہوں۔ شریمتی امبکا سونی جی وزیر ثقافت حکومت ہند اور شری کے بادل داس آئی۔ اے۔ ایس سکریٹری وزارت ثقافت ہند کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے رام پور رضا لائبریری کے اشاعتی پروگرام کے لئے خاطر خواہ گرانٹ مہیا کرائی۔ دفتر کے لائبریری اینڈ انفارمیشن آفیسر ڈاکٹر ابو سعد اصلاحی اور مسز بلقیس فاروقی اور مس موہنی رانی کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اشاعت کے کاموں میں میری مدد کی اور شری تنظیم رضا قریشی صاحب پروپرائٹر پرنٹو لوجی اِنک، نئی دہلی، کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کتاب کی خوبصورت ڈیزائننگ اور اعلیٰ طباعت کی۔

عرض مؤلف

سلطنت ایرآن کے قدیم خطوط کے مختصر تعارف کے بعد عہد اسلامی کے چند قدیم رسم کتابت کا تذکرہ کرنا ضروری معلوم ہوا تا کہ قاری پورے طور پر ایرآنی خطوط سے واقفیت حاصل کر لے۔

میرا موضوع خط نستعلیق کے اساتذہ کی مختصر تاریخ بیان کرنا اور حتی الامکان ان کے خط کے نمونے جو دنیا کی عظیم لائبریریوں میں موجود ہیں روشناس کرانا مقصود ہے۔ان نمونوں کے عکس حاصل کرنے میں مجھے بڑی جدوجہد کرنا پڑی۔

خط نستعلیق کی ایجاد کا سہرا مولانا میر علی تبریزی (متوفی ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء) کے سر تسلیم کیا گیا ہے۔آپ کے ایجاد کردہ اس جدید رسم [illegible] نے تبریز، ہرات، ایران، بغداد، ترکی اور ہندوستان میں بڑی مقبولیت حاصل کی اور عوام وخواص کا ہر دلعزیز خط بن گیا۔

خطوط اسلامی کی ترویج کا آغاز سندھ پر محمد بن قاسم کی فتح دیبل (۹۳ھ/۷۱۱ء) کے بعد سے شروع ہو گیا تھا خطوط اسلامی نے [illegible]ان پر اپنا اثر قائم کر کے لاہور کی جانب رخ کیا۔لاہور کو اسلامی عہد کی ابتداء سے ایک اعلیٰ متمدن اور علمی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے یہاں ہر دور اسلامی میں ہر قسم کے خطوط نے فروغ حاصر کیا اور باکمال خطاط منظر عام پر آتے رہے عصر حاصر میں بھی عظیم خطاط منظر عام پر آئے جن کے فن پاروں کو دیکھ کر میر علی تبریزی میر علی ہروی اور عبدالحق شیرازی اگر حیات ہوتے تو احسنت ومرحبا کہتے۔

دہلی میں دور مغلیہ کے اندر ایسے نامور خوشنویس (خطاط) پیدا ہوئے جن کو آقا رشید ثانی کے نام سے موسوم کیا گیا۔اور کچھ خطاطین نے سلاطین کی قدردانی کی وجہ سے دکن، لکھنؤ اور رامپور کا رخ کیا اور وہاں قیام کر کے قبولیت عامہ کی سند حاصل کی اور سلاطین وقت نے ان کی سرپرستی کی۔

بعض وصلیوں پر خطاطین کے نام نہیں ہیں اور بعض پر قصداً محو کر دئے گئے ایسی وصلیاں تاریخ نویسی کے وقت کس سے منسوب کی جائیں۔کسی مصور یا خوشنویس کے فن پارے سے اس کا نام محو کرنا تاریخی سرقہ ہے نام سے فن کار کی تاریخ اور اس کے فن کی اہمیت بیان کی جاتی ہے اُس سے تاریخ مرتب ہوتی ہے۔

سید احمد فنّان

احوالِ واقعی

کتاب حاضر ''مرقع خوشنویسان'' کے مضامین کے سلسلے میں ۱۹۶۲ء سے کتابوں کی تلاش اور اس میں خطاطین نستعلیق کے حالات زندگی تلاش کرنا شروع کئے ان دنوں میں دیوبند میں مقیم تھا۔ اس موضوع پر ۳۶ چھتیس برس کام کرتا رہا اور ہزاروں صفحات لکھکر بار بار مضامین کی اصلاح کرتا رہا۔ نئی فارسی، اردو اور عربی کتابیں زیر مطالعہ رہیں جدید تحقیقات کے پیش نظر مضامین میں تبدیلی لازمی امر تھی۔ درمیانہ مدت میں اپنی معاش کا کام اور خطوط العربیہ کی تاریخ بھی مرتب کرتا رہا۔

۲/ جنوری ۱۹۹۳ء کو شب میں ہارٹ اٹیک ہوا اور میں اپنی زندگی سے ناامید ہوگیا۔ اسپتال میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد گھر واپس آ گیا۔ کیونکہ ابھی زندگی باقی تھی۔ رات اور دن یہی فکر تھی کہ ادھورے کام کا کیا ہوگا۔ ایک ماہ بعد کمزوری کے باوجود کام کرنے بیٹھ گیا۔ ہاتھ کمزور ہوگیا تھا اور لکھنا دشوار تھا۔ نظر کمزور اور نسیان بڑھ گیا تھا چونکہ ذیابطیس کا مریض بھی ہوں۔ ہمت نہیں ہاری اور مولانا رومیؒ کا یہ شعر مشعل راہ تھا:

چوں زچا ہے میکنی ہر روز خاک	عاقبت اندر اسی درآب خاک

(ترجمہ:۔ اگر کنویں سے ہر روز مٹی نکالتے رہوگے، تو ایک نہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تمہارے ہاتھ پانی تک پہنچ جائیں گے۔)

میں برسوں سے قدیم خطوط اور عربی خطاطین کے حالات لکھ رہا تھا اور اسی غرض کے پیش نظر دہلی چھوڑ کر دیوبند قیام کیا تا کہ وہاں محفوظ عربی لٹریچر کا مطالعہ کرسکوں، میرے کرم فرما حضرات نے بار بار مجبور کیا کہ میں خطاطین نستعلیق کے حالات ضرور قلمبند کروں۔ مجھے بھی نستعلیق کے اساتذہ کے حالات زندگی اور ان کے عہد سے باخبر ہونے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ اکثر اوقات مخطوطات کا کاروبار کرنے والے یا اس فن لطیف سے شغف رکھنے والے وقتاً فوقتاً میرے پاس تشریف لاتے رہے کہ ان کے پاس محفوظ قلمی قرآن کریم یا مخطوطات قدیم کے بارے میں جانکاری دوں کہ یہ خطاط کون ہے، اور اس کا عہد کیا اور کاغذ کی نوعیت کیا ہے۔

Marfat.com

اگر خطاط کا نام یا ترقیمہ موجود ہوتو کام سہی ہو جاتا ہے۔اور پورے حالات سے ضرورتمند کو باخبر کیا جاسکتا ہے۔اگر خطاط یا تزئین کار کا نام اور تاریخ کتابت موجود نہ ہوتو یہ کام بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم اور مخطوطات قدیمہ کے سیکڑوں قلمی نسخے میری نظروں سے گزرے بیشتر پر صاحب کتابت کا نام یا ترقیمہ تحریر نہیں ملا۔اس کا سلب یہ ہے کہ صاحب تحریر حضرات فن برائے فن کے قائل تھے اور دوسری طرف عاقبت کا صلہ پیش نظر ہوتا تھا۔اس لئے نام لکھنے سے گریز کرتے تھے۔

بعض تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر سے کاتبین کے نام محو کر دئے گئے اور ان پر دوسرے کا نام لکھنے کی کوشش کی۔اور بعض ت دہندہ نے نام لکھنے سے منع کر دیا۔

ہرین فن یا تاریخ داں حیران ہیں کہ گمنام خطاطین کے کارنامے کس عہد یا ماہر فن سے منسوب کریں۔کسی فن کار کو نام نہ لکھنے ید کرنا، یا نام کو محو کرنا یا لکھکر دوسرے سے منسوب کرنا زبردست تاریخی خیانت ہے جو نا قابل معافی جرم ہے۔

رامپور رضا لائبریری میں ہزاروں کتبات اور نادر و نایاب وصلیاں خطاطین قدیم کی محفوظ ہیں جو میری نظر سے گزریں بعض وصلیوں پر صرف سنہ کتابت تحریر ہے نام مرقوم نہیں ہے یا دونوں چیزیں محو کر دی ہیں۔

راقم السطور نے فن خطاطی کی تاریخ لکھنے کا کام ۱۹۵۴ء میں شروع کیا تھا اس وقت سے آج تک برابر لکھتا اور نظر ثانی کرتا رہا اور وقتاً فوقتاً محققانہ حالات جمع کرنا مشغلہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کوشش کا نتیجہ تین کتابوں کی صورت میں موجود ہے جس کو میں ناظرین اعلیٰ صفات کی خدمت میں بڑی عاجزی سے پیش کرتا ہوں۔ ''گر قبول زہی عز و شرف''

کاش کہ میرے ہم پیشہ لوگ میری پچاس سالہ محنت کو مخالفت کا چشمہ اتار کر نورانی قلب سے دیکھیں تو انہیں ہر قدم پر خوبیاں نظر آئیں گی۔

جناب حکیم محمد نجم الغنی خاں (مصنف اخبار الصنادید) جلد اول کے صفحہ نمبرے پر تحریر فرماتے ہیں:

''تمام تعلیم یافتہ قومیں اپنی قوم کے صنّاع اور مصنف و مؤلف کی امداد مالی اور لسانی کرتی ہیں بخلاف ہمارے اہل وطن کے بجائے تائید، مخالفت کر کے درپئے تخریب ہوتے ہیں مجھ کو موجودہ اہل کمال اور آنے والے اہل علم سے سروکار ہے وہ ضرور میری محنت کی احسنت و مرحبا کہکر داد دیں گے جو میری جانکاہی کا وافی صلہ ہوگا۔''

اخیر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ میں نے دہلی اور اپنے وطن کے کاتبین سے بار بار درخواست کی کہ وہ اپنے اور اپنے اساتذہ

Marfat.com

کے نمونے اور مختصر حالات زندگی لکھکر میرے حوالے کردیں تا کہ میں ان کو اپنی تیسری جلد میں شامل کردوں۔ میں نے مسلسل بیس برس انتظار کیا۔ اخباری کاتب میری مخالفت کرتے رہے کہ میں ان کے دئے ہوئے کتبات کے نمونوں کو اپنے نام سے منسوب کرکے شہرت دونگا کہ یہ میرے تحریر کردہ ہیں چنانچہ برسوں میرا مذاق اڑایا اور کاتبوں نے خوشنویسوں کی فہرست سے میرا نام کاٹ دیا کہ صرف آرٹسٹ ہوں خوشنویس نہیں۔ اور آرٹسٹوں نے خوشنویس کہا۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

(نامعلوم)

اس کتاب کو منظر عام پر لانے اور زیور اشاعت سے آراستہ کرنے میں جناب ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی (او، ایس، ڈی رامپور رضا لائبریری) زبردست شکریہ کے مستحق ہیں جن کی حوصلہ افزائی وسرپرستی اور علم وادب اور تاریخ سے دلچسپی نے سیکڑوں گمنام لیکن با صلاحیت فن کاروں کو ممتاز اہل قلم بنا دیا ہے ڈاکٹر صاحب نے کتاب کے تین حصوں کو منظر عام پر لاکر ایک عظیم کام انجام دیا ہے۔ اگر موصوف توجہ نہ فرماتے تو یہ کتابیں تاخیر سے منظر عام پر آتیں یا میرے بعد طاقِ نسیاں ہوجاتیں۔

تیسری جلد کا کام کئی ماہ سے التواء میں پڑ گیا تھا۔ میں قلب کا مریض ہوں سینے میں انجائناں کا درد نا قابل برداشت اٹھتا ہے۔ لکھی ہوئی کتاب پر نظر ثانی کرنا اور کمپوزنگ کے بعد تصحیح کا کام انجام دینا اور خطاطین کے ناموں کی فہرست حروف تہجی کے تحت ترتیب دینا میرے لئے امر محال تھا۔ آخر کار تنظیم رضا صاحب قریشی (اسلامک ونڈرس بیورو) رحمت بن کر نازل ہوئے پرنٹنگ کے ساتھ میرے کاموں کی ذمہ داری خود قبول فرمالی اور ان کاموں کو بحسن وخوابی انجام دیا اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور ان کے کاموں میں برکت عطا فرمائے۔

سید احمد فنّان

Marfat.com

مقدمہ

عربی طرز تحریر کے مختلف اسلوب اور بالخصوص خط نستعلیق لکھنے والے ماہرین آٹھویں صدی ہجری سے لیکر عصر حاضر تک لاکھوں گزر گئے ان میں سے بعض نے امتیاز بھی حاصل کیا۔ ان ماہرین فن کی بدولت خط نستعلیق میں شانِ مصوری یعنی جمالیاتی جھلک نمایاں طور پر ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے اسلامی خطاطی کو فنون لطیفہ کا درجہ میسّر آ گیا اور یہ امتیاز اتفاق سے کسی اور زبان کے رسم الخط کو حاصل نہیں ہوا۔ عربی خطوط کے علاوہ طرز نستعلیق کے نمونے میر علی تبریزی کے زمانے ۱۳۹۵ عیسوی سے لیکر آج تک بے شمار لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ طرز نستعلیق کو ایک خاص استحکام بزمانہ سلاطین تیموریہ زیادہ ہوا۔ جنہوں نے ماہرین فن کو خاص مراعات عطا کی تھیں۔

سلطان حسین میرزا بایقرا (والیٔ ہرات) کے انتقال کے بعد ہرات کے ماہرین ایران، توران، تُرکی اور ہندوستان میں پھیل گئے توران کے ساتھ وہ کارنامے بھی جو ماہرین فن نے تیار کئے تھے۔

بابر نے ۱۵۲۵ء میں ہندوستان کو فتح کر کے سلطنت مغلیہ کی بنیاد رکھی اس کے ساتھ نستعلیق کے اکثر ماہرین ہندوستان آ گئے تھے۔ عہد اکبر اعظم میں کُتب کے معیاری نسخے تیار کرنے کے لئے ایک باقاعدہ شعبہ بنام ''تصویر خانہ'' قائم کیا گیا جس کا انتظام خواجہ عبدالصمد شیریں قلم اور میر سید علی تبریزی کے ہاتھوں میں تھا جنہیں ہمایوں اپنے ہمراہ ایران سے لایا تھا۔

نور الدین جہانگیر، شہاب الدین شاہجہاں اورنگزیب عالمگیر نے تمام شہزادگان کو لکھنا پڑھنا اور خاندان کے دیگر افراد کو زیورفنِ خوشنویسی سے آراستہ کرنا ضروری فرض سمجھا۔ خود اورنگزیب نے آقا عبدالرشید دیلمی سے خط نستعلیق کی تعلیم حاصل کی اور سید علی خاں حسینی بن آقا مقیم تبریزی جواہر رقم (متوفی ۱۶۸۲ء) سے خط نسخ لکھنا سیکھا اور ان کو شہزادگان کی تعلیم کے لئے مقرر کیا۔

عہد اکبر اعظم کے بلند پایہ خوشنویس۔ محمد اصغر ہفت قلم، خواجہ عبدالصمد شیریں قلم، علامہ فتح اللہ شیرازی، محمد حسین کشمیری زرین قلم، حجر بیگ، میرزا عبدالرحیم خانخاناں، ملا عبدالقادر، خواجہ ابراہیم حسین، عبدالرحیم عنبریں قلم، میر معصوم قندھاری، حسین بن احمد چشتی وغیرہ تھے۔

عہد نور الدین جہانگیر۔ میر عبداللہ تبریزی مشکین قلم، خواجہ محمد شریف، شہزادہ خسرو، سلطان پرویز، احمد علی ارشد وغیرہ۔

عہد محمد شہاب الدین شاہجہاں۔ عبدالحق شیرازی۔ الملقب امانت خان، میر محمد تبریزی عبدالباقی حداد، محمد عارف خاں یاقوت رقم، مولانا عصمت اللہ، ملاّ محمد باقر وغیرہ۔

عہد اورنگزیب عالمگیر۔ شمس الدین خاں جواہر رقم، ہدایت اللہ زرین رقم، میرزا جعفر ملقب بہ کفایت خاں، محمد زاہد، میر محمد کاظم (فرزند جواہر رقم)۔

ہر ایک اپنے دور کا بلند پایہ خوشنویس تھا اور اکثر مغل شہزادے اور شہزادیاں اس فنِ لطیف سے شغف رکھتے تھے ان میں شہزادی زیب النساء اور شہزادی جہاں آرا قابل ذکر ہیں۔

اگر ہم دور مغلیہ میں تحریر ہونے والے خط نستعلیق کے کتبات کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس دور کے خوشنویسان ایرانی طرز تحریر کے زیادہ مقلّد تھے۔ دوائر، مدّات طویلہ اور نِقاط وغیرہ میں شیوۂ ایرانی کا اتباع عام تھا۔ قطعات اور دوسری جلی عبارتوں میں نِقاط صرف خِلا کو پُر کرنے کا ذریعہ تھے اور ان معّما نما تحریروں کا پڑھنا جو بغیر نقاط ہیں فارسی سے نابلد حضرات کے لئے سخت دشوار ہے۔

اورنگزیب کی وفات ۱۷۰۷ء کے بعد غدر ۱۸۵۷ء سے فنِ خوشنویسی کے انحطاط کا دور شروع ہوا ابوظفر بہادر شاہ ثانی دولت مغلیہ کے اخیر تاجدار تھے لیکن مورخین کے نزدیک یہ خاتمہ کے شاہ تھے حقیقت میں دولتِ مغلیہ تو شاہ عالم پر ختم ہو چکی تھی۔ اس دور آخر کے نامور درخشاں ستارے جنہوں نے آسمانِ کتابت کو منور رکھا حسب ذیل ہیں۔

محمد افضل لاہوری، محمد مقیم، عصمت اللہ خاں، میر ابوالحسن، حافظ بقاء اللہ، حافظ میرزا، مولانا غلام محمد ہفت قلمی دہلوی، خواجہ غلام نقش بند خاں، سید امیر محمد رِضوی، حافظ نور اللہ، حافظ خورشید، حافظ ابراہیم فرزند حافظ نور اللہ لکھنوی، میر عوض علی ملیح آبادی وغیرہ۔

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد رامپور فن خطاطی اور تزئین کاری کا اہم مرکز بن گیا تھا۔ نواب کلب علی خاں بہادر (خلد آشیاں متوفی ۱۸۸۷ء) اپنے دور کے میر علی شیر نوائی تھے آپ کے دور حکومت میں کتب خانہ سرکاری نے نمایاں طور پر ترقی کی نواب موصوف کو تمام علوم وفنون سے کافی دلچسپی تھی۔ ذوق خداداد کی بدولت تمام علوم وفنون کی کتابیں کتب خانہ میں جمع کی گئیں منتخب خوشنویسن، طلا کار اور کشمیری ماہرین فن ملازم رکھے گئے اعلیٰ خوشنویسوں سے کتابیں لکھوا کر مطلاّ و مذہب اور نقش و نگار سے مزین کرائی گئیں۔ وہ ماہرین فن جن کو نواب محمد سعید خاں (جنت آرامگاہ) نے کشمیر سے بلا کر ریاست میں بڑی قدر دانی سے ملازم رکھا تھا ان میں آغا رسول کشمیری اور ان کے فرزند آغا محمد علی کشمیری اور خوشنویسی میں میر عوض ملیح آبادی اہم فن کار تھے۔ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے فن میں

Marfat.com

ید طولیٰ رکھتے تھے۔ میر عوض علی عدیل کی وجہ سے رامپور کے ہر پڑھے لکھے گھرانے میں خوشنویسی کا چرچہ ہوا۔ آپ کی وجہ سے سیکڑوں باکمال خوشنویس تیار ہوئے جن میں مولوی الٰہی بخش مرجان رقم، حکیم محمد مرتضیٰ، مولوی کریم اللہ خاں لودھی، میر احمد الحسینی، اور میر ناظر علی اور میر عوض علی کے فرزند میر رجب علی وغیرہ۔

ان ذکر کردہ حضرات کے بے مثال کارنامہ رضا لائبریری میں البموں اور جریدوں کی شکل میں محفوظ ہیں ان کے علاوہ مختلف لوگوں نے نواب خلد آشیاں کی قربت اور معاوضہ حاصل کرنے کی غرض سے مخطوطات کے علاوہ بلند پایہ اساتذہ کے نادر، نایاب شہ پاروں کو پیش کر کے رقوم کے علاوہ اعزازات بھی حاصل کئے۔

نواب حامد علی خاں بہادر اشک (جنت مکاں متوفی ۱۹۳۰ء) میر علی ہروی، میر عماد حسنی، آقا عبدالرشید دیلمی، سلطان علی مشہدی، محمد حسین کشمیری زرین قلم اور دوسرے ماہر فن خط نستعلیق کے دلدادہ تھے خطوط کی پرکھ اور اس کے امتیازات میں ماہرانہ نظر رکھتے تھے وصلیوں پر کاتب تحریر کا نام نہ ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ کر دیا کرتے تھے کہ یہ تحریر فلاں خوشنویس کی ہے جو صحیح ثابت ہوتی

ممبئی اور کلکتہ کے سفر کے دوران کتب خانہ کے لئے مخطوطات کے علاوہ مشہور کاتبین کی نادر وصلیاں اور مغل مصوری کے اعلیٰ شاہکار خرید کر داخل کتب خانہ کرنا دلچسپ مشغلہ تھا۔

اس کے بعد نواب سید رضا علی خاں بہادر رضا (متوفی ۱۹۶۶ء) نے اپنے دور حکومت میں نادر و نایاب قلمی کتب، مصاحف، وصلیاں اور خوشنویسان رامپور کے نگارشات لائبریری میں جمع کر کے انہیں دائمی طور پر محفوظ کر دیا۔

ریاست رامپور کے انضمام یکم دسمبر ۱۹۴۹ء کے بعد ۱۹۹۳ء تک لائبریری کا جمودی دور رہا۔ بالآخر ۱۹۹۳ء میں جناب ڈاکٹر وقار الحسن صاحب صدیقی (ڈائرکٹر محکمہ آثار قدیمہ حکومت ہند) نے رامپور رضا لائبریری کے نظام کو سنبھالا اور لائبریری کی ترقیات کے ساتھ ہر نوعیت سے اس کو عالم میں روشناس کرایا۔

ریاست رامپور ہندوستان کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی مگر کتب خانہ سرکاری میں محفوظ مشاہیر خوشنویسان کے نادر و نایاب شہ پاروں کی وجہ سے تمام عالم میں مشہور تھی جن میں میر علی ہروی، خواجہ محمود شہابی، میر عماد الحسنی، آقا عبدالرشید دیلمی، سید علی خاں حسینی جواہر رقم، خلیل اللہ، محمد معز الدین، حافظ نور اللہ، محمد حسین کشمیری زرین قلم اور دوسرے اساتذۂ وقت کے کارہائے نمایاں وصلیوں، جریدوں اور البموں کی شکل میں محفوظ ہیں۔

Marfat.com

رامپور رضا لائبریری میں میر علی ہروی کی پچیس ۲۵ نادر و نایاب وصلیاں محفوظ ہیں جو دبستان ہرات اور بخارا میں تیار ہوئیں میر علی کا انتقال ۱۵۴۴ عیسوی میں ہوا۔

یہ تمام کتبات مختلف رسم کتابت میں تحریر ہیں۔ خطوط مختلفہ کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱: خط بابری ترکی ☆ ۲: شکستہ تعلیق ☆ ۳: سیاہ مشق ☆ ۴: عثمانی تغرا ☆ ۵: ثلث و نسخ یاقوتی ☆ ۶: نستعلیق ☆ ۷: خط تعلیق ☆ ۸: خط توقیع ☆ ۹: خط غبار ☆ ۱۰: ثلث ☆ ۱۱: محقق ☆ ۱۲: نسخ ☆ ۱۳: تعلیق ☆ ۱۴: اجازہ ☆ ۱۵: رقاع ☆ ۱۶: شکستہ نستعلیق ☆ ۱۷: خط غبار ☆ ۱۸: خط گلزار ☆ ۱۹: خط تعمیہ ☆ ۲۰: خط توام ☆ ۲۱: خط شفیعہ ☆ ۲۲: خط ریحان ☆ ۲۳: زلفِ عروس ☆ ۲۴: خط سرو ☆ ، وغیرہ۔

مجموعی طور پر چوبیس رسم کتابت تحریر ہیں۔

ان مشاہیر خطاطین کے حالاتِ زندگی لکھنے ان کے فن سے متعارف کرانے کے لئے طویل عرصہ درکار ہے۔

چند خوشنویسان کی وصیلوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

میر علی ہروی: ۲۵ ☆ میر عماد الحسنی: ۷ ☆ آقا عبدالرشید دیلمی: ۱۴ ☆ عبدالباقی حداد: ۳۹ ☆ عبدالمجید طالقانی: ۲۲ ☆ حاجی عبداللہ: ۸۹ ☆ محمد حسین کشمیری زرین قلم: ۲۵ ☆ عصمت اللہ خاں: ۳۳ ☆ نواب مرید خاں: ۵ ☆ یاقوتِ رقم خاں: ۱۰ ☆ جہان علی دہلوی: ۲۸ ☆ جواہر رقم: ۷ ☆ حافظ نوراللہ: ۲۸ ☆ حافظ محمد ابراہیم: ۱۰ ☆ محمد باقر زرین قلم: ۱۵ ☆ میر عوض علی عدیل: ۱۸ ☆ کفایت خاں: ۲۴ ☆ محمد کریم اللہ خاں: ۵ ☆ محمد علی کشمیری: ۲۷ ☆ الٰہی بخش مرجان رقم: ۲۵۰ ☆ عباداللہ بیگ: ۲ ☆ محمد امیر رضوی (پنجہ کش): ۷ ☆ غلام رسول کشمیری: ۹ ☆ محمد مرتضی ثابت: ۵۵ ☆ سید عزت علی: ۳۰ ☆ گلزار رقم خاں: ۴ ☆ محمد صالح: ۷ ☆ محمد سلام اللہ: ۷ ☆ مشرف علی لکھنوی: ۱۰ ☆۔

ان حضرات کے علاوہ دوسرے ماہرین فن کی لاتعداد وصلیاں اور کتبات کے نمونے رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کتاب حاضر کتب خانوں، لائبریریوں اور شائقین فن کتابت کے لئے نادر تحفہ ہے جن کے پاس خطاطین کے شہ پارے بطور وصلی یا مخطوطہ کی شکل میں غیر محفوظ ہیں اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان کی قیمت اور قدر زیادہ ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کی اہمیت کو سمجھ لے گا۔

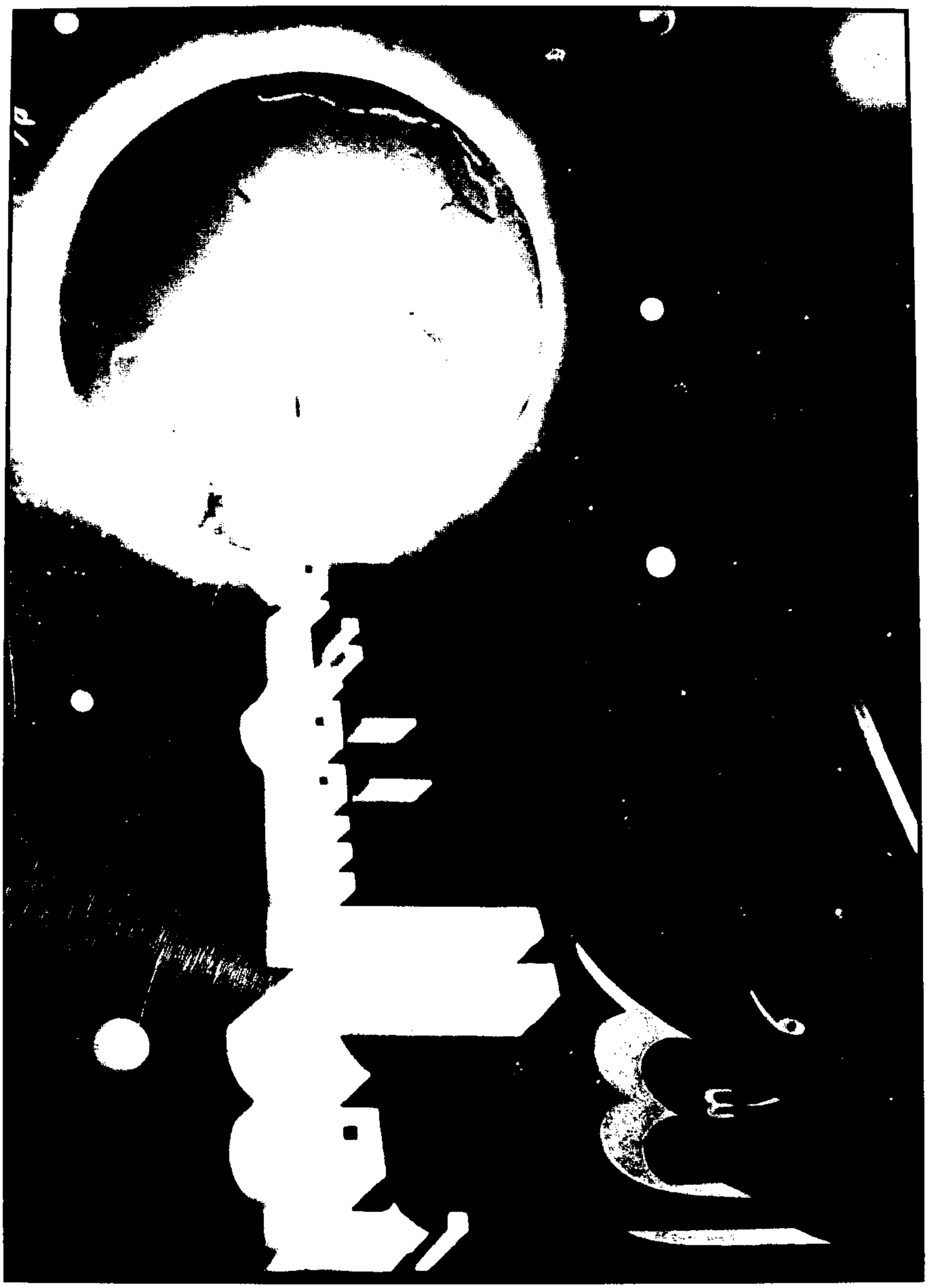
سید احمد فنّان

۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

Marfat.com


INDIA
Ladakh
JAMMU & KASHMIR
Leh
Srinagar
Pahalgam
Manali
Amritsar
Shimla
Gangotri
Chandigarh
Badrinath
Haridwar
DELHI
Corbett National Park
NEPAL
Gangtok
BHUTAN
Jaisalmer
Sariska
Ajmer
Agra
Jodhpur
Jaipur
Darjeeling
Kaziranga
Gwalior
Varanasi
Gaya
Mount Abu
Chittaurgarh
Shivpuri
Shillong
Imphal
Bodh Gaya
Khajuraho
Ahmedabad
Udaipur
Ujjain
Sanchi
Kanha
Mandu
Panchmarhi
Kolkata
Digha
Bhubaneshwar
Ellora
Ajanta
Mumbai
Aurangabad
Konark
Puri
Gopalpur
Nanded
Hyderabad
Vishakhapatnam
Golconda
Bijapur
Hampi
Panaji
GOA
Puttaparthi
Tirupati
Belur
Bangalore
Chennai
Mysore
Chennai (Madras)
Mamallapuram
Pondicherry
Trichy
Thanjavur
Kodaikanal
Madurai
Thekkadi
Rameswaram
Kovalam
Kanyakumari


ĀZARBĀYEJĀN
Tabriz
-E-
SHARQI
Orumiyeh
-E-GHARBI
GILĀN
Rasht
Sāri
MĀZANDARĀN
Mashhad
Zanjān
ZANJĀN
KORDESTĀN
TEHRĀN
Tehrān
Semnān
Sanandaj
Hamadān
SEMNĀN
MARKAZI
HAMADĀN
KERMĀNSHĀHĀN
Kermānshāh
Arāk
KHORĀSĀN
Ilām
LORESTĀN
ESFAHĀN
ILĀM
Khorram Ābād
Shahr-e-Kord
Esfahān
YAZD
Yazd
CHAHARMAHAL
-VA-
BAKHTIYARI
KHUZESTĀN
Ahvāz
BOYERAHMAD
-VA-
KOHGILUYEH
Kermān
KERMĀN
Shirāz
Zāhedān
FĀRS
Bandar-e-Bushehr
BUSHEHR
SISTĀN
-VA-
BALUCHESTĀN
HORMOZGĀN
Bandar-e-Abbās
IRAN



مرصع نگار سید احمد، فنان



(وصلی محفوظ را بصورت رضا لا تحریر کردہ است)

نمونہ خط معزالدین محمد الحسینی

Marfat.com

ایران

ایرآن کا نام زرتشت کی کتاب اَوِستا میں ''اے ریانہ'' ہے یہ قدیم (اریا) قوم کا ملک تھا جو سنسکرت کے قدیم لہجہ میں آریا ہے۔ حدود ایران میں بلخ، سغد، خوارزم اور افغانستان تک شامل تھا اور فارس ایران کا ایک صوبہ تھا جس کے نام سے آج تمام ملک فارس (پرشیا) کہلاتا ہے۔ لیکن لفظ فارس (پرشیا) وہ وسعت نہیں ہے جو ایرآن میں ہے[1]۔

طبقات حکومت

اشوری دور۔ حضرت مسیحؑ سے ایک ہزار یا اس سے قبل کا زمانہ (جرمنی محقق اسپیگل کی رائے کے مطابق) آشوری دور ہے اس عہد میں پیکانی (میخی) خط کا رواج تھا چنانچہ اس سے قبل کی فارسی ابجد میں چوّن حروف یا علامات تھیں۔ ابتداء میں آشوری خط بھی تصویری تھا جو قدیم چینی اور مصری رسم خط سے ہم مشابہ تھا۔

میڈوی دور۔ یہ دور سات سو برس قبل مسیحؑ کا ہے۔ میڈوی کا ماخوذ میڈیا ہے۔ اس ملک سے ایرآن کا مغربی حصہ مراد ہے جس کا صدر مقام ہمدآن تھا۔ اس دور کا تاریخی سرمایہ تلف ہو چکا ہے البتہ محققین نے قیاسات سے کام لیا ہے۔ میڈیا والوں کی زبان قدیم فارسی سے ملتی جلتی تھی جواب ناپید ہے اس کے کتبات درجہ دوم کے میخی خط میں تھے[2]۔

خط میخی ہخامنشی

ہخآمنشی دور (۵۵۰۔۳۳۰ق۔م) اس دور کی زبان فارسی قدیم کہلاتی ہے معلومات کا ذریعہ میخی رسم خط کے کتبے ہیں۔ میڈیا پر جنوبی ایران کے باشندوں نے قبضہ کر لیا تھا جس کا آغاز سائرس (فارسی گورش، کے ارس' اور عرب کیخسرو) کہتے ہیں۔ خاک پارس کا یہ زبردست خاندان تھا جس کے نام سے یورپ لرزتا تھا۔ ایران کے پیشدادی اور کیانی سلاطین اسی خاندان سے تھے جس کے اخیر فرمانروا دارائے اعظم کو سکندر مقدونی نے شکست دیکر ایران کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ چنانچہ کوہ بیتون اور نقش رستم کے کتبات میں ان کے کارنامے درج ہیں اور سب کے سب میخی خط میں ہیں جن کی زبان قدیم فارسی اوستائی ہے اس خط میں مذہبی عقائد اور احکام شاہی کندہ ہیں[3]۔

Marfat.com

خط سومری

یہ خط قدیم بابل کی یادگار ہے ابتداء میں یہ خط بھی تصویری تھا بعد میں میخی میں تبدیل ہو گیا۔ یہ خط آشوراور بائبل سے آٹھ سو قبل مسیحؑ ایران آیا۔ یہ آریا قوم کا قدیم تھا۔

دارائے اعظم نے اپنے زمانہ حکومت میں ایک اہم تاریخی کام یہ کیا کہ پہاڑوں کی مضبوط چٹانوں پر کتبات نقش کرادئے جو اس کے عہد زرین کو روشنی میں لاتے ہیں۔ ان کتبات میں سے ایک کتبہ شہر اصطخر میں دریافت ہوا ہے یہ کتبہ قدیم تاریخ کا نادر ذخیرہ سمجھا جاتا ہے اس کی عبارت کے ذریعہ مذہب، عقیدہ اور طریق حکومت پر روشنی پڑتی ہے۔

چنانچہ اس کتبہ کے عکس میں اس کا عقیدہ مذکور ہے[1]۔

ساسانی دور

تمہید مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ آشوری دور سے اخیر ساسانی دور تک خط مسماری (میخی) کا ایران میں رواج رہا۔ چنانچہ مورخین عرب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایران میں ایک ہزار برس قبل مسیح کتابت کا فن جاری تھا اور پیشدادی طبقہ میں ہوشنگ کے عہد سے کتابت کا آغاز ہوا اور اس نے اپنے سیاسی احکام کا مجموعہ مرتب کرایا تھا جس کی جمشید نے بھی تقلید کی تھی اور عہد فریدون میں کتابت کے فن کو بہت زیادہ ترقی ہوئی۔ اس عہد میں سب سے مشہور خط پہلوی جاری تھا اور یہی دفتر انشا کا خط تھا[2]۔

جہشیاری کی کتاب ''الوزراء'' میں تحریر ہے کہ گشتاسپ میں جب زردشت نے اپنا مذہب جاری کیا تو ایران میں تعلیم کا عام رواج ہو گیا تھا اور پارسیوں کی کتاب اوستا مختلف صوبوں کی زبانوں میں پھیل گئی تھی (یعنی زبان ایک اور لہج مختلف) لہجوں کے اختلافات کی وجہ مختلف خطوط جاری ہو گئے تھے۔

Marfat.com

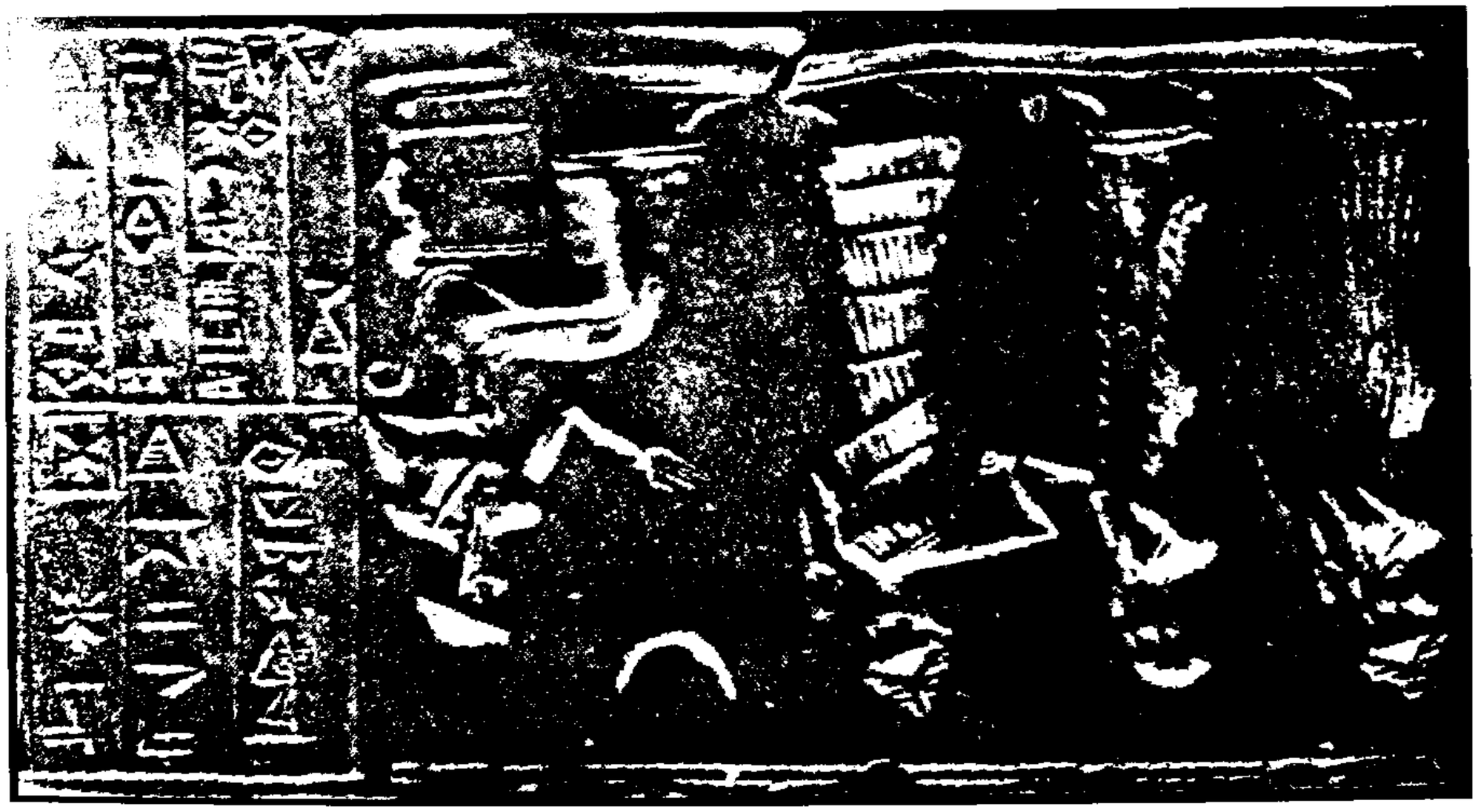
خط پہلوی

محقق[۳] اولڈ ہاؤس کی تحقیقات کے مطابق پہلوی اور پارتھوی ہم معنی ہیں۔ محققین عرب کی رائے کے مطابق ممالک پہلو یہ (فہلوی) سے وسطی اور مغربی ایران کا وہ حصہ مراد ہے جس کے اندر اصفہان، رے، ہمدان، نہاوند اور کچھ حصہ آذربائیجان کا شامل ہے۔ بلخ وخراسان کی زبان فارسی کہلاتی تھی جس کی مشہور شاخ دری تھی۔ فارسی زبان کے ساتھ دو اور زبانیں ژند اور اوستا بھی مشہور ہیں۔ زردشت کی مذہبی کتاب کا جو متن ہے وہ اوستا کہلاتا ہے اور اس کا ترجمہ جو پہلوی زبان میں ہے اس کا نام ژند ہے اور ژند کی تشریح (تفسیر) مکرر کا نام پاژند ہے[۱]

ایرانی (پارسیوں) کا اپنا بیان ہے کہ جب سکندر مقدونی نے اصطخر پر حملہ کیا تو اس نے پورے شہر کو آگ لگادی اور اس میں زردشت کا صحیفہ جل کر راکھ ہو گیا[۲]۔

(۱) ۴۸۷۶	(۲) ۴۸۷۶	(۳) ۴۸۷۶	(۴) ۴۸۷۶
+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴
؟	؟	؟	؟
(۵) ۴۸۷۶	(۶) ۴۸۷۶	(۷) ۴۸۷۶	(۸) ۴۸۷۶
+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴	+ ۱۲۳۴
؟	؟	؟	؟

کلاس پنجم کے لئے



Marfat.com

قدیم ایرانی ہفت قلم

اسلام سے قبل ایران میں حسب ذیل سات قلم رائج تھے[۳]۔

۱- دین دفتر یہ یا دین دبیریہ --- بمعنی خط دینی، یہ اوِستا کا رسم کتابت تھا۔

۲- دیش دبیریہ --- یہ خط تین سو پینسٹھ حروف کا مجموعہ تھا جو فنا ہو گیا اعضا پھڑکنے کے اشارات لکھے تھے۔

۳- الکستج --- اس میں اٹھائیس حروف تھے، طبؔ اور فلسفہ کے مضامین کے لئے مخصوص تھا۔

۴- نیم کستج --- اس میں بھی اٹھائیس حروف تھے۔ طب اور فلسفہ کے مضامین کے لئے مخصوص تھا۔

۵- شاہ دبیریہ --- صیغہ راز کی جملہ مراسلت اس خط میں ہوتی تھی تا کہ دوسرا عبارت کو نہ سمجھ سکے۔

۶- نامہ دبیریہ --- اس رسم کتابت میں تینتیس حروف تھے اور بغیر نقاط لکھا جاتا تھا اور اس کی زبان سُرؔیانی تھی۔ یہ خط پورے ملک میں رائج تھا۔ عوام وخواص سب اس رسم کتابت سے واقف تھے۔

۷- رازسہریہ --- اس خط کے چالیس حروف تھے، صیغہ راز کا یہ دوسرا خط تھا۔ ہر حرف اور اس کی آواز کی مخصوص صورت تھی۔

۸- راس سہریہ --- اس خط کے چوبیس حروف تھے منطق اور فلسفہ کے لئے مخصوص تھا اور ان خطوط کا ضمیمہ زواشن تھا۔

Marfat.com

ہفت قلم عہد اسلام

عہد فاروق اعظم میں ایران پر اسلام کا قبضہ ہوتے ہی عربی زبان سرعت سے پھیلنا شروع ہوگئی اور قبول اسلام کے بعد مذہبی احکام کی تعمیل کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا ضروری ٹھہرا۔ اور لسانیات عرب کا پہلا اثر ایران پر یہ ہوا کہ جدید فارسی (جو اسلام کے بعد ایران کی زبان تھی) کی کتابت عربی خط میں ہونے لگی۔

آٹھویں صدی عیسوی (۲۵۰ھ/۸۶۴ء) سے ایران میں عربی خطوط کا عام طور پر رواج ہوگیا تھا دوسری طرف عربی تصانیف میں عجمی مقولے آنے لگے۔ اور جدید فارسی میں عربی الفاظ کثرت سے داخل ہوگئے اور پہلوی رسم الخط صرف پارسی پیشوایان مذہب میں رہ گیا۔

خلیفہ مامون الرشید (عباسی) کے عہد میں خراسان علوم وفنون کا مرکز بن چکا تھا۔ لیکن مامون کے انتقال کے بعد جب طاہر بن حسین کا خاندان خراسان کا مالک ہوگیا تو بغداد کے علوم وفنون آہستہ آہستہ خراسان پہنچ گئے اور خاندان طاہریہ کے بعد دیالمہ، سلاجقہ، سامانیہ، اور غزنویہ نے علوم وفنون کی سرپرستی کی۔ اور ایرانی تصنیف وتالیف میں عربوں سے بڑھ گئے۔ اور علوم کے ساتھ ساتھ بغداد کے اصلاح شدہ عربی خطوط میں ترقی کرتے رہے اور یہ وہ خطوط تھے جس کی اصلاح میں ابن بواب اور یاقوت مستعصمی نے اپنی عمریں صرف کردی تھیں۔

ان دنوں ایران میں عربی رسم کتابت کے حسب ذیل چھ قلم رائج تھے:

ا.ثلث ۲. توقیع ۳. محقق ۴. نسخ ۵. ریحان ۶. رقاع

اس کے بعد اہل عجم نے خط توقیع سے استخراج کر کے ایک ساتواں قلم ایجاد کیا جس کو تعلیق کے نام سے موسوم کیا۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

کاتباں را ہفت خط باشد بطرز مختلف	ثلث و ریحان ومحقق، نسخ و توقیع ورقاع
بعد ازاں تعلیق آں خط است کش اہل عجم	از خط توقیع استنباط کردند اختراع

خط توقیع کے علاوہ تعلیق میں رقاع سے بھی مدد لی گئی۔ خط تعلیق کے استاد نجم الدین ابوبکر محمد راوندی تھے اس طرز کتابت کی روش ترچھی اور حروف کرسی سے نیچے گرے ہوئے ہوتے تھے یہ خط عدالتی دستاویزات اور اسناد کے لئے مخصوص تھا۔ اس خط کے کامل استاد مولانا درویش (عہد امیر علی شیر نوائی) تھے۔ ان کے علاوہ خواجہ اختیار الدین منشی گنا آبادی (معاصر سلطان محمد خدابندہ فرزند شاہ طہماسپ صفوی) باکمال اساتذہ میں شمار ہوتے تھے[1]۔

Marfat.com

ایران عہد امیر تیمور و آل تیمور

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ چنگیز خاں کے عہد سے امیر تیمور (۷۷۱-۸۰۷ھ / ۱۳۶۹-۱۴۰۴ء) تک فارسی علم وادب نے بیمثال ترقی کی اور اسی زمانے میں بہترین تاریخی تصنیفات ہوئیں اور نامور علماء پیدا ہوئے۔ تیمور اگرچہ سخت گیر سلطان تھا لیکن وہ علم وفن کا بڑا مُربّی تھا۔ میر علی تبریزی کی شہرت امیر تیمور کے زمانے میں ہوئی اور امیر کے چاروں شہزادوں جہانگیر سلطان، عمر شیخ سلطان، میراں شاہ گورگان، اور میرزا شاہرخ مشہور خطاط تھے۔ اور شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ یہ جوہر ان کی اولاد میں مدتوں باقی رہا۔ شہزادہ ابسنغر بن شاہ رخ (متوفی ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء) شش قلم خطاط تھا اس کے کتب خانہ میں چالیس خوشنویس ملازم تھے جو کلام پاک اور دوسری کتابیں لکھنے پر مامور تھے۔

ایران کے دوسرے خاندان

مشہد اور اصفہان کے بعد خطاطی کا تیسرا مرکز شیراز (صدر صوبہ فارس) تھا اور لطف یہ ہے کہ خود فرمانروائے شیراز اہل فن تھے چنانچہ خاندان اتابکان میں ابوبکر سعد زنگی (۶۴۳-۶۵۸ھ / ۱۲۴۵-۱۲۵۹ء) اور خاندان مظفری میں شاہ منصور بن سلطان مظفر (۷۱۳ھ/۱۳۱۳ء) اور سلطان اویس (۷۵۸-۷۷۶ھ / ۱۳۵۶-۱۳۷۴ء) نستعلیق کے استاد مانے جاتے تھے اور خواجہ عبدالحیٔ اویس کے شاگرد تھے۔

دور سلاجقہ (شاخ کرمان، عراق اور ایشیائے کوچک) میں خطاطی ترقی پذیر ہوئی۔ خواجہ حسن نظام الملک طوسی (وزیر ملک شاہ سلجوق متوفی ۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء) نستعلیق اور رقاع کے استاد تھے۔

خط نسخ، تعلیق (نستعلیق)

اسلامی خطوط کی مختلف طرزوں کے رواج کا صحیح زمانہ متعین کرنا اور ان کے موجدین اور اول ماہرین کو پیش کرنا یا ان اسلوب کتابت کی تاریخ بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خط کی مختلف طرزوں کو ماہرین فن کتابت نے اپنے اپنے اصولوں پر لکھکر اس کے قواعد مقرر کئے اسی وجہ سے وہ خط انہیں کی طرف منسوب ہو گئے۔ فتوحات اسلامی کے بعد جدید اسلوب کتابت زیادہ تر عراق، عجم، توران، بلخ، بخارا اور سمرقند میں رونما ہوئے۔ زیر بحث نستعلیق دراصل دو مختلف طرزوں نسخ اور تعلیق کی

Marfat.com

آمیزش سے وجود میں آیا اسی لئے نستعلیق کے نام سے موسوم ہوا۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم نسخ اور تعلیق کے بعد نستعلیق کا تعین کریں۔ کیونکہ عام طور پر عرب اور عجم میں خط کوفی کے مختلف اسلوب کتابت کے بعد جس طرز نے اپنا سکہ قائم کیا وہ خط نسخ تھا اور دوسرا تعلیق جس کے دوائر لٹکے ہوئے مائل بہ پستی ہوتے تھے ان سے نستعلیق وجود میں آیا۔

طرز نستعلیق کا آغاز

اہل عجم ہمیشہ سے جدت پسند اور حسن پرست واقع ہوئے ہیں۔ جب ان کو خط نسخ میں بھدا پن نظر آیا تو اساتذہ فن اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے لہذا انہوں نے حروف میں شانِ مصوری پیدا کی اور حروف کی گردنیں اور نوکیں باریک کر دیں اور دوائر گول بنائے اور ترچھا پن ختم کر دیا اور اسی طرز نو کا نام نستعلیق رکھا۔

ماہرین فن کتابت اور مورخین نے استاد ان خط نستعلیق کا بیان عام طور پر آٹھویں صدی ہجری کے اختتام سے شروع کیا ہے بقول ابوالفضل خط نستعلیق اس سے قبل بھی موجود تھا[1] اور انہوں نے اس سے قبل کی وصلیاں دیکھی ہیں۔

ایران کے خوشنویس وخطاط

۱. میر علی تبریزی
۲. میر عبداللہ
۳. مولانا جعفر تبریزی
۴. مولانا اظہر تبریزی
۵. مولانا سلطان علی مشہدی

سلطان علی مشہدی کے ہمنام کاتب

۱. سلطان علی فانی
۲. سلطان علی تبریزی
۳. سلطان علی خراسانی (مشہدی)
۴. سلطان علی قزوینی

مندرجہ بالا خوشنویسوں کی وصلیاں ہند اور پاکستان میں بکثرت موجود ہیں مگر سلطان علی مشہدی ان سب کے سردار تھے۔ ان کے علاوہ محمد مراد کشمیری شیریں قلم بھی سلطان علی مشہدی اور میر علی تبریزی کے مماثل تسلیم کئے گئے (تحقیقات ماہر، حصہ دوم ص ۱۰۳)

Marfat.com

خداداد صلاحیت کے مالک

وہ خطاط جنھوں نے کسی باکمال استاد سے شرف تلمّذ حاصل نہیں کیا اور خط کے امام کہلائے

۱. میرزا احمد تبریزی
۲. محمد شفیع تبریزی
۳. محمد اسمٰعیل
۴. محمد علی
۵. احمد تسالو

مستفاد خطاط

ان خطاطین نے میر علی مشہدی اور میر علی ہروی کے نمونوں سے استفادہ کیا۔

۱. شمس الدین کرمانی
۲. مولانا جمشید نعمانی
۳. سلطان حسین خجندی
۴. مولانا عیشی
۵. غیاث الدین مذہب
۶. مولانا عبدالصمد
۷. مولانا حسن علی مشہدی
۸. میر جعفر کاشی
۹. میرزا ابراہیم اصفہانی
۱۰. فرزند میر علی ہروی
۱۱. محمد باقر وغیرہ۔

استادان نستعلیق

☆ اول دور — مولانا میر علی تبریزی اور ان کے تلامذہ ۱. میر عبداللہ ۲. مولانا جعفر ۳. مولانا اظہر

☆ دوسرا دور — سلطان علی مشہدی اور تلامذہ

☆ تیسرا دور — میر علی ہروی اور تلامذہ

☆ چوتھا دور — ۱-میر عماد الحسنی ۲-آقا عبدالرشید اور تلامذان ہندوستان

Marfat.com

سیاسی انقلاب اور خط نستعلیق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہرات کی سلطنت کے خاتمہ کی وجہ سے تمام ماہرینِ فن مصور، کتاب، وصلی ساز، طلاکار (مذہب) جو دربار ہرات سے وابستہ تھے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ میر علی ہروی عازم بخارا ہوئے۔ بہزاد مصور اور شاہ محمود نیشاپوری تبریز چلے گئے۔ کئی ہنرمندوں کو شہزادہ بدیع الزماں ترکی لے گئے۔ اسی طرح کئی ماہرین بابر اور ہمایوں کے ہمراہ ہندوستان آ گئے۔

اس سیاسی انقلاب کے بعد خط نستعلیق کا دائرہ اور وسیع ہوگیا اور خط کی پسندیدگی کے سبب بے شمار ماہرین مختلف مقامات پر پھیل گئے۔ ان عظیم فن کاروں کی روایات وہی تھیں جو ہنرمندان ہرات کی تھیں۔ (مغل تاجدار ۹۴۵ھ/۱۵۳۸ء) شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران چلا گیا اور اس نے وسط ایشیا اور ایران کے ماحول میں دس سال گزارے۔ واپسی پر اپنے ہمراہ میر سید علی تبریزی، خواجہ عبدالصمد شیریں قلم اور ملا فخر (ماہر جلد ساز) کو لے آیا تھا۔ ان ماہرین فن نے مغل ماحول کے مطابق اپنی مخفی روایات کا احیاء و اجراء کیا۔ اور بعض ماہرین فن از خود بھی آئے تا کہ شاہان مغلیہ کی سرپرستی اور اعانت حاصل کریں۔

عہد ہمایوں کے باکمال نستعلیق نویسان کے نام حسب ذیل ہیں[1]۔

۱. موسیٰ بیگ	۲. مولانا محمد رضا چرخ	۳. تاج مشہدی
۴. عیسیٰ بیگ بن شاطر	۵. میر وجیہہ الدین	۶. خلیل اللہ چشتی
۷. قاضی احمد قمی	۸. محمد شریف	۹. میر عماد سیفی قزوینی
۱۰. میر خلیل اللہ	۱۱. مولانا محمد باقر	۱۲. حسین حکیم رکنا مسعود
۱۳. مولانا نظام الدین	۱۴. مولانا شمس الدین	۱۵. محمد الکاتب بسطامی
۱۶. مولانا سلطان حسین قونی	۱۷. مولانا محمد عقیل	۱۸. محمد حسین تبریزی
۱۹. علی رضا تبریزی	۲۰. مولانا نعمت اللہ وغیرہ۔	

Marfat.com

اگر خود همین صورتی چون طلسم
نه بینی که در رخ غریبی است اسم

بمیری و همت بمیرد چو جسم
نجویند گوهر معرف نیست

بدولت کسانی سر افراختند
که تاج تکبر بنیفگندند

تکبر کند مرد چشمت پر است
ندانند که چشمت بجلم اندر است

حکایت در معنی سفاهت نادانان و تحمل سنگ میزبان

طمع بردشوخی بصاحبدلی
کمربند و دستش تهی نوپیاک

نبود آزمان در میان حاصلی
که زر بر فشاند بر درویش خاک

برون تاخت خواهنده چون پیل مست
نکوهیدن آغاز کرد از نشست

Marfat.com

قیام عہد مغلیہ اور خط نستعلیق

ظہیر الدین محمد بابر (۹۳۲-۹۳۷ھ/۱۵۲۵-۱۵۳۰ء) بابر سے قبل ہندوستان میں اسلامی تہذیب وتمدن کی تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ اگرچہ سلاطین ماسبق نے بہت کچھ ترقی کی تھی۔ پھر بھی ہندوستان بابر کو یاد کر رہا تھا۔ عہد بابر میں صنعت وحرفت، زراعت، تجارت، علوم وفنون، معاشرت اور خانگی زندگی میں کافی ترقی ہوئی جس کی اہل ہند نے تقلید کی۔

بابر کے بعد ان کی نسل میں اول سے اخیر تک شہزادوں میں فن خوشنویسی کا ذوق باقی رہا۔ نہ صرف شہزادے بلکہ شہزادیاں بھی فن خوشنویسی میں ماہر تھیں جن کی لکھی ہوئی وصلیاں سیکڑوں کی تعداد میں عجائب گھروں اور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ خصوصاً گلبدن بانو، جہاں آرا، نور جہاں اور زیب النساء وغیرہ اسی طبقہ میں داخل ہیں۔[1]

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں خط نستعلیق کا اجراء بابر کی فتح (۹۳۲ھ/۱۵۲۵ء) کے بعد سے ہوا۔ بابر کو فنون لطیفہ سے بڑی دلچسپی بھی۔ بابر کی خواہش پر شہزادہ ہمایوں کے لئے ''واقعات بابری'' کا ایک مصور نسخہ میر علی الکاتب نے (۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء) کتابت کیا تھا۔ حسن اتفاق سے یہ نسخہ ریاست الور میں موجود ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ جب بابر ہندوستان آیا اور بحیثیت بادشاہ یہاں مقیم ہوگیا تو اس کے دربار میں وسط ایشیا کے فضلاء، علماء، ماہرین فن اور خطاطین کی ایک خاصی تعداد جمع ہوگئی تھی۔ بابر کے فضلاء میں شیخ زین الدین، مولانا بقائی، مولانا شہاب الدین معماتی وغیرہ کا ذکر ہند میں فن خطاطی کے ضمن میں ضرور ملتا ہے۔ آپ نے امیر خسرو کے مزار کے کتبات نستعلیق میں لکھے تھے۔[2] بابر خود بھی خوشنویس تھا۔ خط تسنخ کی ایک جدید روش موسوم بخط بابری کے موجد تھے۔ ان کا سلسلہ شاگردی میر علی تبریزی تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

نصیرالدین محمد ہمایوں

۹۳۷—۹۶۳ھ
۱۵۳۰—۱۵۵۵ء

بابر نے اپنی حکومت میں ترقی کی جو داغ بیل ڈالی تھی ہمایوں نے اس کی تکمیل میں بھرپور سعی کی۔ اس عہد کے نامور خوشنویس سلطان علی تھے۔ عہدا کبر اعظم میں شاہ کی طرف سے افضل خاں کا خطاب عطا ہوا تھا۔[1]

ہمایوں جب ایران میں مقیم تھا تو شاہ طہماسپ صفوی نے اس کی دلجوئی کے لے نادر و نایاب کتابیں مہیا کی تھیں۔ جب وہ ایران سے ہندوستان واپس آیا تو اپنے ہمراہ دو مصور اور کاتب سید میر علی تبریزی اور خواجہ عبدالصمد شیریں قلم کو بھی لایا جنہوں نے عہد اکبر اعظم میں ایرانی روایات پر فن مصوری کی بنیاد رکھی۔ اور اعلیٰ کتب خانہ اور فن مصوری اور تزئین کاری کا ایک نیا دبستان قائم کیا۔

جلال الدین محمد اکبر

۹۶۳—۱۰۱۲ھ
۱۵۵۵—۱۶۰۳ء

اکبر اعظم کا عہد حکومت دولت مغلیہ کا زرین عہد شمار کیا جاتا ہے۔ اس دور میں کئی نامور خوشنویس اور مصور منظر عام پر آئے جن کو اکبر نے ان کے فنی کمالات کی وجہ سے جاگیریں مناصب اور مختلف خطابات سے سرفراز کیا اور دفتر انشاء میں مختلف عہدوں پر مقرر کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس دور کے عظیم خطاط حسب ذیل ہیں:

۱. محمد اصغر ہفت قلم	۲. محمد حسین کشمیری زرین رقم اکبر شاہی	۳. خواجہ عبدالصمد شیریں قلم
۴. خواجہ ابراہیم حسین	۵. عنایت اللہ شیرازی	۶. علامہ فتح اللہ شیرازی
۷. مظفر علی	۸. راجہ تو ڈرمل کھتری	۹. میرزا عبدالرحیم خان خانان
۱۰. میرزا ایرج و داراب	۱۱. عبدالرحیم عنبریں قلم	۱۲. میرزا عزیز کوکلتاش
۱۳. رائے منوہر	۱۴. ملا عبدالقادر اخوند	۱۵. محمد یوسف کابلی
۱۶. میر معصوم کابلی	۱۷. حسین احمد چشتی	۱۸. پنڈت جگن ناتھ
۱۹. ملا علی مہر کن		

Marfat.com

کتاب خانہ اکبر

اکبر کے عہد میں قلعہ آگرہ کے مثمّن برج میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا اور وہیں سب مغل عہد کی کتابیں جمع کر دی تھیں اہل قلم حضرات اسی شاہی کتب خانہ میں اپنی تصنیفات ارسال کرتے تھے۔ یعنی فتوحات اکبری کی بدولت خزانہ عامرہ یہ کتاب خانہ ترقی کرتا رہا۔ فتح گجرات کے موقع پر کافی کتابیں ملی تھیں جو اعتمادؔ خاں کے توسط سے حاصل ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ اس کتب خانہ میں چوبیس ہزار کتابیں جمع ہو گئیں۔ اس کے علاوہ اکبری عہد کے امراء مثلاً ابوالفضل، عبدالرحیم خان خانان اور عزیز کوکہ وغیرہ کے ہاں بصورت کتاب خانہ کتابیں موجود تھیں جو اعلیٰ کاتبوں نے لکھی تھیں۔

جہانگیر کے عہد میں بھی ایک عظیم الشان کتاب خانہ قائم تھا۔ مکتوب خاں اس کا مہتمم تھا جہانگیر سفر و حضر میں کتابیں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اسی طرح عہد شاہجہانی میں بھی اکثر خطاط مہتمم کتاب خانہ کے فرائض انجام دیتے تھے جن میں آقا عبدالرشیدؔ دیلمی شامل ہیں۔ البتہ عہد عالم گیر میں یہ شعبہ بہت وسیع ہو گیا تھا اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی بدل گیا تھا۔ (سرگزشت ۱۲۹)

خطاطین بعہد جہانگیر

نورالدین جہانگیر (مغل بادشاہ) اپنے باپ اکبر اعظم کی وفات کے بعد ۸/ جمادی الاخری ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء بعمر ۳۸ سال بمقام آگرہ تخت نشین ہوا۔ ''ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ'' لقب اختیار کیا۔ اسی نیک ساعت میں سونے اور چاندی کے مختلف اوزان کے سکے مسکوک کئے گئے اور ان پر خط نستعلیق میں اشعار وغیرہ اندراج کر کے خط کی سرپرستی کی اور خواجہ شریف پسر خواجہ عبدالصمد شیریں قلم جو بہت بڑے نستعلیق کے ماہر تھے انہیں امیر الامراء کے خطاب اور وکالت کے جلیل القدر عہدے سے سرفراز فرمایا۔ یہ وہی خواجہ عبدالصمد ہیں جو ہمایوںؔ کے ہمراہ ایرانؔ سے ہندوستانؔ آئے تھے۔

ان کے علاہ عہد اکبر کے مشہور خوشنویسان محمد حسین کشمیری زرین قلم، عبداللہ مشکین قلم اور عبدالرحیم الہروی نے گراں قدر خدمات انجام دیں اور عہد جہانگیری میں اپنے اپنے عہدوں پر بدستور فائز رہے۔

فن خطاطی بعہد شاہجہاں

۱۰۳۶ — ۱۰۷۶ھ
۱۶۱۶ — ۱۶۶۵ء

ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں

یہ نامور شہنشاہ خط نستعلیق کا باکمال استاد تھا۔ خط شکستہ بھی عہد شاہجہانی کی یادگار ہے۔ شاہجہاں کے وزیر سعداللہ خاں نے شکستہ کی اشاعت میں خاص توجہ کی تھی جس کی زمانہ مابعد میں ترقی ہوئی۔

۱. میر محمد صالح	۲. عبدالحق شیرازی	۳. عبدالباقی حداد
۴. میر مومن مشکین رقم	۵. محمد عارف یاقوت رقم	۶. مولانا عصمت اللہ
۷. حافظ کلوخاں	۸. محمد افضل، محمد عسکری	۹. ملا باقر کشمیری
۱۰. مقصود علی	۱۱. میر محمد کاشی	۱۲. حافظ عبداللہ
۱۳. شکر اللہ	۱۴. محمد مقیم	۱۵. حکیم رکنا کاشی
۱۶. محمد مراد شیریں قلم	۱۷. شہزادہ داراشکوہ	۱۸. میرزا محمد جعفری، جلال الدین یوسف
۱۹. شرف الدین عبداللہ	۲۰. مولانا منیر لاہوری	۲۱. ابوالفیض
۲۲. ابوالفتح		

Marfat.com

محی الدین اورنگزیب

۱۰۶۹ — ۱۱۱۸ھ
۱۶۵۸ — ۱۷۰۶ء

سلطان اورنگزیب عالمگیر علم و فضل سے موصوف اور خط نسخ اور نستعلیق میں کمال قدرت رکھتا تھا۔ یہ فن اورنگ زیب نے بچپن ہی میں سیکھا تھا۔ باوجود کثرت کار سلطنت ایام ضعیفی میں قرآن شریف حفظ کیا۔ لوحِ محفوظ (۱۰۷۸ھ/۱۶۶۷ء) اختتام کی تاریخ ہے۔ دو قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھ کر سات ہزار روپے کے صرف سے ان کی لوحیں اور جدول کشی، تزئین کاری اور جلد بندی کرا کر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ روانہ کئے۔ ایک قرآن ہندوستان میں بھی موجود تھا جسے ایک مسلمان رئیس نے وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ میں رکھے جانے کے واسطے صاحب وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اورنگ زیب خط شکستہ بھی بہت اچھا لکھتا تھا اور ہندی خط میں بھی ماہر تھا۔

۱. سید علی الحسینی جواہر رقم	۲. شمس الدین علی خاں جواہر رقم	۳. ہدایت اللہ خاں زرّیں رقم
۴. میر محمد باقر (ثانی)	۵. میرزا جعفر	۶. محمد زا
۷. محمد اسمٰعیل عاقل	۸. حافظ نوراللہ	۹. میرزا شکراللہ
۱۰. پنڈت لچھمی رام	۱۱. لالہ سکھدیو	۱۲. منشی محبوب رائے
۱۳. منشی کسل سنگھ	۱۴. نواب مرید خاں	

محمد فرخ سیر

۱۱۲۴ — ۱۱۳۱ھ
۱۷۱۲ — ۱۷۱۸ء

عالمگیر کے بعد محمد معظم بہادر شاہ (۱۱۱۹ — ۱۱۲۴ھ / ۱۷۰۷ — ۱۷۱۲ء) اور معزالدین جہاندار شاہ نے چھ سال تک حکومت کی اور ان کے بعد فرخ سیر تخت نشین ہوئے۔ اس عہد میں بھی وہی خطاط تھے جو عہدِ عالمگیری میں تھے۔

۱. حاجی نامدار	۲. میرزا خاتم بیگ

Marfat.com

ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ

۱۱۳۱ — ۱۱۶۱ھ
۱۷۱۸ — ۱۷۴۸ء

فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کو تیس سال تک حکومت کرنے کا موقع ملا۔ لیکن نادر شاہ کے حملہ نے ایوان حکومت کو متزلزل کر دیا تھا۔ تاہم یہ علمی حیثیت سے غنیمت تھا۔ اس زمانے کے مشہور خطاط حسب ذیل ہیں:

۱. محمد افضل لاہوری قادری	۲. محمد مقیم	۳. میر محمد موسیٰ
۴. پریم ناتھ کتھری	۵. مولوی حیات علی	۶. نواب مظہر خاں
۷. محمد حفیظ خاں	۸. پنڈت شنکر ناتھ	

ابوالمظفر جلال الدین، ملقّب بہ شاہ عالم

۱۱۷۳ — ۱۲۲۱ھ
۱۷۵۹ — ۱۸۵۶ء

قاضی عظمت اللہ خاں

قاضی صاحب شاہ عالم کے عہد کے مشہور خطاط اور خط نسخ کے استاد مانے جاتے تھے۔ تمام عمر کلام مجید اور حمائل شریف کے لکھنے میں صرف کر دی۔ قاضی صاحب کے شاگردوں میں میر گدائی، حافظ ابوالحسن (استاد اکبر ثانی)، میر کرم علی، حافظ مسعود اور عنایت اللہ مبروض بہت مشہور تھے۔ ان کے علاوہ قاضی صاحب کے مقلدین میں ایک مشہور خطاط میر محمدی تھے جو ہنگامہ غلام قادر خاں کے بعد لکھنؤ چلے گئے تھے۔ ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں فوت ہوئے۔

۱. فیض اللہ خاں	۲. عباد اللہ خاں	۳. محمد میر
۴. میر غلام علی	۵. اخوند عبدالرسول قندہاری	

ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی

۱۲۲۱ — ۱۲۵۳ھ

۱۸۰۶ — ۱۸۳۷ء

۱. مولائی صاحب	۲. میر محمد حسین	۳. غلام علی خاں
۴. حافظ ابراہیم	۵. حافظ بقاءاللہ	۶. میر ابوالحسن
۷. میر زین العابدین	۸. شاہ وارث علی	۹. میر مہدی بن میر مقصود
۱۰. مولانا غلام محمد ہفت قلمی	۱۱. خواجہ غلام نقش بند خاں	

اعزالدین عالمگیر ثانی

۱۲۵۲ — ۱۲۶۷ھ

۱۸۳۶ — ۱۸۵۰ء

۱. غازی الدین خاں	۲. میرزا ارجمند

ابوظفر بہادر شاہ ثانی

ابوظفر دولت مغلیہ کے آخری تاجدار تھے۔ اگرچہ انگریزوں نے ''یکے از رعایائے سرکار'' لکھا ہے لیکن مورخین کے نزدیک یہ سلطنت کے خاتمے کے شاہ تھے۔ حقیقت میں دور مغلیہ تو شاہ عالم پر ختم ہو چکی تھی۔ جن کی نسبت یہ مقولہ زبان زد خاص و عام تھا کہ ''حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم'' (پالم مضافات دہلی کا ایک موضع) لیکن قلعہ شاہجہاں کی عظمت اور آبوظفر کے دم سے قائم تھی۔ ظفر اگرچہ بساطِ شطرنج کے بادشاہ تھے لیکن جن آنکھوں نے اس بزم کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا یا سُنا تھا وہ آج بھی اشکبار ہیں۔

Marfat.com

یہ واقعہ نظر عبرت سے دیکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب شاہ ظفر غدر ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے رنگون بھیجے گئے اور شاہی جہاز کلکتہ میں مٹیا برج کے ساحل پر ٹھہرا تو معزول شاہ اودھ (واجد علی شاہ) نے بحیثیت وزیر ابوظفر کی خدمت میں حاضر ہوکر مغلیہ آداب سلطنت کے مطابق جھک کر سلام کیا اور جب حسب دستور معزول شاہ کی خدمت میں نذر پیش کی۔ یہ عجیب وغریب منظر تھا۔ لیکن شاہ ظفر نے اس نذر کو قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ بھائی اب شاہ نہیں ہوں بلکہ انگریزوں کا ایک قیدی ہوں۔ نذر قبول کروں تو تم کو سرپنچ کیوں کر دوں۔ خیر یہ تسبیح دیتا ہوں، فقیر کا تبرک سمجھ کر قبول کرلو۔ واجد علی شاہ نے تسبیح لے کر حسب قاعدہ سلام کیا۔ اور ملاقات ختم ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد کس کو جرأت ہے کہ ابوظفر کو شاہ تسلیم نہ کرے۔

قلعہ معلّٰی کی چہار دیواری کے اندر تمام سامان امارت جمع تھے۔ اہل علم کا مجمع تھا۔ مشاعرے بھی ہوتے تھے۔ بہرحال [illegible] زندگی پُر لطف تھی۔

طبقہ خطاطان میں بہادر شاہ ظفر بھی شامل ہیں۔ دہلی میں متعدد قطعات اور وصلیاں (لال قلعہ) میں موجود ہیں۔ ایک وصلی بخط معکوس رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔ زینت محل (لال کنواں دہلی) اور حمام حکیم احسن اللہ خاں (محلّہ سرکیوالان) پر جو کتبات لکھے ہوئے تھے وہ شاہ ظفر کے زور قلم کا نتیجہ تھے۔ یہ کتبات پتھروں پر کندہ شدہ نصب تھے۔ شہزادوں اور شہزادیوں کی وصلیوں پر خود اصلاح دیا کرتے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کے عہد کے چند خطاطین کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

۱. محمد جان	۲. میر امام علی	۳. میر جلال الدین
۴. امام الدین خاں	۵. میر امام الدین	۶. میرزا عبداللہ بیگ
۷. بدرالدین خاں مرصّع رقم	۸. رحیم اللہ	۹. سید محمد امیر رضوی (مشہور میر پنجہ کش)
۱۰. نواب مرزا داغ دہلوی	۱۱. محمد یوسف بن محمد الدین	۱۲. عبدالمجید دہلوی
۱۳. علی محمد خاں رستم قلم		

Marfat.com

خطاطی کی درس گاہ اوّل

سِندھ

سندھ میں خط اسلامی کی ترویج کا آغاز دراصل محمد بن قاسم کی فتح دیبل کے بعد (۹۳ھ/۷۱۱ء) سے ہی ہوگیا تھا۔ حال ہی میں کھدائی سے ابتدائی دور اسلامی کے کتبات جو خط کوفی میں تھے دستیاب ہو چکے ہیں۔ اس زمانے میں یہاں بیشمار درسگاہیں خانقاہیں اور مساجد قائم ہوئیں جن کو کتبات سے مُزیّن کیا تھا اس کے ساتھ ساتھ یہاں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری ہوا اور اکثر علماء، فضلاء اور صوفیاء کرام یہاں آکر آباد ہو گئے تھے ان میں سے اکثر خطاط بھی تھے۔

سندھ میں عربی اسلوب کتابت کے ساتھ ساتھ خط نستعلیق نے اپنی ایجاد کے بعد اپنے قدم جمائے۔ اس خط کا آغاز ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں ہوا جب کہ ہرات میں زیر سرپرستی سلطان حسین میرزا بایقراء یہ خط کافی ترقی کر چکا تھا جو ماہرین کی بدولت ہرات یا تورآن سے براہ راست سندھ آیا تھا اور اطراف واکناف میں پھیل گیا تھا۔

سندھ کے دورِ اول کے نامور خطاط

۱. میر محمود
۲. شیخ بایزید پورانی
۳. میر معصوم بھکری

Marfat.com

مُلتان

اور خط نستعلیق

خط کے ضمن میں یہ بات بڑے وثوق سے لکھی ہے کہ عہد مغلیہ سے پیشتر یہاں عربی خطوط کا رواج تھا اور نستعلیق کا کوئی وجود نہ تھا۔ ملتان میں عبید بن احمد بغدادی سب سے پہلی ہستی تھے جنہوں نے اپنی حکمت عملی سے فن کتابت کو فروغ دیا۔ (تاریخ فن خطی) اس کے بعد مختلف دیار سے بزرگان دین علماء وفضلاء نے سرزمین ملتان کا رخ کیا۔ ان بزرگ خطاطین میں سے حضرت شاہ یوسف گردیز، حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت ملا منہاج الدین ملتانی (متوفی ۶۱۷ھ/۱۲۲۰ء) حضرت علامہ کمال الدین ملتانی (متوفی ۶۲۹ھ/۱۲۳۱ء)، حضرت مولانا سید جلال الدین بلخی ملتانی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء)، حضرت ملا امام الدین مبارک (۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء) حضرت علامہ تطب الدین کاشانی (متوفی ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) حضرت علامہ عبداللہ تلنبھوی (۶۲۷ھ/۱۲۲۹ء) حضرت شاہ حسین قادری ملتانی (متوفی ۹۰۲ھ/۱۴۹۶ء) رحم اللہ تعالیٰ اجمعین کی شخصیات نے روحانیت کے علاوہ علم وادب اور فن خوشنویسی کو فروغ دیا۔ ان حضرات کے کتبات اور طغرے بعض کتب خانوں میں محفوظ ہیں[1]۔

عصر حاضر کے ایک خطاط ابن کلیم ملتانی ہیں جو ہفت قلم ہیں ایک جدید روش خطِ رعنا کے موجد بھی ہیں باوضع اور پاک طینت ہیں۔ آپ کے والد بھی اعلیٰ کاتب تھے۔

Marfat.com

13881 9

لاہور

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ لاہور کو اسلامی عہد کی ابتداء سے ایک اعلیٰ متمدن اور علمی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے بعہد بہرام بن مسعود بن ابراہیم (۵۱۷-۵۴۷ھ / ۱۱۲۳-۱۱۵۲ء) سلطان قطب الدین ایبک (۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء) آرام شاہ (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) یہاں بڑے بڑے علماء فضلاء اور ماہرین فن گزرے ہیں۔ اسی دوران میں یہاں ہزار ہا علمی مسودات اور قلمی نسخے تیار ہوئے۔ یہاں ایسے خطاطین کے خاندان موجود تھے جن کا آبائی پیشہ خطاطی تھا۔ عہد اکبر اعظم سے قبل یہاں خط نسخ اور عربی کے دوسرے خطوط رائج تھے۔ اس کے بعد جب لاہور کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی تو خط نستعلیق بھی یہاں شاہانہ طور پر مروج ہوگیا۔ لاہور میں بھاٹی دروازے کے اندر اونچی مسجد کی محراب والی دیوار پر تین کتبات عہد اکبر کے ہیں جو خط ثلث اور نسخ میں کندہ ہیں۔ (سرگزشت خط نستعلیق)

لاہور کے دور اول کے نامور خطاط[1]

۱. امام بیروی	۲. عبداللہ الحسینی

دورِ جدید یعنی تقسیم ہند کے بعد کے لاہور کے خطاط[2]

۱. عبدالرشید بٹ	۲. سید نور حسین نفیس رقم
۴. تاج الدین (مرحوم) زرّین رقم اور الماس رقم	۳. عبدالمجید (مرحوم) پروین رقم (موجد طرز جدید)

پروین رقم کے تلامذہ[3]

۱. اقبال ابن پروین رقم	۲. مُنشی خوشی محمد	۳. محمود اللہ صدیقی
۴. حافظ محمد اعظم ناصر قادری	۵. حاجی محمد اعظم	۶. احمد حسین سہیل رقم
۷. فضل الٰہی (مرحوم)		

تاج الدین زرّین رقم کے تلامذہ[۴]

۱. حافظ محمد یوسف سدیدی ہفت رقم
۲. صوفی خورشید عالم
۳. مخمور سدیدی
۴. حافظ ابن کلیم (ملتان) مقلّد

الماس رقم کے شاگرد[۵]

۱. محمود احمد (فرزند)
۲. جمیل احمد تنویر رقم (بھانجے)
۳. محمد صدیق
۴. خواجہ محمد شفیع
۵. محمد اقبال عباسی

Marfat.com

سلطنت بہمنیہ

دکن

تاریخی حیثیت سے دکن اس ضمن میں اوّلیت کا درجہ رکھتا ہے جہاں سلطنت بہمنی کا قیام ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء میں مرکز سے منقطع ہو کر بحیثیت خودمختار اسلامی سلطنت ہو گیا تھا۔ اس سلطنت کے تعلقات براہ راست ایرانؔ وتورانؔ سے زیادہ تھے۔ یہاں بعض ماہرین کتابت ایرانؔ سے براہ راست آ گئے تھے۔ خط اسلامی ابھی تک نسخ، تعلیقؔ اور ثلثؔ تک محدود تھا۔ ان خطوط کے بے شمار کارنامے ہر میدان میں نظر آتے ہیں۔ اگر چہ اس دور کے خط نستعلیقؔ کے نمونے کم میسر ہیں۔ جب سلطان عادلؔ شاہ ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء میں تخت نشین ہوا تو اس عہد میں علمی رجحان دوسری سلطنتوں کے مقابلہ میں زیادہ رہا اس کے بعد کے زمانے سے یہاں خط نستعلیقؔ کے شواہد میسر آ سکتے ہیں۔

عادل شاہی دربار

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کا زمانہ علوم وفنون کے ضمن میں بیمثال تصور کیا جاتا ہے اس وقت دکن میں عربی خطوط کی رائج شدہ رسم کتابت ثلثؔ اور نسخؔ ہر دلعزیز تھی۔ آہستہ آہستہ عادل شاہی عہد میں نستعلیقؔ کی طرف عوام وخواص کا رجحان پیدا ہونا شروع ہوا۔ خود سلطان نے بحیثیت فن کار فن کی ترقی میں حصہ لیا اور بے شمار ماہرین فن کو ایرانؔ وتورانؔ سے بلا کر دربار میں جمع کیا۔ سلطان کی ذاتی تصنیف ''نورس نامہ'' علم موسیقی میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

دکن کے نامور خطاط

۱. شاہ خلیل اللہ	۲. محمد باقر کاسانی	۳. عبدالطیف مصطفیٰ
۴. عبدالحلیم	۵. عبدالرشید	۶. عبدالعزیز

Marfat.com

لکھنؤ اور فن خوشنویسی

دولت[1] مغلیہ کی وزارت کا شرف اول ناظمان (صوبہ داران) اودھ کو حاصل ہوا اور ترقی کے مدارج طے کر کے پہلے وزیر اودھ کہلانے اور نواب غازی الدین حیدر خاں کے عہد (۱۰۲۹ھ/۱۶۱۹ء) میں شاہ اودھ ہو گئے۔

لکھنؤ میں فن خطاطی کی تاریخ نواب شجاع الدولہ (جلال الدین حیدر)، سے شروع ہوتی ہے جن کا عہد حکومت ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۲ء سے ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء تک رہا یہ اودھ کے پہلے ناظم اور پہلے وزیر تھے۔

اس زمانے میں خطاطی کے استاد منشی چندر بھان اور منشی بیج بھان تھے۔ یہ دونوں نستعلیق میں آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے خط شکستہ میں کفایت خاں کے۔ ان میں منشی چندر بھان نے بڑی شہرت حاصل کی برہمن تخلص تھا۔ کتاب ''چہار چمن'' ان کی یادگار ہے۔ ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں لکھنؤ میں فوت ہوئے۔ ان دونوں حضرات کی سیکڑوں وصلیاں لکھنؤ میں آج تک موجود ہیں۔

اسی دور کے دوسرے اُستاد میر محمد عطا حسین خاص مرصع رقم تھے تحسین تخلص تھا، نسخ، نستعلیق اور شفیعہ میں کمال تھے۔ شجاع الدولہ کے بعد نواب آصف الدولہ (۱۲۱۳-۱۱۸۸ھ / ۱۷۹۸-۱۷۷۴ء) مسند نشین ہوئے۔ اس زمانے میں فن خوشنویسی کو لکھنؤ میں بڑا عروج حاصل ہوا اس کا یہ سبب تھا کہ حافظ نوراللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری اُس ہی دور میں وارد لکھنؤ ہوئے۔ نواب آصف الدولہ نے دونوں کی قدردانی کی۔ قاضی نعمت اللہ کو خدمت اتالیقی پر مقرر کیا اور حافظ نوراللہ دفتر انشا میں افسر ہوئے۔ ان دونوں نے فن خطاطی میں کثرت مشق سے وہ ترقی کی کہ لوگ اساتذہ سلف کو بھول گئے۔ حافظ نوراللہ کی وصلیاں ان کی حیات میں ایک ایک اشرفی فروخت ہوتی تھیں حافظ صاحب کے ایک شاگرد میر عوض علی ملیح آبادی نواب محمد سعید خاں (والیٔ رامپور۔ ۱۸۴۰۔۱۸۵۵ء) کی خواہش پر رامپور آ گئے اور نواب یوسف علی خاں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ میر عیوض علی کی بدولت رامپور کے ہر گھرانہ میں فن خوشنویسی کا ذوق پیدا ہو گیا جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

حافظ نوراللہ کے شاگردوں میں حافظ ابراہیم (یہ حافظ صاحب کے فرزند تھے) میر عیوض علی، منشی سرب سنگھ دیوانہ، میاں وجہ اللہ اور محمد عباس بہت مشہور ہیں۔ ان میں بلند مرتبہ حافظ ابراہیم ہی تھے۔ بعد میں حافظ ابراہیم کے دو تلامذہ نے بڑی شہرت حاصل کی اور افضلیت میں فخر لکھنؤ ہوئے۔

Marfat.com

منشی ہادی علی (ان کے بزرگ دہلوی تھے) اور دوسرے منشی پنڈت منسارام اسی سلسلے کی ایک کڑی منشی شمس الدین اعجاز رقم تھے۔ خوشخط نستعلیق میں مطلاّ و مذہب اور رنگین خوشنما گل بوٹوں سے مزیّن ہے اس نسخے کے کاتب محمد ناظر علی تلمذ سید عوض علی ہیں۔ اس نسخے پر طلا کاری اور تزئین کاری کا کام مرزا محمد حسین ولد ملا محمد علی خوشنویس کشمیری نے انجام دیا تھا۔ دیوان ناظم کا یہ مخطوطہ ہر نوعیت سے نادر و نایاب ہے۔

دوسرا نادر و نایاب مخطوطہ ''وصیت نامہ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ''۔ جس کا نمبر ایس۔ ٹی ۱۹۷۱ ہے اعلیٰ طرز کتابت بطرز میر علی ہروی اور اس کے گرد تزئین کاری اور طلائی رنگین جدولوں اور معدنی رنگوں کے کشمیری طرز کے نقوش سے مُزیّن ہے۔ کتابت کو پُر رونق بنانے والا محمد حسین کشمیری کی تزئین کاری کا نادر نمونہ ہے جو اس مخطوطہ کی روح ہے۔ (تاریخ کتاب خانہ رضا صفحہ ۱۵۹)

لکھنؤ کے نامور خطاط

۱. میر عوض علی ملیح آبادی	۲. مولوی الٰہی بخش مرجان رقم	۳. میر احمد حسن الحسینی
۴. مولوی حکیم مُرتضٰی	۵. صاحبزادہ محمد علی خاں	۶. غلام محی الدین خاں
۷. امانت خاں	۸. مولوی حبیب احمد	۹. مولوی غلام رسول خاں
۱۰. مولوی حسن شاہ محدّث	۱۱. مولوی محمد اسلام اللہ	۱۲. مولوی سید بہادر علی
۱۳. سید حسن رضا	۱۴. خان کمال الدین خاں سنجر تہرانی	۱۵. میاں جی عبداللہ
۱۶. مولوی محمد عماد الدین خاں	۱۷. محمد نبی خاں معجز	۱۸. حکیم مظہر احسن خاں احسن
۱۹. مولوی کریم اللہ خاں	۲۰. محمد رشید اللہ خاں	۲۱. فیاض حسن
۲۲. محمد جان مہر کن	۲۳. حافظ حبیب الیتی	۲۴. حافظ احمد علی شوق
۲۵. سید محمد ناظر علی	۲۶. سید عزت علی	۲۷. حافظ عظیم اللہ خاں پہلوان قلم
۲۸. محمد علی عرف دولہ خاں خوش رقم	۲۹. شوکت علی خاں الماس رقم	۳۰. سید عظمت علی معکوس نویس

Marfat.com

رامپور اور فن خوشنویسی

غدر ۱۸۵۷ء کے پُر آشوب دور کے خاتمہ کے بعد دہلی اور لکھنؤ کے عظیم فن کار، شاعر اور خوشنویسی کے ماہرین نے حیدرآباد اور رامپور پہنچ کر وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہاں کے فرمانرواؤں کے دربار میں اونچے عہدے پائے۔ میرزا غالبؔ نے والیٔ رامپور نواب یوسف علی خاں ناظم (فردوس مکاں) کا شاعری میں استاد ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے فرزند نواب سید کلب علی خاں (خلد آشیاں) کے عہد میں امیر مینائی لکھنوی قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

ماخوذ احوال و آثار خوشنویسان

بخشش اول اور جلد سوم

تالیف - ڈاکٹر مہدی بحانی

استاد دانش کدہ تہران

۱. ابوالحسن میر	۲. ابوطیب خاں والاسید	۳. احمد اورنگ زیبی
۴. احمد بن حسن	۵. احمد حسین	۶. احمد رضا
۷. احمد شاملو	۸. احمد بن طورمش	۹. احمد علی خاں
۱۰. آقا محمد ابراہیم	۱۱. احمد غفاری	۱۲. اُمراؤ بیگم
۱۳. احمد حسن خاں عروج منشی	۱۴. امین محمد معزالدین	۱۵. باباشاہ تربتی
۱۶. بابودیپ	۱۷. بخش اللہ خاں	۱۸. بدیع الزماں میرزا
۱۹. برہان	۲۰. شیخ بقاء اللہ	۲۱. بہزاد
۲۲. تجمل حسین خاں	۲۳. تمکین کابلی	۲۴. تہور خاں
۲۵. ثابت علی خاں	۲۶. جمشید معمائی ہروی	۲۷. جے سنگھ
۲۸. لالہ جے سکھ رائے	۲۹. چلّمہ میر	۳۰. مولانا حامد حسین

Marfat.com

غیر مسلم خوشنویسان

به عہد نواب شجاع الدولہ ۱۱۶۶-۱۱۸۸ھ تا غدر ۱۸۵۷ء
۱۷۵۲-۱۷۷۴ء

۱. منشی چندر بھان متخلص برہمن، متوفی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء (مصنف چہار چمن۔ شاگرد آغا عبدالرشید دیلمی)

۲. منشی سیج بھان (شاگرد آغا عبدالرشید دیلمی) | ۳. منشی سرب سکھ | ۴. منشی پنڈت منسارام کشمیری

۵. منشی کالکا پرشاد موجد | ۶. منشی گووند پرشاد فضا | ۷. منشی بالک رام گہر لکھنوی

۸. منشی انبا پرشاد لکھنوی | ۹. کنور چند سہائے نہال | ۱۰. پیارے لال

۱۱. شیام بخش | ۱۲. رام دیال | ۱۳. کنور پریم کشور، منشی

۱۴. ہیرالال مونس | ۱۵. چیت رام | ۱۶. راجہ آنند رام

۱۷. لچھمن سنگھ | ۱۸. لچھمن نارائن | ۱۹ء راجہ نندرام پنڈت

۲۰. رائے سدھ رائے | ۲۱. شنکر ناتھ | ۲۲. نرائن داس

۲۳. امید سنگھ | ۲۴. رام چندر جواہر رقم | ۲۵. شیو پرشاد

۲۶. بالک رام | ۲۷. لالہ درگا پرشاد مضطر | ۲۸. لالہ درگاہ پرشاد مہر

۲۹. منشی دیبی پرشاد سحر (ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایوں) ۳۰. کالکا پرشاد موجد (عہد آصفی تا محمد علی شاہ)

۳۱. کالکا پرشاد نحیف (میر منشی نواب سعادت علی خاں تا زمانہ غازی الدین حیدر)

Marfat.com

نواب واجد علی شاہ (والیٔ اودھ) کے عہد کے خوشنویس

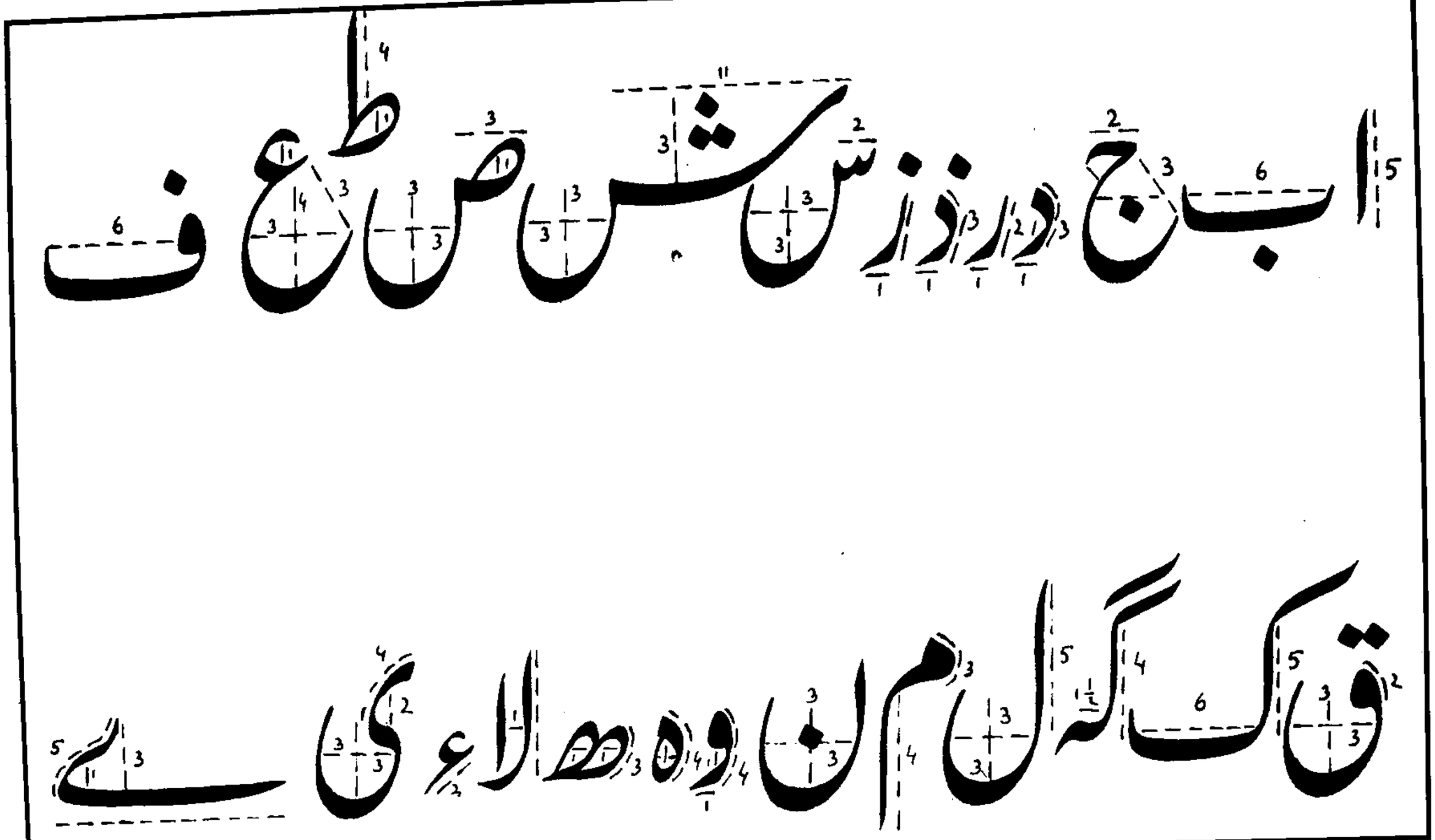
۱. مولوی باقر علی جادؔو رقم (مصنف پنجہ نگارین مطبوعہ ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)	۲. محمد حامدؔ علی (مصنف قطعات الجواہر در خط نسخ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۴ء)	
۳. مولوی گلشنؔ علی جونپوری	۴. اصغر حسینؔ جونپوری	۵. اکبر حسینؔ جونپوری
۶. عبدالحکیم	۷. حافظ ابوالحسنؔ	۸. میر کرم علیؔ
۹. سید مہدیؔ علی	۱۰. حافظؔ مسعود	۱۱. عنایت اللہ
۱۲. آل حسن	۱۳. میر امامؔ علی	۱۴. میر جلالؔ الدین
۱۵. حکیم محمد حسینؔ	۱۶. وزیرؔ علی	۱۷. میر زین العابدینؔ
۱۸. عطاؔ حسین	۱۹. میر مہدیؔ	۲۰. محمد مرادؔ
۲۱. شاہ وارثؔ علی	۲۲. محمد صالح	۲۳. محمد حسنؔ
۲۴. سید ابوالحسنؔ فرقتی امروہی	۲۵. نور محمدؔ	۲۶. معظمؔ علی
۲۷. شرفؔ الدین	۲۸. اشرفؔ علی	۲۹. میر سیدؔ علی
۳۰. مرزا جعفرؔ	۳۱. محمدؔ اکبر	۳۲. محمدؔ موسیٰ
۳۳. لعلؔ خاں	۳۴. مرزا محمدؔ علی	۳۵. غلامؔ علی
۳۶. مرزا احمدؔ طباطبائی	۳۷. مرزا حاتمؔ بیگ	۳۸. محمد نورؔ خاں
۳۹. حیاتؔ علی	۴۰. غلامؔ مجتبیٰ	۴۱. امامؔ الدین
۴۲. ابوالبرکاتؔ خاں	۴۳. رونقؔ علی	۴۴. منشی امیرؔ اللہ تسلیم
۴۵. منشی احمد حسنؔ خاں عروج	۴۶. منشی عبدالحی عرشی	۴۷. محمد علیؔ خوش رقم
۴۸. علامہ تفضّلؔ حسین خاں	۴۹. حامدؔ حسین	۵۰. تجمّلؔ حسین خاں

۵۱. حافظ محمد باقر	۵۲. محمد احمد	۵۳. مرزا محمد ہادی اکبر آبادی
۵۴. وزیر علی انجم	۵۵. محمد مبین علی	۵۶. حسین علی
۵۷. نثار احمد بریلوی	۵۸. مولوی ہادی علی ہفت رقم[1]۔	

لفظی ترکیب سے ظاہر ہے کہ نستعلیق کا مآخذ نسخ، تعلیق ہے یہ دو خطوط سے ماخوذ ہے جب خائے معجمہ کو حذف کر دیا گیا تو نستعلیق رہ گیا۔ ارباب لغت اور اساتذہ فن کا یہی قول ہے۔

فہرست اسماء خطاطین

Marfat.com


ابج دہ زس شص طع ف

قک گہ ل م ن وہ ھ لا ء ی ے

خط نستعلیق

آ

آصف خان

اصلی نام میرزا ابوالحسن تھا۔ اعتماد الدولہ کا بیٹا، نور جہاں بیگم کا بڑا بھائی، ممتاز محل کا باپ اور شاہجہاں بادشاہ کے عہد کا سب سے بڑا امیر اور منصب نو[9] ہزاری پر سرفراز تھا۔ علم و فضل سے موصوف اور خوشنویسی اور انشا میں بے عدیل تھا۔ ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں انتقال کیا۔ زہے آصف خاں تاریخ وفات ہے۔ مقبرہ لاہور میں واقع ہے۔[3]

آغا

سید محمد امیر رضوی کا شاگرد رشید تھا۔ خط نستعلیق میں ایسا کمال بہم پہنچایا کہ استاد کو اس کے کمال سے ناز پیدا ہو گیا۔ خوشنویسی کے علاوہ اکثر کمالات سے موصوف تھا۔ غدر سے قبل دہلی میں مقیم تھا۔[2]

آغا غلام رسول کشمیری۔ آغا محمد علی کشمیری

آغا محمد علی کشمیری غلام رسول کشمیری کے فرزند تھے۔ نواب محمد سعید خاں جنت آرامگاہ ۱۸۴۰-۱۸۵۵ء نے آغا رسول اور آغا محمد حسین کشمیری کو ریاست میں بلا کر بڑی قدردانی سے ملازم رکھا۔ یہ حضرات فن خوشنویسی کے ساتھ طلا کاری اور نقش و نگار بنانے کے فن میں لاجواب تھے ان دونوں کی ایسی قدردانی کی دونوں ریاست پر تصدق ہو گئے بعد میں ان کی اولاد کتب خانہ سرکاری میں کار خاص انجام دیتی رہی۔

غلام رسول کشمیری کا ۱۸۷۸ء میں انتقال ہو گیا۔ ۵/ اکتوبر ۱۸۸۹ء کو غلام رسول کشمیری کی جگہ ان کے فرزند محمد علی کشمیری کا بیس روپے ماہوار پر تقرار عمل میں آیا جو خوشنویسوں کی مدد سے دیا جاتا تھا۔ محمد علی اپنے فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق پر عبور کامل تھا۔ رنگین نقش و نگار اور ان کے گرد طلائی کام کشمیری انداز پر بیمثال کرتے تھے۔ محمد علی کشمیری کے ایسے نادر المثال کارنامے رامپور رضا لائبریری کے محافظ خانہ میں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

آقا عبدالرشید دیلمی

آپ[1] آقا رشید کے نام سے مشہور ہیں۔ میر عماد الحسنی قزوینی کے شاگرد، بھانجے اور داماد تھے۔ میر علی تبریزی، میر عماد اور آقا رشید کی وصلیوں اور ان کی تحریر میں امتیاز کرنا صرف ماہر فن کا کام ہے۔

میر عماد کے واقعہ قتل سے خوفزدہ ہو کر آغاز حکومت شاہجہانی میں داخل ہندوستان ہوئے۔ لاہور کے راستے سے تباہ اور خستہ حالی میں آگرہ پہنچے۔ لباس میل کچیل سے بوسیدہ ہو گیا تھا۔ آقا رشید نے یہ قطعہ لکھ کر شاہجہاں کی خدمت میں پیش کیا[2]

تو آں رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	برآستان تو دارند میل دربانی
چہ حاجت است کہ کوئیم حال خستہ خود	کہ حال خستہ داں راتو خوب میدانی

شاہجہاں نے اظہار خوشنودی فرمایا اور انتہائی احترام کے ساتھ اپنا درباری خوشنویس اور شہزادہ داراشکوہ کا استاد مقرر کیا۔ اور پندرہ سو روپے ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ اور حکم دیا کہ خط نستعلیق کو ہندوستان میں عام طور پر مروج کیا جائے۔

آقا کا مرتبہ کتابت میں بہت بلند ہے ائمہ فن ان کو خطاطی کا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ خدمت اتالیقی کے علاوہ شاہجہاں نے خدمت بیوتات پر سرفراز کر دیا تھا۔ امیرانہ شان سے رہتے تھے۔ آگرہ میں شاندار عمارتیں اور مسافر خانے تعمیر کرائے بڑھاپے تک مشق جاری رہی۔ شہزادہ، داراشکوہ اور جہاں آرا نے زیادہ استفادہ کیا۔ جملہ کتاب دارالسلطنت شاہجہانی میں آپ سب سے ممتاز تھے اور معزز طور پر دربار شاہی سے وابستہ رہے اور مغل دربار میں بوڑھے ہو گئے۔

۱۰۸۱ھ یا ۱۰۸۵ھ یعنی ۱۶۷۰ء یا ۱۶۷۴ء میں بمقام آگرہ انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ اس صاحب کمال کا جانشین آج تک پیدا نہیں ہوا۔ میر علی تبریزی کا سلسلہ آقا رشید پر ختم ہو جاتا ہے۔

آقا کے شاگردوں میں شہزادہ داراشکوہ، جہاں آرا، محمد اشرف خواجہ سرا، سعیدائے اشرف میر عبدالرحمٰن ہروی اور میر حای بہت مشہور ہیں۔

آقا عبدالرشید کا طبقہ متاخرین پر سب سے بڑا احسان ہے جس نے ائمہ فن پیدا کئے اور ہندوستان اور پاکستان کے چاروں اطراف یعنی آگرہ، لاہور، ملتان، لکھنؤ، حیدرآباد، دہلی اور رامپور میں انہیں کی ذات گرامی سے فن خطاطی عروج پر پہنچا۔ آقا عبدالرشید کی وصلیاں ان کی زندگی میں جواہر کے مول فروخت ہوتی تھیں۔

Marfat.com

آج ہنداور پاک میں جتنے بھی خطاط ہیں ان کی شاگردی کا سلسلہ میر عمّاد اور آقا رشیدؔ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔

لال قلعہ کے دیوان خاص کے کونے کی محرابوں کی مستطیل تختیوں پر سعداللہ خاں کا یہ شعر:

اگر فردوس بروئے زمین است	ہمین است و ہمین است

مشہور خوشنویس آقا عبدالرشید دیلمی نے کتابت کیا تھا۔[1]

آقا محمد ابراہیم

آقا محمد حسین کے فرزند اور عالمگیر کے درباری خوشنویسوں میں سے تھے علم معقولات سے بہرہ مند اور انشا پردازی اور نستعلیق نویسی میں استاد کامل تھے۔

آقا محمد حسین

نامی تخلص تھا۔ علوم ظاہری اور انشا پردازی میں عدیم المثال اور خط نسخ اور نستعلیق میں ماہر اور عہد عالمگیری کے خوشنویسوں میں سے تھے۔[1]

۱

ابا بکر مولانا

مرو کا رہنے والا تھا۔ ہفت قلم میں استاد اور خوشنویسی میں شہرہ آفاق تھا۔

ابراہیم استرآبادی

(متوفی ۹۶۵۔۹۹۰ھ/۱۵۵۷۔۱۵۸۲ء) آپ کا شمار خط تعلیق اور نستعلیق نگاران میں ہوتا ہے قاضی احمد کے دو بیت بذریعہ کاشی کاری درگاہ حضرت معصومہؒ (قُم) میں تحریر ہیں جن کو ابراہیم نے نستعلیق میں کتابت کیا تھا۔[۲]

ابراہیم المنشی مولانا

دسویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویسوں میں سے تھے۔ ''سکندر نامہ'' کا ایک نفیس نسخہ ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء میں کتابت کیا تھا جو کتاب خانہ سلطنتی سابق میں محفوظ ہے۔ (احوال و آثار)

ابراہیم تبریزی ملاّ

تبریز کے رہنے والے تھے اور بعض نے قزوینی لکھا ہے۔ مختلف خطوط کے ماہر تھے خصوصاً نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور فن موسیقی سے کما حقہ واقف تھے۔ ۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء تک بقید حیات تھے۔[۳]

ابراہیم حسین

اکبر اعظم کے عہد کا مشہور خوشنویس تھا خط نستعلیق میں کمال کا درجہ رکھتا تھا۔ عین عالم جوانی میں اس منزل فانی سے عالم جاودانی کا راستہ لیا۔ قادری بدایونی نے تاریخ وفات میں یہ رباعی موزوں کی۔

برمو جب حکم بادشاہ کونین — درماہ صفر خواجہ ابراہیم حسین
چوں کرد سفرز عالم پُر شرو شین — تاریخ شدش خواجہ ابراہیم حسین

Marfat.com

ابراہیم مولانا

یہ شخص عقیق نگاری (کندہ کاری) میں اپنے بھائی شرف یزدی کا شاگرد تھا لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اپنے فن میں اسلاف سے سبقت لے گیا۔ اس کے رقاع اور نستعلیق میں قدیم اور مشہور استادوں کے خط میں کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا یہی شخص ہے جس نے بیش قیمت لعلہائے شاہی پر لعل جلالی کا نقش کندہ کیا تھا۔[1]

ابراہیم، میرزا

اصفہان کا رہنے والا تھا۔ مولانا میر علی کے بعد خط نستعلیق کے بہترین خوشنویسوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

ابن بواب

ابوالحسن علی ابن ہلال جو ابن بوّاب کے نام سے مشہور ہے خلفائے عباسیہ کے پچیسویں تاجدار القادر باللہ کے عہد کا مشہور خوشنویس تھا۔ ابن مقلہ کے بعد اس کے ایجاد کردہ خطوط کو ابن بواب سے بہتر کسی نے نہیں لکھا۔

اس نے ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء میں وفات پائی۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ اگرچہ خطوط کی ایجاد کا فخر ابن مقلہ کو حاصل ہے لیکن ابن بواب نے ایک خاص حلاوت ونفاست ان خطوط میں پیدا کی۔ اور متقدمین کے عہد کا کوئی کاتب اس سے بہتر تو کیا اس کی برابری بھی حاصل نہ کر سکا اس کا استاد محمد بن اسد تھا۔ ابن بواب نے ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں کتابت کے کل افراد جمع کر دئے ہیں۔

ابن مقلہ

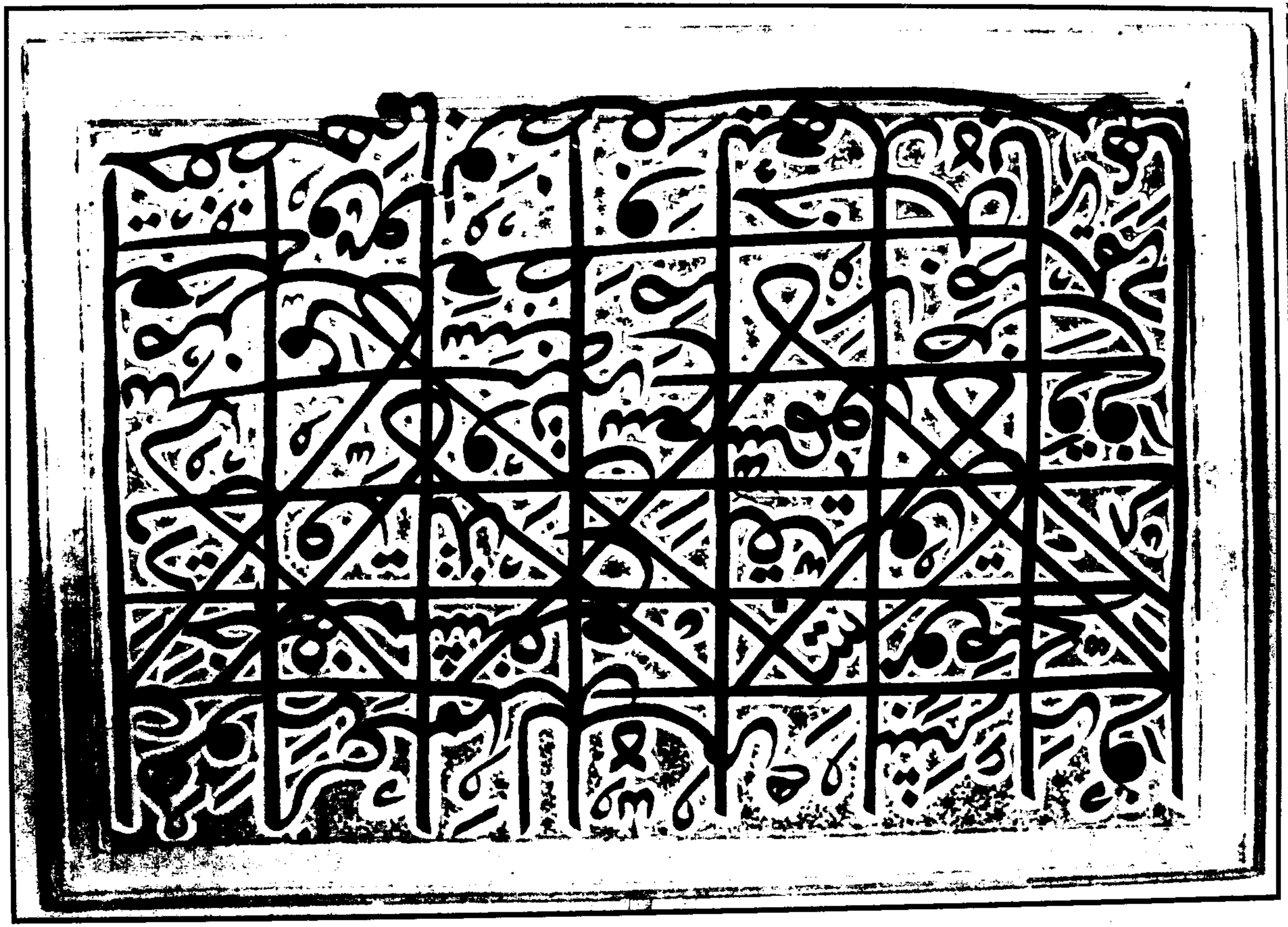
ابوعلی محمد ابن علی ابن الحسن ابن مقلہ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد کا سب سے مشہور خوشنویس تھا۔ ۲۷۲ھ/۸۸۵ء میں بمقام بغداد پیدا ہوا اور اپنے علم وفضل اور کاردانی کی بدولت ترقی کرتا ہوا ۳۲۰ھ/۹۳۲ء میں وزرات کے درجہ پر پہنچ گیا اور خلیفہ قاہر باللہ اور خلیفہ راضی باللہ تین خلفا کے عہد میں اس منصب جلیلہ پر سرفراز رہا۔ خلیفہ راضی باللہ کے زمانہ میں اس نے خلیفہ کی طرف سے ایک امیر کبیر کی طلبی میں فرمان جاری کیا جب خلیفہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے ابن مقلہ سے اس کی نسبت دریافت کیا تو اس نے اس فرمان سے انکار کیا آخر وہ فرمان خلیفہ کے روبرو پیش ہوا خلیفہ ابن مقلہ کی دروغ بیانی سے اس قدر برافروختہ ہوا کہ اس کے ہاتھ کٹوا دئے اور قید میں ڈالدیا گیا اس نے کٹے ہاتھ سے کتابت کی مشق جاری رکھی اسی قید کی حالت ۳۲۸ھ/۹۳۹ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ باوجود کثرت مشاغل وزارت اس نے تین کلام مجید اپنے ہاتھ سے لکھے۔ تین خلفا کا وزیر رہا اور تمام عمر میں تین مرتبہ سفر کیا۔

Marfat.com



ابوالبقا الموسوی (نمونہ خط، وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)

Marfat.com



نمونۂ خط از فتح چھردیف ابوظفر ولیعہد بہادر

(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)

(ہمیشہ کی طرح کرتے رہیں گے ہمیشہ کی طرح)

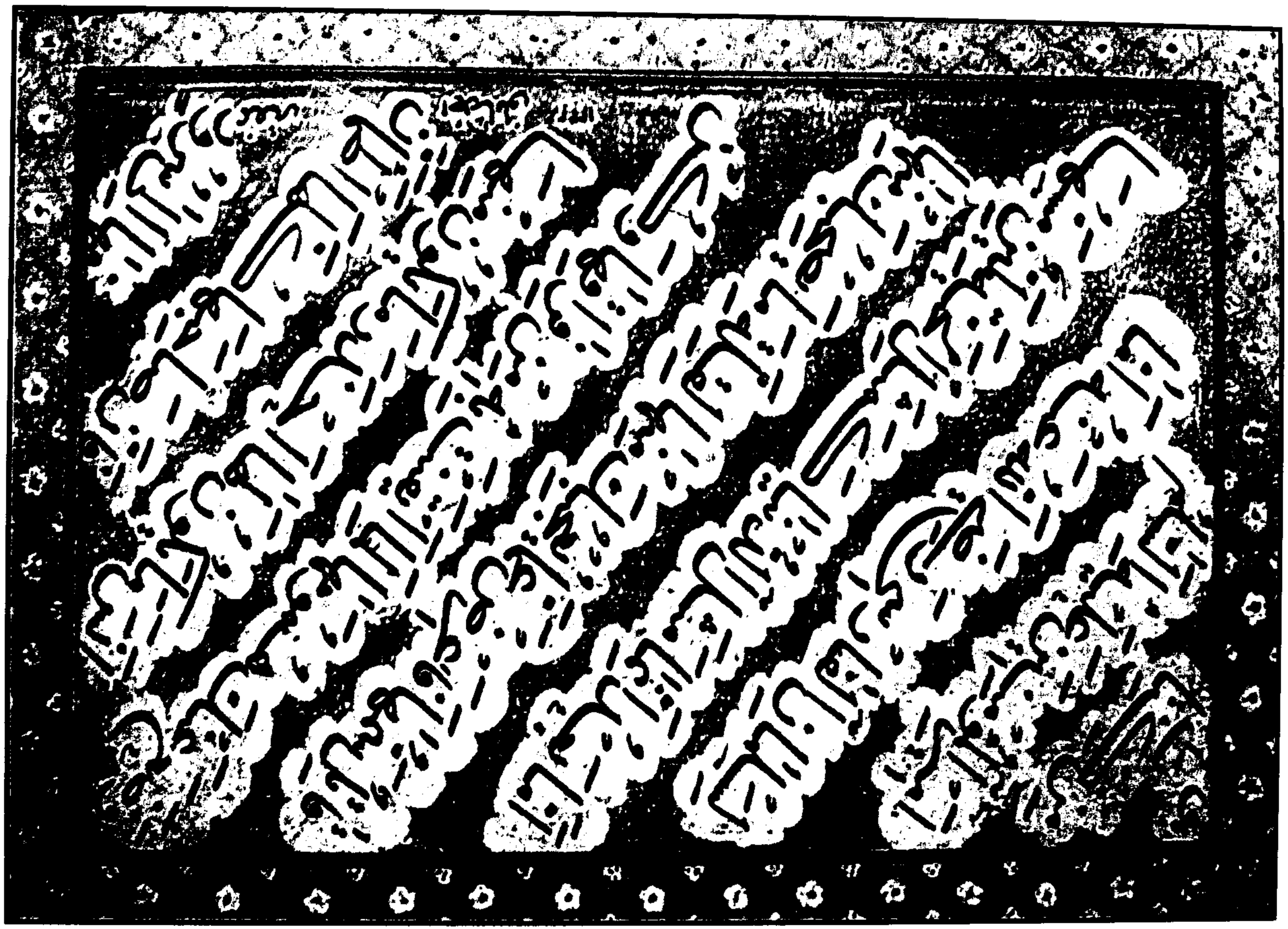
معالی الالقاب　　والاخطاب　　عالیجناب

نواب محمد علی خان صاحب دام اقبالہم

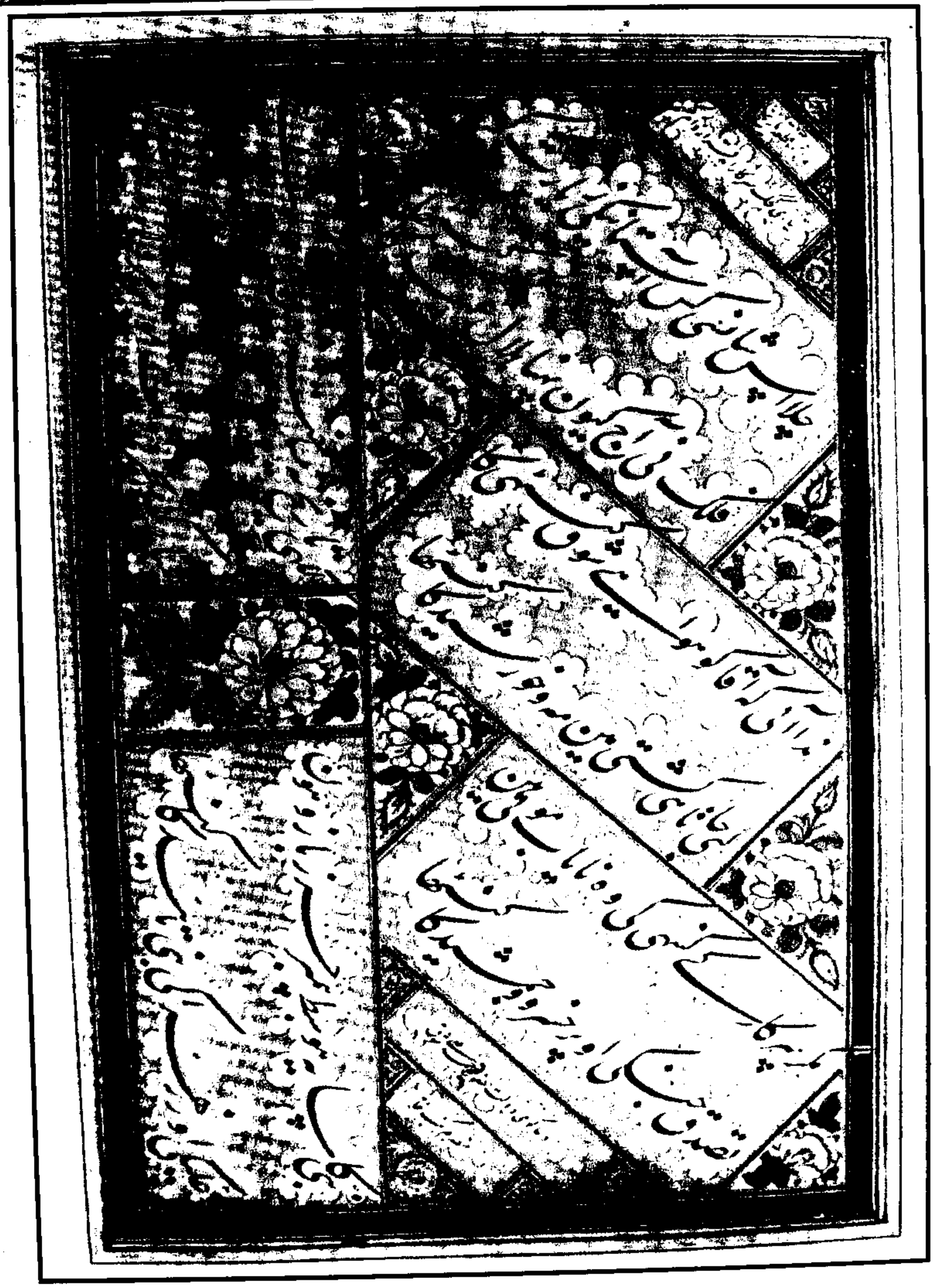
ترقی خواہ دولت　　احمد حسین الحسینی　　غفرذنوبہ

نمونہ خط احمد حسین الحسینی

Marfat.com



(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)



(وصلی محفوظ را میور رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط احمد علی شوق منصرم کتب خانہ

Marfat.com

ابوالحسن میر

معروف میر کلّن سادات رضوی میں سے تھے خط نستعلیق میں حفیظ خاں کے شاگرد اور آقا عبدالرشید دیلمی کے مقلد تھے۔ کتابت کا بہت زیادہ کام انجام دیا۔ تاریخ وفات کا پتہ نہ چل سکا۔ حفیظ خاں ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں فوت ہوئے۔

ابوالفتح

یہ بھی خوشنویس تھے منیر کے ہمراہ بنگال میں رہے اور وہیں وفات پائی ۔ منیر لاہوری کا پورا خاندان نستعلیق کے ہنرمندوں کا خاندان تھا۔ مولانا منیر خود بھی بہت اچھے کاتب تھے۔ افسوس مولانا منیر کا عین شباب بعمر چھتیس سال انتقال ہوگیا۔ (سرگزشت خط نستعلیق ۱۹۴)

ابوالفیض

مولانا کے بھائی تھے ابوالفیضؔ نام تھا۔ فیضا کے لقب سے زیادہ مشہور تھے نستعلیق نہایت پاکیزہ لکھتے تھے۔ ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء میں انتقال ہوا۔

ابوحدی

مشاہیر کوفہ سے تھا خلیفہ معتصم باللہ کے عہد میں قرآن مجید کی کتابت میں شہرہ آفاق تھا۔

ابوطیب خاں والاسید

سادات حسینی میں سے تھے ۱۱۹۰ھ/۱۶۷۹ء کو رحمت آباد میں پیدا ہوئے۔ آغاز جوانی میں علیؔم الدین علی سے علوم کی تحصیل کی۔ نظم اور نثر لکھنے میں کامل دستگاہ تھی اور مولوی شاہ رفیع الدینؒ کے سلسلہ ارادت میں داخل تھے امرائے ہند میں بیحد مقبول تھے خط نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں بقید حیات تھے۔

ابوظفر بہادر شاہ ثانی

ابوظفر دولت مغلیہ کے آخری تاجدار تھے اگرچہ انگریزوں نے ''یکے از رعایائے سرکار'' لکھا ہے لیکن مورخین کے نزدیک یہ سلطنت کے خاتمے کے شاہ تھے۔ حقیقت میں دورِ مغلیہ تو شاؔہ عالم پر ختم ہو چکا تھا۔ جن کی نسبت یہ مقولہ زباں زد خاص و عام تھا کہ

''حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم'' (پالم مضافات دہلی کا ایک موضع) لیکن قلعہ شاہجہاں کی عظمت ابوظفر کے دم سے قائم تھی۔ ظفر اگرچہ بساطِ شطرنج کے بادشاہ تھے لیکن جن لوگوں نے اس بزم کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا یا سُنا تھا وہ آج بھی اشکبار ہیں۔

یہ واقعہ نظرِ عبرت سے دیکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب شاہ ظفر غدر ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے رنگون بھیجے گئے اور شاہی جہاز کلکتہ میں میٹا برج کے ساحل پر ٹھہرا تو معزول شاہ اودھ (واجد علی شاہ) نے بحیثیت وزیر ابوظفر کی خدمت میں حاضر ہو کر مغلیہ آداب سلطنت کے مطابق جھک کر سلام کیا اور حسب دستور معزول شاہ کی خدمت میں نذر پیش کی۔ یہ عجیب و غریب منظر تھا۔ لیکن شاہ ظفر نے اس نذر کو قبول کرنے سے یہ کہکر انکار کر دیا کہ بھائی میں اب شاہ نہیں ہوں بلکہ انگریزوں کا ایک قیدی ہوں۔ نذر قبول کروں تو تم کو سو پنج کیونکر دوں۔ خیر یہ تسبیح دیتا ہوں، فقیر کا تبرک سمجھ کر قبول کر لو۔ واجد علی شاہ نے تسبیح لے کر حسب قاعدہ سلام کیا۔ ملاقات ختم ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد کس کو جرأت ہے کہ ابوظفر کو شاہ تسلیم نہ کرے۔

قلعہ معلّٰی کی چہار دیواری کے اندر تمام سامان امارت جمع تھے۔ اہل علم کا مجمع تھا۔ مشاعرے بھی ہوتے تھے بہر حال خانگی زندگی پر لطف تھی۔

طبقہ خطاطان میں بہادر شاہ ظفر بھی شامل ہیں۔ دہلی میں متعدد قطعات اور وصلیاں (لال قلعہ) میں موجود ہیں۔ ایک وصلی بخط معکوس رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔ زینت محل (لال کنواں دہلی) اور حمام حکیم احسن اللہ خاں (محلّہ سرکیوالان) پر جو کتبات لکھے ہوئے تھے وہ شاہ ظفر کے زورِ قلم کا نتیجہ تھے یہ کتبات پتھروں پر کندہ شدہ نصب تھے۔ شہزادوں اور شہزادیوں کی وصلیوں پر خود اصلاح دیا کرتے تھے۔

احمد

احمد ابن حسن میمندی علم و فضل اور عقل و فہم میں بے نظیر اور خوشنویسی میں شہرہ آفاق تھا سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں ابتدا میں داروغہ دیوان انشا کی خدمت پر مامور تھے۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے وزارت کے عہدے پر پہنچے اور اٹھارہ برس اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز رہے۔ اس کے بعد شاہ نے کسی بات پر خفا ہو کر قلعہ کالنجر میں قید کر دیا جہاں وہ تیرہ برس تک قید رہے اور سلطان محمود کے اخیر زمانہ سلطنت میں قید سے رہائی پا کر پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوئے۔ ۴۴۳ھ/۱۰۵۱ء بعہد سلطان مسعود غزنوی اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔

Marfat.com



Marfat.com



نمونہ خط احمد الحسینی

Marfat.com

احمد المحرر

عہد مامون الرشید میں ایک شخص جس کا نام احوال المحرر تھا، پیدا ہوا وہ برمکی خاندان کا پروردہ تھا۔ خط کی نوک پلک اور اس کی میزان سے خوب اچھی طرح واقف تھا اس نے فن خطاطی کے رسوم وقوانین اور تحسین وتزئین کے موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔

(الفہرست ابن ندیم صفحہ ۱۲۔۱۳)

احمد اورنگ زیبی

سید احمد نام تھا اور دربار اورنگ زیب عالمگیر سے منسلک تھے اور اچھے خوشنویسوں میں شمار تھا۔

احمد بن حسن

درویش عبدی بخاری کے شاگردوں میں سے تھے اور عثمانی نستعلیق نویسان میں سے تھے خفی کتابت کے ماہر تھے ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں فوت ہوئے۔

احمد بن طورمش

عہد عثمانی کے نستعلیق نویسان میں سے تھے میرزا حبیب نے آپ کا اس وفات ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۳ء لکھا ہے۔

احمد حسن الحسینی، میر

ولد میر سید علی، لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ خاندان سادات نیشاپور سے تھے۔ ہندوستان میں پنگوڑ اور سلطان پور وغیرہ ان کے بزرگوں کے مسکن رہے۔ نواب شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے عہد تک یہ خاندان اراکین سلطنت میں شمار ہوتا تھا ۱۸۵۷ء کے غدر میں ان کے آبا واجداد کا تمام سرمایہ تلف ہوگیا۔ بعد غدر نواب فردوس مکاں نے میر سید علی کو لکھنؤ سے طلب فرمایا۔ اور صاحبزادہ حیدر علی خاں کی اتالیقی پر مقرر کیا۔ آپ کے فرزند میر احمد حسن بہ عہد نواب خلد آشیاں لکھنؤ سے رامپور آئے تعلیم جاری تھی۔ یہاں فارسی اور عربی کی تحصیل کو انتہا تک پہنچایا۔ خوشنویسی کا ذوق پیدا ہوا ابتداء میں مولوی الٰہی بخش مرجان رقم سے اصلاح لی اس کے بعد

Marfat.com

میر عوضؔ علی سے فن کی تکمیل کی۔ بائیس سال کی عمر میں نستعلیق عجمی کا ذوق پیدا ہوا کتب خانہ سرکاری میں محفوظ شُد میر علی ہروی اور میر عماد قزوینی کی وصلیوں سے استفادہ کیا۔ نظریؔ اور قلمی کثرت مشق سے متقدمین کی طرز پر لکھنے لگے اور باکمال خوشنویس بن گئے۔ لارڈ منٹو (وائسرائے ہند) نے آپ کی جلی تحریر دیکھ کر کہا کہ یہ قلم کی تحریر نہیں ہے۔ میر صاحب نے اسی وقت اس سے زیادہ جلی تحریر لکھ کر دکھادی۔ شہرت سے نفرت اور گوشہ نشینی شیوہ تھا۔ بہت سے شاگردوں کو خط میں استاد بنادیا تھا۔ نہایت منکسر المزاج اور بیحد مہذب تھے۔ رامپور رضا لائبریری میں آپ کی قلمی وصلیاں اور دیگر نمونے محفوظ ہیں[1]۔

احمد حسن خاں عروجؔ منشی

ولد منشی محمد حسن خاں، قصبہ آسیون ضلع لکھنؤ کے شیوخ تھے۔ فرخ آباد میں پیدا ہوئے۔ دہلی اور لکھنؤ میں عرصہ دراز تک رہے اکتساب علوم وفنون میں خوب محنت کی۔ اخیر میں کانپور میں بود و باش اختیار کی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں جناب سید کلب علی خاں صاحب بہادر خلد آشیاں کی قدردانی رامپور کھینچ لائی سو روپے کی تنخواہ ہوئی عربی میں پوری دستگاہ تھی۔ فارسی میں گویا استاد کامل تھے خوشنویسی نستعلیق میں ید طولیٰ تھا شیخ امام بخش ناسخؔ اور میر علی اوسطؔ رشک سے اردو کلام میں استفادہ کیا تھا۔ نہایت مہذب اور باوضع تھے رامپور سے علیل ہوکر کانپور گئے ۱۳۱۲ ہجری میں انتقال ہوا[2]۔

احمد حسین

لکھنؤ کے رہنے والے تھے آپ کی ایک کتاب ''تذکرہ شمع انجمن'' ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں پتھر پر طبع ہوکر بھوپال سے شائع ہوئی تھی جس کا خط متوسط جلی نستعلیق تھا۔

احمد رضا (اوّل)

رامپور کے رہنے والے اور سید عزّت علی کے شاگرد تھے۔ آپ کے کتبات رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

احمد رضا (دوم)

آپ کا ایک قطعہ بقلم متوسط نستعلیق میوزیم دہلی میں محفوظ ہے۔ بارہویں اور تیرھویں صدی کے کاتب تھے۔

احمد رومی، مولانا

رومؔ کے رہنے والے تھے۔ بایسنغرؔ کے دبستان کتابت سے وابستہ تھے۔ اعلیٰ حسین خط اور حد کمال وصفات کے مالک تھے۔

(مناقب ہنروران)

احمد سہروردی، مولانا

یاقوت مستعصمی کے شاگرد تھے۔ بغدادؔ میں پیدا ہوئے۔ کتابت کے بسیار نمونے آپ سے منسوب ہیں جو بغدادؔ کی عمارتوں پر کندہ ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

احمد شاملو

میرزا احمد بن محمد حسین شاملو اوائل دور قاچاریہ کے خوشنویس تھے اور خط نسخؔ میں کافی مشہور تھے اور خط نستعلیق اور شکستہ بھی بہت اچھا لکھتے تھے۔ میرزا احمد شاملو محمد علی میرزا (فرزند فتح علی شاہ قاچار) کے استاد اور درباری خوشنویس تھے۔ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۷ء میں فوت ہوئے۔

احمد علی

ارشد تخلص تھا اور شاہجہاں کے عہد حکومت کا مشہور خوشنویس اور طغرا نویس تھا۔ اس فن میں اس نے کمال پیدا کیا تھا۔ فتح پور سیکری کے بلند دروازہ کے اندر اس کے کمال کی یادگار ایک طغرا موجود ہے جس میں نہایت صنعت اور خوبصورتی کے ساتھ اللہ، محمدؐ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ اور درمیان میں بخط نستعلیق ''احمد علی در سنہ ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء کندہ ہے یہ قابل دید طغرا ایک فٹ چار انچ طویل اور ایک فٹ،، انچ عریض ہے[1]۔

احمد علی ارشد

آپ عہد جہانگیری کے طغرا نویس تھے۔ فتح پور سیکری کے بلند دروازہ کے اوپر والا کتبہ آپ ہی نے کتابت کیا تھا۔ اس کتبہ میں پنجتن پاک اور خلفاء راشدین کے اسماء مبارک کندہ ہیں۔

۱۰۳۶ھ/۱۶۲۶ء میں جہانگیر کشمیر سے واپس آ رہے تھے تو راستے ہی میں ان کا انتقال ہو گیا اور انہیں لاہور میں دفن کر دیا[2]۔

Marfat.com

احمد علی خاں

بقول صاحب ریاض الشعراء نواب سعادت علی خاں بہادر کے بھانجے اور بقول صاحب سفینہ ہندی سادات خاں ذوالفقار کے بھانجے تھے انہوں نے اولاد کی طرح پرورش کی تھی۔ خط نستعلیق اور شکستہ اعلیٰ لکھتے تھے۔ فن انشا کے ماہر اور شاعر تھے۔ عزت تخلص تھا۔

احمد غفاری

قاضی احمد بن قاضی محمد غفاری، نجم الدین عبدالغفار شافعی قزوینی کی اولاد سے تھے۔ شاعر خوش گو اور مزاجاً ظریف الطبع تھے۔ مدت دراز تک ایران میں سفیر رہے۔ استعفا دے کر زیارت حرمین شریفین گئے واپسی پر ہندوستان آ گئے۔ ہفت قلمی کا بیان ہے کہ نستعلیق کے خوشنویس تھے شہزادہ پرویز (ابن نورالدین جہانگیر) کی تعلیم خط کے لئے مقرر ہوئے شہزادے کے انتقال کے بعد خدمت ترک کر دی۔

احمد قرہ حصاری

بلاد رومیہ کے مشاہیر کُتاب اور خوشنویس تھے۔

اخوند عبدالرسول قندہاری

آپ قندھار کے رہنے والے تھے۔ شہاہجہاں آباد (دہلی) آئے۔ یہاں ایسا دل لگا کہ دہلی کے ہو رہے اور وطن قندہار کو بھلا بیٹھے۔ نستعلیق اور شفیعہ کے استاد تھے[1]۔

ارجمند میرزا

یہ نواب عمادالملک کے میر منشی تھے۔ شاعری، مصوری اور خوشنویسی میں کامل تھے۔ شفیعہ مختلف انداز میں لکھتے تھے۔

ارغون

کابل کا رہنے والا اور خطوط ثلث، توقیع، محقق، نسخ، ریحان اور رقاع کا شش قلم استاد، شیخ جمال الدین یاقوت کا شاگرد رشید اور خطاطان باکمال میں ممتاز تھا۔ اصلی نام عبداللہ تھا اور ارغون کے نام سے مشہور ہے[1]۔

Marfat.com

ارغون کامل

ارغون کاملی کے نام سے مشہور تھے۔ایرآن کے رہنے والے تھے۔یاقوت مستعصمی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔تازیست بغداد میں رہے۔اول آٹھویں کے کتبات محفوظ ہیں۔(آثارواحوال خوشنویسان)

اسحٰق

ابن ابراہیم التمیمی خلیفہ مقتدر باللہ اوراس کی اولاد کا استاد اوراس کے عہد کا مشہور خوشنویس تھا اس نے ''تحفہ المواصق'' نام کا ایک رسالہ علم الخط پر لکھا تھا۔(رسالہ زمانہ کانپور جلد ۱۹۔۱۹۱۳ء)

ترکی کی کئی معروف مساجد میں آپ کے فن کے نمونے کمال فن کے شاہد ہیں آپ کا انتقال ۱۹/جولائی ۱۹۴۶ء کو مرض سرطان میں ہوا۔اوراستنبول کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

اسحٰق بن حماد

خلیفہ ابوجعفر منصوراور خلیفہ محمد مہدی کے زمانہ کا مشہور کاتب اور بے نظیر خوشنویس تھا۔اسی علی دماغ اور جدت پسند نے یہ بارہ قسم کے رسم کتابت ایجاد کئے تھے۔

۱:قلم جلیل ۲:قلم السجلات ۳:قلم الدیباج ۴:قلم اسطومار الکبیر ۵:قلم الثلثین ۶:قلم الزنبور ۷:قلم المفتح ۸:قلم الحرم ۹:قلم الموامرات ۱۰:قلم لعہود ۱۱:قلم القصص ۱۲:قلم الخرجاج وغیرہ۔اس کے بہت سے شاگردوں نے کمال پیدا کیا[۲]۔

اسداللہ کرمانی

آپ خط نستعلیق، ثلث اور نسخ، کو خوبصورت اور دلکش انداز میں لکھتے تھے۔۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء میں انتقال ہوا۔(آثارواحوال خوشنویسان)

اسماء

قبیلہ بنوعامر کی فاضلہ اندلس (اسپین) کے شہر اشبیلیہ کی رہنے والی تھی۔اس کی شاعری اور خوشنویسی کا تمام ملک میں شہرہ تھا۔اس نے عربی میں ایک قصیدہ سردار عبدالمومن بن علی کی شان میں لکھا تھا[۱]۔

Marfat.com

اسماء عبرت

احمد آقا ساکن قسطنطنیہ کی بیٹی اور محمود خطاط کی بیوی تھی۔اس کے شوہر نے اسے ایسی اچھی تعلیم دی کہ چند ہی روز میں شہرۂ آفاق خوشنویسہ ہوگئی۔میاں بیوی کا خط یکساں نظر آتا تھا اور اس میں تمیز کرنی مشکل تھی اس کی خوشنویسی کے نمونے اب تک موجود ہیں اور قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں[۲]۔

اسمٰعیل چلبی

آپ تاج کے فرزند تھے آپ کے والد اور بھائی سب خوشنویس تھے آپ کا خط بھائیوں سے بہت اچھا تھا۔۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء میں انتقال ہوا۔

اسمٰعیل نجاتی، ملا

آپ تبریز کے رہنے والے تھے اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔مولانا صدر خیابانی (شہر تبریز) کے بیمثل شعر کہتے تھے۔
(مناقب ہنروران)

اشتیاق احمد (دیوبندی)

آپ راقم السطور سید احمد کے خط نسخ میں استاد تھے دیوبند وطن تھا۔علوم ظاہری اور باطنی پر عبور کامل تھا۔انتہا درجہ کے خوش وضع اور مہذب تھے۔زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزراتے تھے۔ہر چھوٹے اور بڑے سے حسن واخلاق سے گفتگو کرتے تھے۔ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا۔معلوم ہوتا تھا کہ پیکر انسانی میں کوئی فرشتہ ہے بڑے متقی زاہد وعابد تھے چہرہ نورانی تھا۔تمام زندگی حدیث اور قرآن کی کتابت کرتے رہے۔

آپ نے خط نسخ کی ایک جدید روش کی بنیاد رکھی اور اس کے اصول وقواعد بذریعہ میزان نقاط ایجاد کئے۔منشی ممتاز علی نزہت رقم کے بیحد مداح تھے ان کے کتابت کردہ مصاحف سے بیحد استفادہ کیا اور ان کے تحریر کردہ بسم اللہ کے ایک سو چودہ مختلف النوع طرز کتابت سے استفادہ کر کے خود بھی ۱۱۴ بسم اللہ کے ڈیزائین نقل کئے۔اپنے ایجاد کردہ قواعد کے ذریعہ مبتدی کو حروف کی ساخت کا طریقہ بتاتے تھے۔

Marfat.com

اشرف خان (اوّل)

اصلی نام محمد اصغر تھا۔ صاحب طبقات اکبری نے سادات عرب شاہی، شیخ ابوالفضل نے سبزواری اور صاحب مآثر الامراء نے سادات حسینی مشہد مقدس سے لکھا ہے۔ فن شعر گوئی اور صنعت انشاء میں بے نظیر اور خطاطی اور خوشنویسی میں شہرہ آفاق تھا ہفت قلم میں استاد خصوصاً خط نسخ وخط تعلیق میں سرآمد روزگار و یگانہ دہر تھا۔ اکثر علوم خصوصاً علم جفر میں خاص مہارت رکھتا تھا۔ ہمایوں بادشاہ کے عہد میں ملازمت شاہی میں داخل ہوکر خطاب میر منشی سے موصوف ہوا۔ بیرم خاں نے تروی بیگ کے قتل کرنے کے بعد بعلت گریز پائی اسے بھی قید کردیا۔ قید سے رہائی پاکر حج کو گیا ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء میں وہاں سے واپسی پر دربار اکبری میں حاضر ہوکر پھر ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ دوسرے سال اشرف خاں خطاب ملا اس کے بعد ہم بنگالہ میں خانخانان منعم خاں کے ہمراہ تعنیات ہوا اور ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء میں بمقام گور انتقال ہوا۔ منصب دو ہزاری پر سرفراز اور دیگر کمالات کے ساتھ موزوں طبع بھی تھا یہ رباعی اس کی بہت مشہور ہے ؎

یارب تو مرابہ آتش قہر مسوز	درخانہ دل چراغ ایماں افروز
ایں خلعت بندگی کہ شد پارہ زجرم	ازراہ کرم برشتہ عفو بدوز[1]

اشرف خاں (دوم)

اصلی نام میر محمد اشرف تھا۔ اسلام خاں مشہدی کا لڑکا اور سلطنت مغلیہ کا مشہور امیر تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں منصب ہزاری و پانصدی اور عالمگیر کے وقت میں منصب سہ ہزاری پر سرفراز اور عہدہ بخش گیری اول پر مامور تھا۔ ۹/ ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۵ء کو انتقال کیا علم وفضل اور دیگر کمالات نفسانیہ اور فضائل انسانیہ کے ساتھ چاشنی گیر نعمت تصوف تھا۔ مثنوی مولانا روم کا انتخاب کرکے اسکے مطالعہ میں مصروف اور اپنا زیادہ وقت عبادت وریاضت میں صرف کرتا تھا۔ خطوط نسخ وشکستہ وتعلیق اور نستعلیق میں کمال درجہ حاصل تھا۔ بڑے اور چھوٹے اس عہد کے اس کے خط سے مشق کرتے تھے[1]۔

Marfat.com



نمونہ خط مولانا اظہر

Marfat.com



نمونہ خط مولانا اظہر

Marfat.com

اشرف علی، مولانا لکھنوی

جواہر رقم کے خطاب سے موسوم تھے اور خط نستعلیق، نسخ اور شفیعہ میں کمال رکھتے تھے۔ مطبع منشی نولکشور کے ممتاز خوشنویسوں میں سے تھے۔ اور طغرا نویسی میں بھی مہارت تھی۔ کتاب ارژنگ چین میں ان کے کمال کے اکثر نمونے موجود ہیں۔ ان کے قلم کا لکھا ہوا قرآن مطبع مذکور کا بہترین قرآن تھا۔

اظہر تبریزی، مولانا

تاریخی طور پر ثابت ہے کہ مولانا اظہر، مولانا جعفر کے شاگرد تھے آپ بھی میر علی تبریزی کے خوشہ چینوں میں سے تھے۔ آپنے اپنے وطن مالوف سے ہرات جا کر سلطان ابوسعید بن ابومحمد بن میرانشا تیموری (۸۵۵-۸۷۳ھ / ۱۴۵۱-۱۴۶۸ء) کی ملازمت اختیار کی تھی۔ مگر آپ کے بعض نمونے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شہزادہ، بایسنغر میرزا، سلطان میرزا (فرزندان شاہرخ میرزا تیموری) اور پیر بوادق قراقویسنلو (۸۶۶-۸۷۱ھ) کے لئے بھی کتابت کا کام انجام دیا تھا۔ (سرگزشت)

دوست محمد نے حالات ہنروران میں بیان کیا ہے کہ مولانا اظہر کتاب خانہ بایسنغر میرزا میں شعبہ کتابت میں مامور تھے جب ۸۳۷ھ / ۱۴۳۳ء میں آپ کا انتقال ہوگیا تو آپ کے فرزند علاء الدولہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ اسی دوران میرزا الوغ بیگ سمرقند سے خراسان کا عازم ہوا تو علاء الدولہ، مولانا شہاب الدین عبداللہ (فرزند میر علی) ظہیر الدین اظہر اور دیگر اہل کتاب خانہ کو سایہ گورمانی میں تربیت کے خیال سے سمرقند لے گیا اور مزید عزت افزائی فرمائی۔ اور ان حضرات کو تاریخ لکھنے پر مامور کیا گیا۔

مولانا جعفر تبریزی اور مولانا اظہر تبریزی یہ دونوں خوشنویس مقبول سلاطین اور نستعلیق کے باکمال استاد تسلیم کئے جاتے ہیں آپ کا انتقال بیت المقدس میں ۸۸۰ھ / ۱۴۷۵ء میں ہوا۔

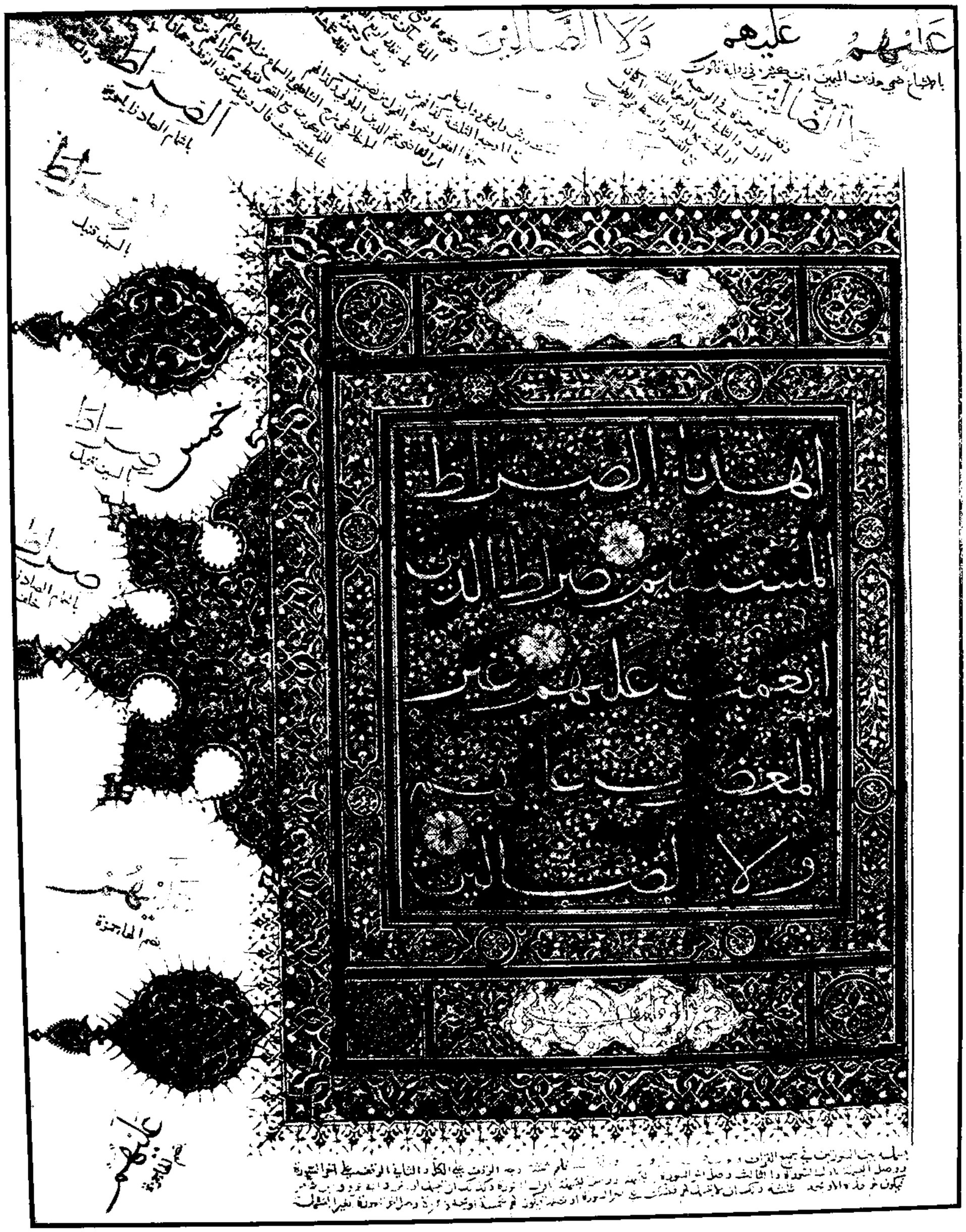
Marfat.com

اعتمادالدولہ

اصلی نام میرزا غیاث الدین بیگ تھا۔نور جہاں بیگم اور خواجہ ابوالحسن آصف خاں کا باپ اور جہانگیر بادشاہ کے عہد میں عہدہ وزارت پر سرفراز تھا علم وفضل اور دیگر کمالات کے ساتھ انشا میں ید طولیٰ اور خط شکستہ نہایت متین اور آبدار لکھتا تھا۔ ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء میں وفات پائی۔اور اس کا خوشنما سنگِ مرمر کا مقبرہ دریائے جمنا کے کنارے آگرہ میں واقع ہے[1]۔

اقطع

کہا جاتا ہے کہ اقطع نے تیمور لنگ کو خوش کرنے کے لئے ایک اتنا چھوٹا قرآنی نسخہ پیش کیا تھا جسے با آسانی انگوٹھی پر نگینے کی طرح جڑا جا سکتا تھا۔لیکن تیمور لنگ نے اس فنی کمال کی کوئی قدر نہیں کی اور قدر دانی کے دو بول سے بھی اقطع کو نہیں نوازہ۔ اقطع کو تیمور لنگ کا یہ رویہ نہایت ہتک آمیز لگا اور اسے کافی دلی تکلیف ہوئی۔لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور تیمور لنگ کی ناقدری کے جواب میں ایک دوسرا کمال فن پیش کیا۔اس نے قرآن کا ایک نسخہ تیار کیا اور وہ نسخہ اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ اسے پہیے والی ایک گاڑی پر رکھ کر دیدار عام کے لئے سمرقند میں بی بی خانم کی جامع مسجد میں رکھ دیا گیا۔ ہر صفحہ ۱۴ انچ لمبا اور ۴ فٹ چوڑا تھا۔


اهدنا الصراط
المستقيم صراط الذين
انعمت عليهم غير
المغضوب
ولا الضالين

نمونه خط اقطع

الٰہی بخش، مولوی مرجان رقم

لفظ خوشنویسی مولانا کے نام کا جز بن گیا تھا۔ غریبؔ تخلص تھا۔ خط نسخ آغا رسول کشمیری اور نستعلیق میر عوض علی ملیح آبادی سیکھا تھا۔ آپ نے نواب سید محمد حامد علی خاں (جنت مکاں متوفی ۱۹۳۰ء) کو نستعلیق کی مشق کرائی تھی قدیم اساتذہ کی طرز پر لکھتے تھے آپ کے فنی شہ پارے رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

امام الدین خاں

آپ دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین خاں کے فرزند تھے۔ آپ نے خط نستعلیق اخوند عبدالرسول قندھاری اور سید امیر رضوی پنجہ کش سے حاصل کیا تھا۔ کثرت مشق سے تھوڑی مدت میں استاد کامل بن گئے۔

امام الدین، میر

خط نسخ کے استاد تھے۔ سراج الدین محمد ظفر بہادر شاہ آخری مغل تاجدر آپ کے شاگرد تھے۔ لوگوں کی زبانوں پر تھا کہ میر صاحب جیسا لکھنا امر محال ہے۔[۲]

امام علی، میر

والد کا نام امام الدین تھا۔ قاضی عصمت اللہ خاں کے مقلد تھے اور نسخ لکھتے تھے۔

امانت خاں

شاہ آباد دروازہ کے قریب محلّہ کمال زئی میں آپ کا مکان تھا خط نسخ کے استاد تھے قرآن کریم کی کتابت کرتے تھے اس سے وصول شدہ رقم سے بقدر ضرورت رکھ لیتے تھے بقیہ خیرات کر دیتے تھے ۱۸۵۷ء سے قبل انتقال ہوا محلّہ جھنڈا بڑے پیر صاحب پر مسجد سے متصل دفن ہوئے۔[۱]

Marfat.com

امداد حسین مارہروی

حکیم عنایت حسین مارہروی کے بیٹے اور نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے علم طب میں ممتاز اور فن خوشنویسی اور مختصر نویسی شہرہ آفاق تھے ۶/ رجب ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء کو پیدا ہوئے ابتدا میں عہدہ تحصیلداری پر فائز رہے پھر ترک ملازمت کر کے رانا دھولپور کی سرکار میں بزمرہ طبیبان نامدار منسلک ہوئے آخر وہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر خانہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے وطن میں بندگان خدا کو شغل طبابت سے نفع پہنچاتے رہے۔ ۱۴/ رمضان ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء کو بعد نماز عشا مصلے پر بیٹھے اور دُرود و وظائف میں مشغول تھے کہ اسی حالت میں مرغ روح نے قفص عنصری سے پرواز کر کے گلزار ارم کی راہ لی۔ مولانا سید شاہ عالم صاحب مارہروی فرماتے ہیں۔

چنیں فوتہار درمیان نماز	خدا کردہ مخصوص این خاندان[۲]

امراؤ بیگم

نواب یوسف علی خاں بہادر (فردوس مکاں متوفی ۱۸۶۵ء) کی صاحبزادی جو فیروز النساء کے بطن سے تھیں اور صاحبزادہ محمد رضا خاں کی زوجہ تھیں۔ کتب خانہ سرکاری میں بہت سے خوشنویس اور طلاکار اور نقاشی کے ماہر ذات خاص کے ملازم تھے ان کے کارہائے نمایاں کو ہر روز دیکھ کر امراؤ بیگم کو فن خوشنویسی کا ذوق پیدا استادالاساتذہ میر عوض سے فن کی تکمیل کی اور عورتوں میں بیمثال خوشنویسہ بن کر فخر رامپور ہوئیں آپ کی تحریر کردہ وصلی رضا لائبریری میں محفوظ ہے[۳]۔

امیر احمد

مشہد مقدس کے رہنے والے تھے اور خط نستعلیق کے استادوں میں آپ کا شمار تھا۔

امیر اللہ تسلیم

مولوی عبدالصمد فیض آبادی کے بیٹے اور خط نستعلیق کے مشہور خوشنویس تھے۔ ریاست رامپور میں بعہد نواب حامد علی خاں بہادر ملازم رہے مثنوی موسومہ ''شام غریباں'' ان کی قابل قدر یادگار ہے۔



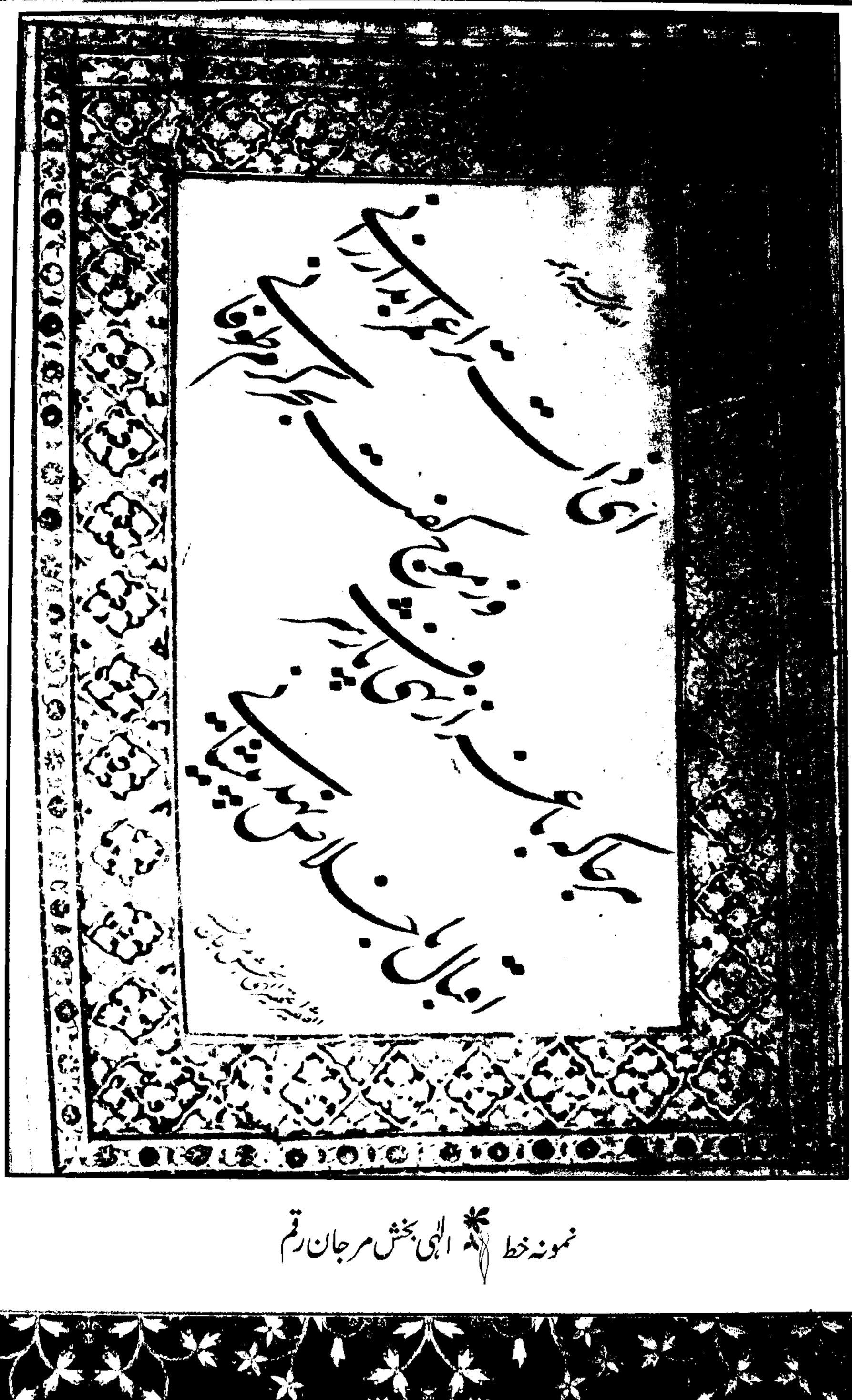
نمونہ خط تاج الدین زرّیں رقم

نمونہ خط انور حسین نفیس رقم



نمونہ خط انور حسین نفیس رقم

Marfat.com



(وصلی مخفوظ راجپور رضا لائبریری راجپور)

نمونہ خط الٰہی بخش مرجان رقم

Marfat.com

ایلچی ابراہیم خان

آپ فضلاء ادباء اور ہنرمندان (عصر سلطان محمد صفوی جلوس ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء) میں سے تھے۔ سلطان محمد نے آپ کو بطور ایلچی دربار سلطان مراد عثمانی میں بھیجا۔ مدت دراز تک دربار سے وابستہ رہے۔ ''صحیفہ سجادیہ'' کو خط نسخ میں لکھا اور اس کی شرح خط تعلیق میں کتابت کی۔ (خط وخطاطان صفحہ ۸۱۔۸۲)

اینی تبریزی

سلطان بایسنغر بن شاہرخ کے دربار سے وابستہ چالیس خوشنویسوں میں سے تھے اور امیرزادہ کے کتاب خانے کے لئے فرائض کتابت انجام دیتے تھے اور چالیس خوشنویسوں کے سربراہ میرزا جعفر تبریزی تھے۔[1]

Marfat.com

ب

بابا شاہ اصفہانی

نستعلیق نگاران میں بابا دشاہ بلند پایہ شان اور خاص امتیاز رکھتے تھے۔ان کے مقام تک شائقین فن نستعلیق کم پہنچے۔''مناقب ہنروران'' نے بیان کیا ہے کہ بابا شاہ کا خط اعجاز کا درجہ رکھتا ہے۔

صاحب ''ریاض الشعراء'' نے آپ کو کوہ پایہ عراق تصور کیا ہے۔اصفہان میں نشونما پائی اور شاگرد میر علی میں شمار کیا ہے۔اور بیان کیا ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر سے میر علی ہردی کے یہاں مشق کرتے تھے۔

مولف ''مناقب ہنروران'' (مصطفیٰ علی آفندی) نے بابا شاہ سے ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء میں ملاقات کی تھی جب کہ وہ نوجوان تھے۔اور اپنے اچھے حالات ہونے کی وجہ سے رئیس الرؤسا کے لقب سے موسوم تھے۔ان سے قطب الدین یزدی شاگرد مالک دیلمی اور مؤلف رسالہ قطبیہ نے بھی اصفہان میں ملاقات کی تھی۔

آپ نے تعلیم خط سے متعلق ایک رسالہ نظم کیا تھا اور ایک رسالہ بنام آداب المشق بھی لکھا جس میں حروف مفردات کے قواعد، کرسی، قلم تراشنے کا طریقہ، مِداد، (مرکب سازی) اور وصلی بنانے کے طریقہ کو وضاحت سے لکھا تھا۔آپ باکمال خوشنویس ہونے کے ساتھ مصور بھی تھے اور فن شاعری سے واقف بھی۔آپ نے عراق اور عجم کی خوب سیاحت کی تھی بابا شاہ کے خط کے بہت سے نمونے آج بھی محفوظ ہیں۔

ایک نسخہ مصور جسے بابا شاہ نے ۹۷۷ھ/۱۵۶۹ء میں کتابت کیا تھا کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہے۔ایک قطعہ پر ترقیمہ حسب ذیل لکھا ہے۔

" کتبه العبد المذنب بابا شاه العراقی غفرذ نوبه"

بابا شاہ ترتبی

آپ عہد شاہ عباس صفوی کے شاعر، عود نواز، حافظ قرآن اور نستعلیق کے خوشنویس تھے عرصہ دراز تک اصفہان میں رہنے کی وجہ سے بعض نے اصفہانی بھی لکھا ہے ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں تبریز میں فوت ہوئے۔[1]

Marfat.com

بابو دیپ

بقول صاحب ''تذکرہ ریاض الوفاق'' بابو دیپ نرائن سنگھ بہادر دلاور مرد اور مزاج کے سخی اور لطیف الطبع تھے شعر بھی کہتے تھے اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے ۱۲۲۹ھ/ ۱۸۱۳ء تک بقید حیات تھے۔

باقر خان

امرائے کبار عہد جہانگیری وشاہجہانی سے تھا۔ شجاعت ومردانگی میں بے نظیر فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ، تیر اندازی میں شہرۂ آفاق اور نظم ونثر اور خوشنویسی میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ صاحب دیوان تھا ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ء میں وفات پائی باقر آباد متصل ملتان اسی کا آباد کیا ہوا ہے[1]۔

باقر، میرزا

میر علی خوشنویس کا بھائی اور میرزا عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ کا خوشنویس تھا[2]۔

باقی، میر

ترکستان کے سید تھے اور خانخاناں میرزا عبدالرحیم خان کے کتب خانہ کے مشہور خوشنویس اور مہتمم تھے۔

بخش اللہ خاں

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے آپ کا تحریر کردہ کتبہ کابل میں محفوظ ہے جس پر ترقیمہ ہے ــــ
" العبد المذنب الراجی بخش اللّٰہ خاں بن میر علی خاں"

بدرالدین خاں مرصع رقم

بدرالدین خاں کی شہرت مہرکنی میں سب سے زیادہ تھی۔ ان سے بڑھ کر دہلی میں کوئی حکاک نہ تھا۔ نستعلیق اور نسخ کے استاد تھے۔ متاخرین میں یہ بڑے ماہر فن تھے لوگ ان سے حسد کرتے تھے۔ یہ اپنے نانا شیخ محمد یار کے شاگرد تھے۔ نستعلیق میں آقا عبدالرشید کی وصلیوں سے استفادہ کرتے رہے[3]۔

Marfat.com

بدیع الزماں تبریزی

آپ علی رضا عباسی کے فرزند اور تبریز کے رہنے والے تھے آپ کے والد علوم اور حکمت اور انواع واقسام کے ہنروں میں کمال کا درجہ رکھتے تھے۔ بدیع الزماں شب وروز مشق کتابت اور تحصیل معرفت میں کوشاں رہتے تھے۔ چند زبانوں پر عبور تھا۔ ''مجالس بزرگان'' کے صدر نشین ہوتے تھے۔ بعد انتقال تخت گاہ فولاد کے گورستان میں دفن ہوئے۔

بدیع الزماں میرزا

سلطان حسین میرزا بایقراء کے فرزند تھے میرزا حبیب اور عبدالمحمد خاں کا بیان ہے کہ انواع خطوط بالخصوص نستعلیق میں کامل تھے ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء میں استنبول میں فوت ہوئے۔

برہان

میر عمادالحسنی کے عہد کے گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک نسخہ ''شاہنامہ فردوسی'' خط شکستہ میں محفوظ ہے جس پر ترقیمہ حسب ذیل ہے۔

" اقل العباد اللّٰہ الملك المنان العبد الضعیف برهان فی الثانی من شهر شعبان سنة ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء احد والف من الحجره "

بقاءاللہ، شیخ

فرزند حافظ لطف اللہ قریشی اکبرآبادی، شعر بھی کہتے تھے اور بقا تخلص تھا۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء میں فوت ہوئے۔

بندہ علی، میر، مرتعش رقم

شاہی زمانے کے خوشنویس تھے۔ ان کے ہاتھ میں رعشہ آ گیا تھا۔ خط نسخ کے کامل استاد تھے۔ جب قلم ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوہے کی طرح سختی سے جم گیا ہے۔ ان کی نظر خط کے پہچاننے میں ایسا کمال رکھتی تھی کہ بڑے بڑے ان کا لوہا مانتے تھے[1]

بہادر شاہ

اورنگزیب کا بیٹا محمد جو اس کے بعد بہادر شاہ کے نام سے تخت نشین ہوا۔ سلاطین مغلیہ میں بلحاظ علم و خاص طور سے ممتاز اور اکثر کمالات انسانی سے متصف تھا۔ فارسی، عربی، ترکی تینوں زبانوں میں ماہر اور جملہ اقسام کے خطوط میں ماہر اور خوشنویسی میں مشہور تھا[2]۔

بہادر علی، سید، مولوی

ابن مولوی سید جمال علی رضوی سید تھے۔ رامپور میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کی تکمیل اپنے چچا مولوی امام علی صاحب سے کی اور خط نسخ کی خوشنویسی میں اپنے دوسرے چچا سید عنایت علی صاحب سے حاصل کی۔ آپ کے ہاتھ کے کتابت شدہ قلمی قرآن کے نسخے بعض جگہ موجود تھے۔ شاگرد بہت سے تھے۔ ریاست کے اہل خاندان بھی شاگرد تھے۔ نواب جنت آرام گاہ کے رفقا میں داخل تھے پچاس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ کاملان رامپور صفحہ ۸۶)

بہبود شاہنشاہی

آپ محمد حسین تبریزی کے تلمیذ تھے اور سلطان علی المشہدی کے کتبات سے استفادہ کیا۔ آپ کے کتبات خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہیں۔ (مناقب ہنروران ۱۳۱)

بہبود میرزا

عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ کا مشہور خوشنویس اور بے بدل نقاش تھا میرزا باقر خوشنویس کا غلام اور شاگرد تھا۔

بی بی بنفشہ

اکبرآبادی شیخ کمال الدین حسین ابن شیخ حسن انصاری شیرازی کی کنیز باتمیز تھی۔ گوناگوں فضائل و اکتساب سے بہرہ ور اور خط نستعلیق میں کمال مہارت رکھتی تھی۔ عبداللہ سحری جو مشہور شاعر اور خط نستعلیق میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اس کا بیٹا اور شاگرد تھا[1]۔

Marfat.com

بیروی، امام

ان کا نام مولوی ظفر حسن تھا۔ فہرست مخطوطات دہلی میوزم نے امام وردی لکھا ہے اور آپ کو ایرانی النسل بتایا ہے۔ ان کے ہمعصر خطاط مولوی سیّد احمد ایمن آبادی اور احمد علی کشمیری تھے۔ امام بیروی اور مولوی سیّد احمد کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ سید احمد کے شاگردوں میں منشی عبدالغنی شیریں قلم اور مولوی محمد عبداللہ جیسے مشہور زمانہ خطاط گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور کے علاقہ سوتر منڈی کی ایک مسجد عرصہ دراز تک لاہور کے خوشنویسوں کا مرکز مشق واصلاح رہی۔ اس مسجد میں خوشنویس درس ومشق کے لئے امام بیروی کے لکھے ہوئے کتبات راہنمائی کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔

بنی زادہ چلپی

سلطان محمد خاں کے زمانے میں خوشنویسی کی بدولت رتبہ دفتر داری پر فائز ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ خط نستعلیق براہ راست میر علی ہروی سے سیکھا۔ صاحب ''مناقب ہنروران'' اور محمد صالح اصفہانی نے یہ وضاحت کی ہے کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مالک دیلمی نے میر علی ہروی کی وصلیوں سے استفادہ کیا شاگرد نہیں ہیں۔

حافظ حسین بن الکربلائی نے اپنی بیاض میں مالک دیلمی کی وفات کے بارے میں یہ عبارت لکھی ہے۔

''وفات مولانا مالک دیلمی نادرالعصر الاعمار فی یوم الاربعاء ۱۸/ذی الحجہ تسع وستین وتسعمائۃ''

ان کے مشہور شاگردوں کے یہ نام بیان کئے ہیں۔ (احوال وآثار خوشنویسان جلد سوم)

محمد حسین تبریزی، شاہ محمد مشہدی، عیشی قطب الدین یزدی۔ بعض کا بیان ہے کہ میر عماد نے ابتدا میں آپ سے خط کی تعلیم حاصل کی تھی میر عماد اس وقت بچے تھے اور ان کی عمر صرف چھ سال تھی۔ (احوال وآثار خوشنویسان جلد سوم)

پ

پریم ناتھ کھتری

رائے پریم ناتھ نواب مرید خاں کے شاگرد تھے۔ خط شکستہ کے استاد مانے جاتے تھے۔ شاعری کا ذوق بھی تھا۔ اخیر عمر میں بندرابن چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔

پنڈت جگن ناتھ

یہ عہد اکبر کے پہلے کاتب ہیں جنہوں نے ہندی قلموں کو عروج دیا اور شان خوشنویسی پیدا کی۔

پنڈت شنکر ناتھ

پنڈت جی نے خط شکستہ مولوی حیات علی سے سیکھا تھا۔ مولانا کے بعد پنڈت جی سے بہتر لکھنے والا کوئی نہ تھا۔ (تحقیقات ماہر)

پیر علی جامی، مولانا

فرزند مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی تلامذہ مولانا سلطان علی مشہدی میں سے تھے جیسا کہ ''مناقب ہنروران'' میں مصطفیٰ عالی آفندی نے بیان کیا ہے۔ آپ کو اپنے والد کی وجہ سے میر علی شیر نوائی کے یہاں رسائی حاصل تھی۔ آپ کتابت کی زود نویسی میں مشہور تھے۔ ایک عرصہ تک میر علی شیر نوائی کے زیر تربیت رہے۔ آپ کے قلمی کارناموں میں ''ظفر نامہ ہاتفی'' کا ایک نسخہ کتاب خانہ سپہ سالار تہران میں بقلم جلی متوسط موجود ہے جس کا ترقیمہ یہ ہے:

" کتبه العبد الفقیر پیر علی الکاتب الجامی غفر ذنوبه وستر عیوبه"

ایک نسخہ ''ظفر نامہ'' والٹر آرٹ گیلری بالٹی مور امریکہ اور دوسرا نسخہ ''دیوان مولانا جامی'' تاجکستان میں محفوظ ہے۔

پیر محمد مولانا

آپ تلمیذان میر علی ہروی میں سے ہیں ڈاکٹر مہدی بیانی نے اس نام کے تین خطاط بیان کئے ہیں۔ پیر محمد کا ایک مرقع کتاب خانہ ''دانش گاہ'' استنبول میں محفوظ ہے جس کے آخر میں ترقیمہ حسب ذیل ہے[1]۔

" کتبه العبد پیر محمد"

تاج زادہ محمد چلپی

محمد بن تاج الدین۔آپ کے خط نسخ اور ثلث کے استاد تھے اس کے علاوہ دوسرے خطوط میں بھی مہارت رکھتے تھے۔نسخ اور ثلث عبداللہ قریمی سے سیکھا تھا اور دوسرے اقلام کتابت میں اپنے والد (تاج الدین) سے اصلاح خط کی۔بعد انتقال مدرسہ محمود بادشاہ میں دفن ہوئے۔(خط وخطاطان ۱۳۴)

تاج محل آگرہ

تاج محل آگرہ دور مغلیہ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔سفید سنگ مرمر کا یہ مقبرہ دنیا بھر میں اپنی تعمیری خوبیوں کی وجہ سے تمام عالم کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے یہ مقبرہ آگرہ میں دریائے جمنا کے کنارے ۱۰۴۱ھ/ ۱۶۷۶ء میں شروع ہو کر ۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

آپ کے فرزند عبدالحق (شیرازی) عہد شاہجہانی کے نامور خطاط تھے۔آپ خط ثلث، نسخ، طغرا نویسی اور نستعلیق کے کامل استاد تھے۔تاج محل (آگرہ) میں جس قدر طغرے اور ثلث کے کمالات ہیں وہ انہیں کے رہین منت ہیں۔ان کے فنی کمالات کی وجہ سے شاہجہاں نے امانت خان کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔تاج محل کی بیمثل عمارت کی خطاطی میں ان کے معاون کارستار خاں رومی، محمد خاں بغدادی وہاب خاں ایرانی، روشن خاں شامی، عبدالغفار خاں ملتانی، اور قادر زماں خاں تھے۔[1]

ثلث کے ماہر امانت خان ہی تھے آپ علامی افضل خاں وزیر شاہجہاں کے بھائی تھے۔امانت خان کی جادو نگاری کا زندۂ وجاوید کمال تاج محل پر قرآن کریم کی ان سورتوں کی خطاطی ہے جو صدر دروازوں کے زیریں حصے سے کتابت کی بلندی کی انتہا تک حروف کا یکساں نظر آنا۔سکندرہ (اکبر کا مقبرہ) کا کتبہ بھی آپ کے زور قلم کا نتیجہ ہے اور آگرہ میں محلّہ مدرسہ شاہی کی قدیم مسجد کے کتبات بھی آپ نے لکھے تھے۔[2]

تجمل حسین خاں

تفضّل حسین خاں (کشمیری) کے فرزند تھے اور حافظ ابراہیم (بن حافظ نوراللہ) کے شاگرد تھے۔ تفضّل حسین خاں لکھنؤ سے کلکتہ چلے گئے تجمل حسین لکھنؤ میں مقیم رہے کتابت کر کے روزی فراہم کرتے تھے میرزا محمد یوسف کی تالیف کردہ کتاب ''جنان الفردوس'' جو ناتمام تھی اس کو آپ نے پورا کیا۔ آپ کا تحریر کردہ قطعہ نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء میں فوت ہوئے[1]۔

تمکین کابلی

اس شخص نے اپنے وطن میں نشونما حاصل کی اور صنعت کتابت میں ایسا باکمال ہوا کہ اپنے اسلاف کا فخر بن کر خط نستعلیق میں [illegible] پر سبقت لے گیا[1]۔

تہور خاں

امرائے شاہجہانی (۱۰۳۷-۱۰۶۸ھ/۱۶۲۷-۱۶۵۷ء) میں داخل تھے اور نستعلیق اچھا لکھتے تھے کچھ لوگ سودائی سمجھتے تھے۔ مرأۃ العالم میں لکھا ہے کہ تہور خاں سودائی نہ تھے بلکہ حکایات شیریں نقل کرتے تھے ایک روز ایک مجلس میں عبدالرشید دیلمی موجود تھے ناگاہ تہور خاں کھلی شمشیر لے کر داخل مجلس ہوا اور آقا رشید کے سر پر پہنچا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو میری شاگردی سے انکار کرتا ہے، آقا رشید نے انکساری سے کہا کیا فرمایا! تہور خاں نے کہا کہ گواہی کے طور پر لوگوں کے روبرو میرے حضور شاگردی کا اعتراف کر کے لکھکر دے۔ آقا رشید نے بغیر جھجک لکھکر دے دیا اور اس ستم ظریفانہ سے نجات پائی۔

ث

ثابت علی خاں

عہد امجدی میں خط شکستہ کے کامل استاد تھے۔ (قدیم ہنر و ہنرمندان اودھ)

Marfat.com

جاریۃ الناصر

خلفاء عباسیہ کے چوتیسویں تاجدار ناصر الدین اللہ کی ایک باتمیز کنیز تھی جس کو خود خلیفہ نے لکھنا سکھایا تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے خوشنویسی میں کمال پیدا کیا۔ خلیفہ کے اکثر فرامین لکھا کرتی تھی[1]۔

جعفر تبریزی، مولانا

مولانا فرید الدین جعفر تبریزی نے اول میر علی سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ میرزا بایسنغر بن شاہرخ بن تیمور کے کتابدار تھے۔ میرزا سنگلاخ کی تحریر کے مطابق آپ کے حالات اس طرح ہیں:

آپ ہرات سے ماوراء النہر[2] تشریف لے گئے تین سال بلخ میں قیام کرنے کے بعد خوارزم آئے سمرقند میں قیام کے بعد بخارا تشریف لے گئے۔ آپ کی کفالت شہزادہ بایسنغر گورر مانی کرتے تھے شہزادے کو ہنرمندوں اور ان کے ہنر سے قلبی انس تھا۔ بایسنغر کے دربار سے منسلک ہونے کی وجہ سے وہ اپنے نام کے ساتھ فخر بہ بایسنغری لکھتے تھے۔ اس سے پیشتر امیر جلال الدین میرانشا بن تیمور کے پاس آذربائیجان میں بھی رہے مورخین اور تذکرہ نگاروں نے بیان کیا ہے کہ کتاب خانہ بایسنغر میں چالیس خوشنویس اور دیگر ہنرمندان اس دبستان سے پیوستہ تھے۔ جن کے سرپرست مولانا جعفر تبریزی تھے۔ اس شعبۂ سلطانی میں خوشنویسی، مصوری، طلاکاری، وصلی سازی اور جلدی بندی کے ماہر ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اس دور کے سیکڑوں نمونے دنیا کی مشہور و معروف لائبریریوں میں محفوظ ہیں جنہیں دیکھ کر آج ہم اسلامی کتاب سازی اور ثقافتِ اسلامی کا ایک بیش بہا خزانہ تصور کرتے ہیں۔ بایسنغر کی وفات کے بعد آپ کا تعلق علاء الدولہ (متوفی ۸۶۳ھ/۱۴۵۸ء) سے بھی رہا مولانا جعفر تبریزی کا انتقال ۸۶۰ یا ۸۶۲ھ/۱۴۵۵ یا ۱۴۵۷ء میں ہوا۔

جعفر، میرزا

عہد عالمگیری کے نامور خوشنویس تھے اورنگ زیب نے ان کو کفایت خان کا خطاب دیا تھا۔ محمد حسین زرین قلم کے شاگرد تھے۔ خط شکستہ کے استاد تھے۔ میرزا کے بیٹے لعل خاں بھی شکستہ کے استاد تھے میرزا کے خاندان میں ان کے فرزند عبداللہ[1]

Marfat.com



نمونہ خط جواہر رقم ثانی

Marfat.com

(ملقب بہ درایت خان) اور دوسرے فرزند اکبر علی اور محمد موسیٰ بھی خوشنویس تھے یہ سب حضرات خط شکستہ کے استاد مانے گئے ہیں۔اور اسی سلسلے میں محمد حسین کشمیری کے دوسرے شاگرد جلال الدین یوسف بھی شکستہ نگاری میں مشہور تھے خط شکستہ کے چھٹے استاد محمد حسین کے نواسے میرزا جعفر بن مقیم تھے۔

درایت خاں کے مقلدین میں میرزا محمد قباد (فرد مغل شاہی خاندان) بھی خط شکستہ کے مشہور استاد تھے۔[2]

جلال الدین، سید، عصد مولانا

آپ یزدی خوشنویس ہیں۔آپ کے والد مبارز الدین (از آل مظفر) کے وزیر تھے۔بایسنغر میرزا کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔

(خط وخطاطان ص ۱۹۳)

جلال الدین محمود

آپ سلطان علی مشہدی کے شاگرد تھے۔نستعلیق میں نسخہ ''دیوان میر شاہی'' آپ کا کتابت کردہ کتاب خانہ سلطنتی تہران سابق میں محفوظ ہے جس پر ''میر محمود ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء مرقوم[2] ہے۔

جلال الدین، میر

میر امام علی کے فرزند تھے اپنے والد سے یہ فن سیکھا تھا سرکار ابوظفر میں ملازم تھے۔(تحقیقات ماہر)

جلال الدین یوسف، میرزا محمد جعفری

عہد شاہجہانی میں میرزا محمد جعفری یہ کفایت خاں اور جلال الدین یوسف خط شکستہ کے ماہر اساتذہ مانے جاتے تھے۔غلام محمد ہفت قلمی دہلوی نے (تذکرہ خوشنویسان) میں لکھا ہے کہ دونوں حضرات نستعلیق اور شکستہ لکھنے میں اپنے زمانہ میں کسی سے کم نہ تھے[1]۔

جلال رومی

بلاد روم کے مشاہیر خوشنویسوں میں سے تھا[3]۔

Marfat.com

جمال الدین حسین

ابن جلال الدین بن محمد الشیرازی سلطان قطب شاہ بانی حیدرآباد دکن کے عہد میں ایک مشہور خوشنویس تھا جو خط نسخ میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اس کے کمال کی یادگار جامع مسجد حیدرآباد کا وہ خوشخط کتبہ ہے جو اندرونی درمیانی محراب میں کندہ ہے اور ۱۰۰۶ھ/۱۵۹۷ء میں لکھا گیا تھا[۲]۔

جمال مولانا

برادر جلال آماسی (متوفی ۹۳۲ھ/۱۵۲۵ء) ملقب بہ جمالؔ خلیفہ مرشد قرہ حصاری تھے۔ استادان شبعہ روم میں شمار ہوتے تھے۔
خط وخطاطان)

جمشید معمائی ہروی

احمد رومی کے فرزند تھے اور ہرات میں نشو ونما پائی فن معمّاؔ کے ماہر اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۹۱۵ھ/۱۵۰۹ء فوت ہوئے۔

جہان خانم

شاہ ناصرالدین قاچار وائی ایران کی والدہ تھیں جو خوشخطی اور علم وادب میں مشہور اور امور سلطنت میں کافی دستگاہ رکھتی تھیں[۳]۔

جے سکھ رائے، لالہ

عہد امجدی کے خوشنویس تھے۔ مقبولؔ تخلص تھا۔ سلطانی فرمان نویس تھے۔ (قدیم ہنر وہنرمندان اودھ)

جے سنگھ

آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ کتاب خانہ ملی تہران اور دوسرا رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے تہران کے قطعہ پر تاریخ کتابت اور نام ''کتبہ العبد جے سنگھ سنۃ ۱۱۴۷ھ/۱۱۴۷ء/۱۷۳۴ء'' تحریر ہے۔

Marfat.com

چ

چلّمہ میر

بخارا کے رہنے والے تھے میر علی ہروی کے سات مشہور شاگرد

۱: چلمہ میر	۲: میر محمد باقر	۳: خواجہ محمود شہابی	۴: میر سید احمد مشہدی
۵: میر حسین بخارائی	۶: مالک دیلمی	۷: میر حیدر بخارائی تھے۔	

میر چلمہ نے میر علی ہی کے عہد میں خط میں اس قدر ترقی کی کہ میر علی نے اس بات کی اجازت دیدی کہ اپنے کتبات پر ''کتبہ میر علی'' لکھ دیا کرو۔ چلمہ مغرور ہوگئے اور استاد سے پرخاش پیدا کرلی۔ میر علی اس بات سے آزردہ ہوگئے اور چلمہ سے نفرت کرنے لگے۔ چلمہ تھوڑی مدت میں نابینا ہوگئے۔ (احوال وآثار ۱۳۲)

چَندر بھان، مُنشی

برہمن لاہوری ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا شاگرد اور ابتداء میں عاقل خاں صوبہ دہلی کی سرکار میں ملازم تھا۔ اس کے بعد میر عبدالکریم میر عمارت لاہور اور اس کے بعد افضل خاں کی ملازمت میں داخل ہوا۔ آخر کار شہزادہ داراشکوہ کی منشی گری سے منفخر ہوکر شہرہ آفاق ہوا، علوم فارسی، انشاپردازی، شاعری میں مشہور اور خط شکستہ بہت اچھا لکھتا تھا جن خوشنویسوں نے اس خط کو کمال کے درجہ تک پہنچایا ان میں چندر بھان کا نام خاص طور سے ممتاز ہے۔

داراشکوہ کے قتل کے بعد چندر بھان نے اکبرآباد کی سکونت چھوڑ کر بنارس کی سکونت اختیار کی۔ اور ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء میں خاکسترفنا ہوکر غریق دریائے گنگ ہوا۔ نثر میں انشاء برہمن اور چہارچمن اور نظم میں دیوان برہمن اس کی یادگار ہے۔ بابالال گرو اور داراشکوہ کے موجدانہ اور عارفانہ سوال وجواب کو بھی اس نے جمع کر کے فارسی میں ایک کتاب نہایت مربوط لکھی[1] تھی۔

چودھری غلام حسین مارہروی

ابن کریم محمد، مشاہیر رؤسائے ماٰہرہ سے تھے۔ علم ودانش، حسن وشمائل اور اعلیٰ خصائل سے موصوف اور فن موسیقی، انشاپردازی اور خط نسخ میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ اکثر لوگوں نے ان سے کتابت سیکھ کر درجہ کمال حاصل کیا۔ ۶/ ربیع الاول کو سفر آخرت اختیار کیا۔ مادہ تاریخ وفات ''آہ غلام حسین'' ہے[1]۔

Marfat.com

ح

حاجی عبداللہ

ثلث اور رقاع بہت اچھا لکھتے تھے۔ خصوصاً خط نسخ شیوۂ یاقوت مستعصمی پر بے مثال کتابت کرتے تھے۔

حاجی علی شیرازی

خط نسخ کے خوشنویس تھے۔ شاہی کتب خانے میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ''شاہنامہ فردوسی'' موجود تھا جس پر تاریخ کتابت ۵۹۹ھ/۱۲۰۲ء تحریر تھا یہ نسخہ نہایت خوشخط خط نسخ میں لکھا ہوا تھا جس کے حاشیے پر اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھ کی تحریریں موجود تھیں اور شاہی مہروں سے مُزّین تھا۔ یہ نادر نسخہ دہلی سے لکھنؤ نصیرالدین حیدر (والئی اودھ) کے پاس پہنچا اب کہاں ہے تحقیق طلب ہے۔[1]

حاجی قاسم

میر فتح اللہ شیرازی کے شاگرد رشید اور خط نسخ کے باکمال استاد تھے۔ شہزادہ اورنگزیب نے خط نسخ میں اسی باکمال سے کمال حاصل کیا تھا۔[2]

حاجی محمد اسمٰعیل

آپ شہنشاہ عالمگیر کے دربار کے مشہور خوشنویس اور خط نسخ، نستعلیق میں یگانہ روزگار تھے۔ موزوں طبیعت تھے اور عاقل تخلص تھا۔ (تذکرہ خوشنویسان)

حاجی محمد امین بخارائی

صاحب ''مناقب ہنروران'' کا بیان ہے کہ ''میرک بخارائی'' کے نام سے معروف تھے اور میر علی ہروی کے شاگردوں میں سے تھے۔[3]

حاجی محمد تبریزی

'مولانا فن خوشنویسی شاہ محمود نیشاپوری کے شاگرد تھے۔ روم جا کر بروسہ مقیم ہوگئے۔ سلطان سلیم (یاوز عثمانی) کی طرف سے چالیس ۴۰ اوقچہ (سکہ نقرہ) وظیفہ مقرر ہوا تھا۔ (خط و خطاطان ۲۲۴)

Marfat.com



نمونہ خط حاجی حسن علی

Marfat.com

حاجی مقصود ملا

آپ ترکی (رومی نسل) تھے۔ کتب خانہ بایسنغر میرزا (ایران) کے شعبہ کتابت کے خوشنویس تھے۔ (خط وخطاطان ص ۷۷)

حاجی میر

ہندوستانی خوشنویس تھے اور عبدالرشید دیلمی کے متسنیٰ تھے اور نستعلیق بروش آغا عبدالرشید اعلی لکھتے تھے۔

حافظ ابراہیم

خط تسخ اور نستعلیق کے استاد تھے اور شہزادوں کے معلم تھے۔[1]

حافظ ابوالحسن

آپ قاضی صاحب کے شاگرد تھے۔ خط تسخ کی کتابت میں شیرینی تھی۔ مرد متقی، متواضع اور خلیق تھے۔ اوائل میں میرزا اکبر شاہ بہادر کے ساتا د مقرر ہوئے۔[1]

حافظ احمد علی شوقؔ

(مؤلف تذکرہ کاملان رامپور) آپ اسی خاندان شیوخ سے تھے جس نے ہندوستان کو محمد علی، شوکت علی جیسے آزادی کے متوالے بخشے۔ آپ پوری عمر ریاست کے مختلف محکموں میں کام کرتے رہے لیکن خاص خدمت کتب خانہ سرکاری کی نگرانی تھی۔ احمد علی خاں شوقؔ اول حکیم اجمل خاں کی ماتحتی میں منصرم رہے حکیم صاحب کے دہلی جانے کے بعد تمام وکمال اس کے لائبریرین (نگراں) ہوگئے یہ بات کم لوگوں کو معلوم تھی کہ آپ اعلیٰ درجہ کے نستعلیق کے خوشنویس بھی تھے۔ یہ فن کس سے سیکھا تحقیق طلب ہے آپ کی کتابت کردہ وصلی رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

حافظ باباجان تربتی

(متوفٰی ۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء) آپ حافظ عبدالعلی تربتی کے فرزند اور حافظ قاسم کے بھائی تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور اپنے ہمعصروں میں شہرت یافتہ تھے فن موسیقی میں بھی مہارت تھی۔ (مناقب ہنروران)

حافظ بقاءاللہ

یہ حافظ ابراہیم کے فرزند اور اپنے ہی والد کے شاگرد تھے۔ نسخ اور نستعلیق کے استاد تھے اور قلعہ معلّٰی دہلی میں اپنے والی کی جگہ معلّم تھے[۲]۔

حافظ حبیب الٰہی

رامپور کے رہنے والے تھے حافظ قرآن تھے فن خوشنویسی میں مولوی الٰہی بخش مرجان رقم اور مہرکنی میں محمد جان مہرکن (فرزند مرجان رقم) کے شاگرد تھے۔ ریاست میں مہرکنی پر ملازم تھے۔

حافظ خواجہ ہروی

میر علی شیر نوائی کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔ منصب امامت اور خطابات جامع مسجد پر فائز تھے۔ خط نستعلیق کے علاوہ ہفت قلم خطاطی میں شہرۂ آفاق تھے ۹۳۰ھ/۱۵۲۳ء میں اس جہان فانی سفر آخرت اختیار کیا[۳]۔

حافظ خورشید

متوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء حافظ نوراللہ کے بھائی تھے اور خط نستعلیق کو شیوۂ عمادی پر بہت اچھا لکھتے تھے[۱]۔

حافظ ضیاءاللہ

حافظ ابراہیم کے صاحبزادے اور انہیں کے شاگرد تھے یہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر قلعہ معلّٰی کے اندر تیموری شہزادوں کی استادی پر مامور تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق دونوں میں اپنے والد کے دوش بدوش تھے۔

Marfat.com

حافظ عبدالغنی

حافظ محمد علی کے صاحبزادے تھے۔ نستعلیق اور نسخ اپنے والد کے مثل لکھتے تھے۔ بنارس میں حسینہ بیگم کی خواہش پر بصیغہ استادی پسران جواں بخت بہادر مدت دراز تک اس خدمت پر مامور رہے۔ رفتہ رفتہ بیگم کی عنایت سے کارخانے جات کی خدمات پر متعین کئے گئے مگر ناکام رہے[۲]۔

حافظ عظیم اللہ خاں پہلوان قلم

محلّہ شاہ آباد دروازہ عیدگاہ کے شمالی رخ کی گلی میں موسوم بہ کچی مسجد کے قریب آپ کا گھر تھا۔ آپ مدرسہ عالیہ (غوثیہ) میں صدر مدرس تھے۔ آپ نے نستعلیق کی مشق مولوی الٰہی بخش مرجان رقم سے کی۔ راقم السطور کو ۱۹۵۴ء میں ان کے مکان سے کچھ ردی کاغذات ملے ان میں حافظ صاحب کے چند مشقی نمونے دستیاب ہوئے۔ ایک کتبہ پر تاریخ کتابت ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء اور دوسرے پر ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۸ء تحریر ہے۔ خط میں مرجان رقم کا رنگ غالب ہے آپ کے نمونے کتب خانہ میں بھی محفوظ ہیں۔

حافظ فوقہ ملا

سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵) کے درباری کاتب تھے اپنے دور کے خوشنویسوں بہت نازک لکھتے تھے۔ ملا میر حسن کے شاگرد تھے آپ کا خط میر علی ہروی کے مدمقابل سمجھا جاتا تھا۔ (احوال و آثار ۳۳/۱)

حافظ کلو خاں

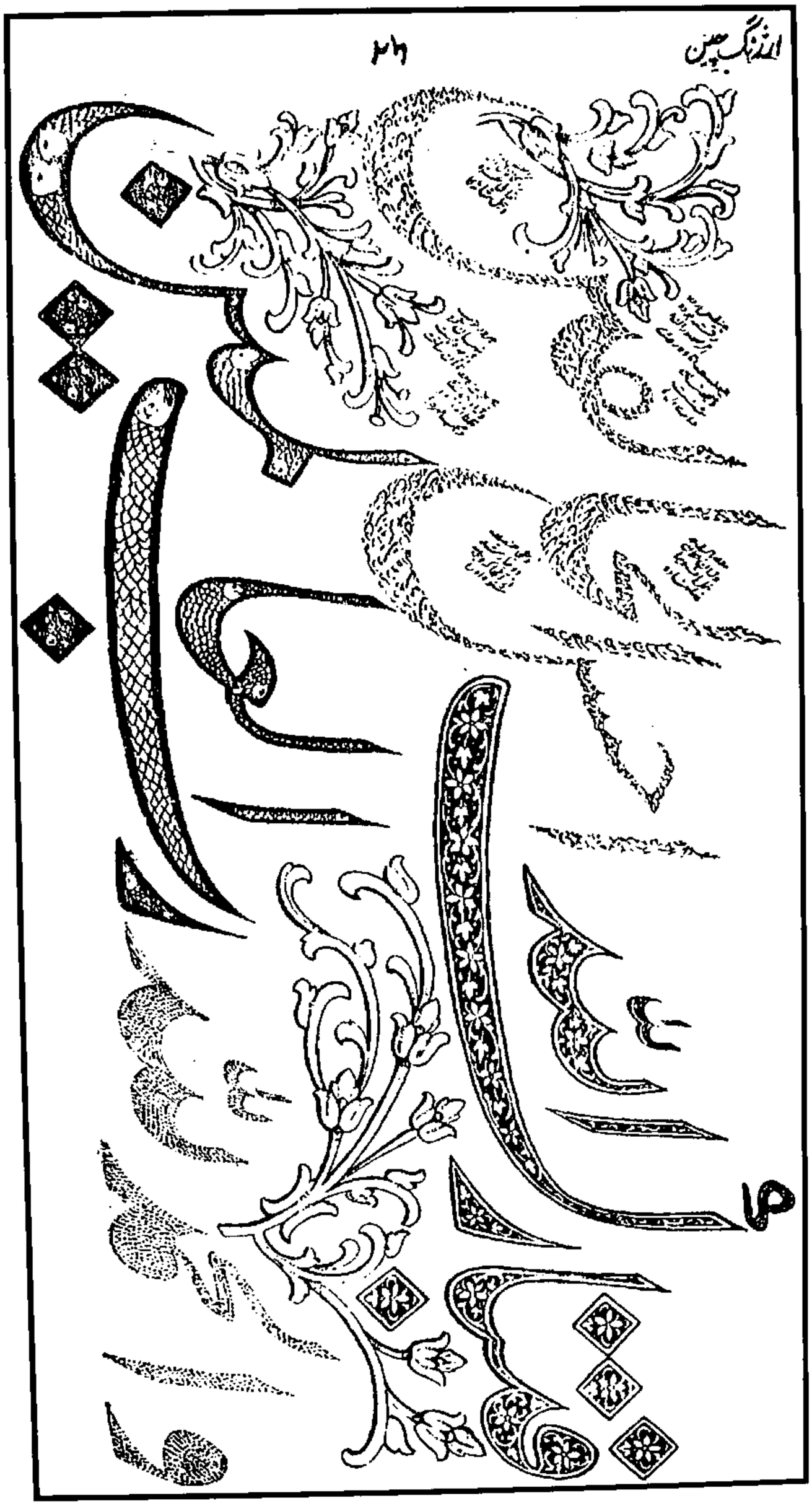
آپ غلام حسین خاں کے نام سے بھی مشہور تھے۔ خط نسخ کے استاد تھے یہ فن مولانا عصمت اللہ سے حاصل کیا تھا۔ بڑے متقی اور حافظ قرآن تھے۔

حافظ لطف اللہ لکھنوی

فن خوشنویسی میں شہرہ آفاق خصوصاً نستعلیق اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لکھنؤ کے اکثر خوشنویس آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے



نمونہ خط حافظ عظیم اللہ خاں ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء



۱۵

نمونہ خط مولانا حامد حسین لکھنوی

شاگرد تھے۔ایک برس سے زیادہ کسی کو مشق نہیں کراتے تھے آپ کا معمول تھا نماز ظہر سے فراغ ہو کر شام تک شائقین کتابت کو اصلاح دیا کرتے تھے۔آپ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ مشہور کالکا پرشاد موجد تھے جنہوں نے چودہ برس تک آپ کی صحبت میں رہکر یہ فیض حاصل کیا تھا۔

حافظ محمد سعید الدین

حافظ محمد ابراہیم کے فرزند اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔شعر بھی کہتے تھے اور نستعلیق بہت اعلیٰ لکھتے تھے[1]۔

حافظ محمد علی

آپ قدیم زمرۂ خوشنویسان شاہی میں داخل تھے خط نستعلیق آقا عبدالرشید دیلمی کی طرز پر لکھتے تھے خط نسخ بھی اچھا تھا۔ استادان جواں بخت بہادر (پسر جلال الدین شاہ عالم ثانی) میں امتیازی سربلندی حاصل تھی۔

حافظ مسعود

مرد متقی اور صوم صلوٰۃ کے پابند تھے اول قاضی عصمت اللہ سے مشق شروع کی اس کے بعد لاہوری آمیزش طرز کتابت اختیار کی[2]۔

حافظ نور اللہ

آپ عہد عالمگیری کے فرمان نویس تھے کتبات میں اپنا نام نور اللہ تلمیذ عبداللہ الرحیم لکھتے تھے۔

حافظ ہروی خواجہ

صاحب ''مراۃ العالم'' کا بیان ہے کہ فضل و ہنر سے بہرہ مند اور خط نستعلیق کے علاوہ دوسرے خطوط بھی اعلیٰ لکھتے تھے۔میر علی شیر نوائی کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔ جامع ہرات (مسجد نوائی) کے پیش امام اور خطیب مسجد تھے شعر بھی کہتے تھے۔ ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں فوت ہوئے۔(احوال و آثار خوشنویسان جلد ا' ص ۲۰۴)

Marfat.com

حالتی میر

ہفت اقلیم کا بیان ہے کہ آپ سادات لاہیجان (ایران) میں سے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ نستعلیق اور خط شکستہ کے ماہر تھے۔

حامد حسین، مولانا

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کے ایک مشہور خوشنویس تھے، خط نستعلیق، خط گلزار اور خط غبار اور حروف اشکال ماہی میں برآمد روزگار تھے کتاب ارژنگ چین میں ان کے خط کے نمونے موجود ہیں[۳]۔

حامد علی

بارھویں اور تیرھویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے ایک قطعہ نستعلیق میں بقلم اوسط نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ تحریر ہے ــــــ

"العبد المذنب حامد علی غفر اللّٰہ لہ"

حبیب احمد، مولوی

حافظ محمد شاہ خاں کے فرزند تھے کھاری کنویں پر مکان تھا۔ ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے والد سے قرآن حفظ کیا اور فارسی پڑھی۔ پھر مدرسہ عالیہ میں اور دیگر اساتذہ سے علوم عربیہ پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔ خط نستعلیق کی مشق مولوی الٰہی بخش مرجان رقم سے کی۔ مُہر کنی منشی محمد جان (فرزند مرجان رقم) سے حاصل کی۔ ریاست میں مُہر کنی پر ملازم تھے۔ ابتداء عمر سے لہو ولعب سے متنفر اور علمی تجسس کے شائق تھے۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں بعمر ۳۹ سال مرض طاعون سے فوت ہوئے[۱]۔

حبیب اللہ خاں رامپوری

خط نسخ کے خوشنویس تھے۔ مطبع اسلام اور مطبع مفید عام آگرہ میں کتابت کرتے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے قلمی قرآن نہایت خوشخط ہوتے تھے۔ اوائل ۱۹۰۰ء میں حیات تھے۔ منشی راحت حسین خاں نسخ میں ان کے شاگرد تھے۔

Marfat.com

(اصل نمونہ خط کا عکس)



نمونہ خط

حافظ نور اللہ

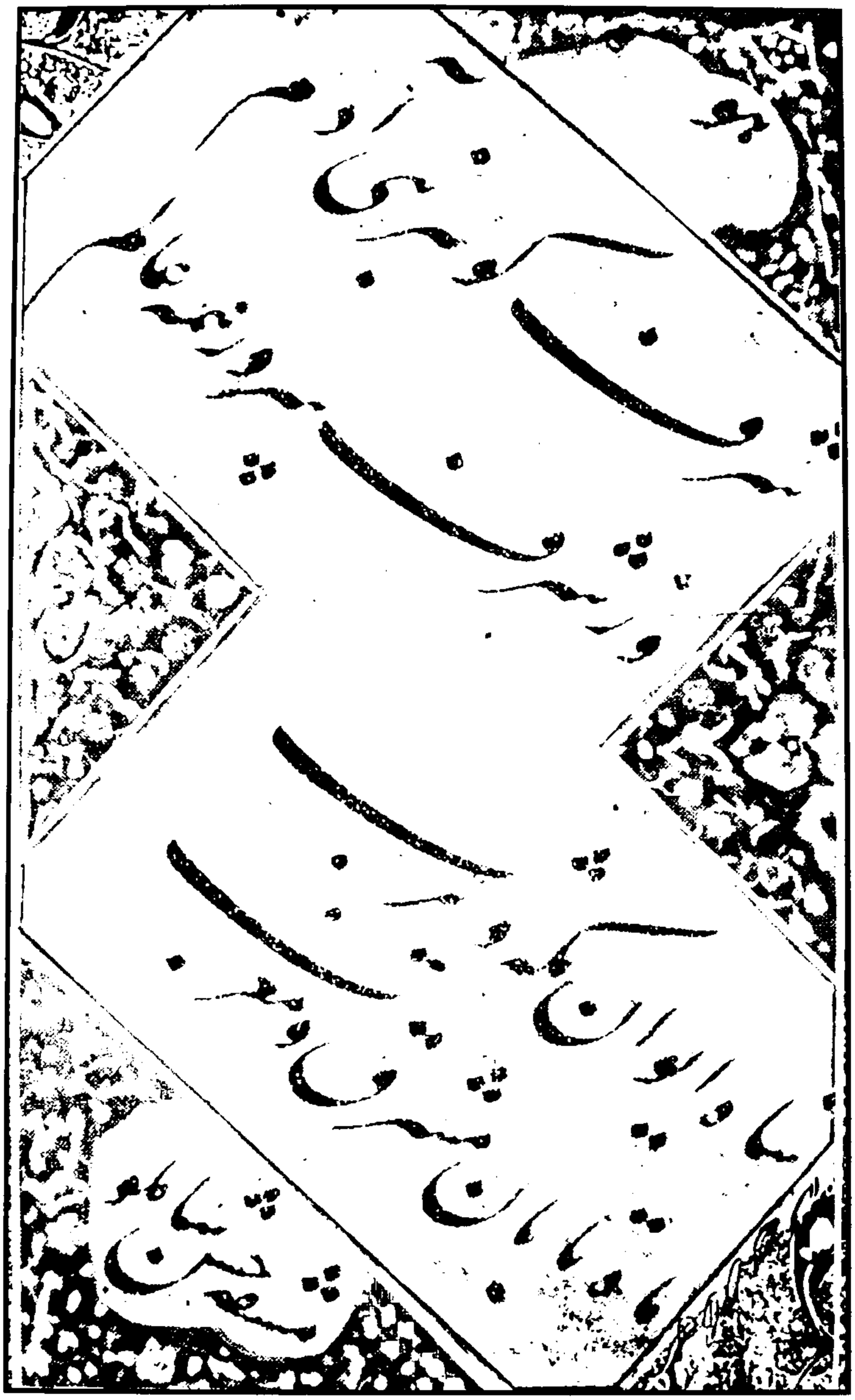
Marfat.com

(ہمارے بھائی کے بیٹے کی شادی کے موقع پر)



نمونہ خط ✻ حافظ محمد عظیم اللہ خاں پہلوان قلم

Marfat.com



نمونه خط حسن شاملو

حبیب اللہ میر

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد (۱۰۶۸-۱۱۱۹ھ/۱۶۵۷-۱۷۰۷ء) کے خوشنویس تھے ایک صفحہ ''بیاض بختاور خان'' نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جو خفی قلم کا تحریر کردہ ہے اور سلطان محمد نور کے شیوہ پر کتابت کی ہے۔

حسام رومی

درویش حسام الدین بوسنوی خطاطین عثمانی میں سے تھے۔ خط کی تکمیل کے لئے استاد قانعی کی خدمت میں دمشق گئے اسی نسبت کی وجہ سے حسام دمشقی مشہور ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء تک بقید حیات تھے۔ آپ کے کتابت کردہ دو نسخے ''شبستان خیال'' اور تحفہ سامی'' (۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء) کتب خانہ مدرسہ سپہہ سالار تہران میں محفوظ ہیں۔ (مناقب ہنروران ۱۲۲)

حسن

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام کاتب تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کا تحریر کردہ قطعہ جو انہوں نے خود کہا تھا کابل میں محفوظ ہے جس پر تاریخ کتابت اور ترقیمہ درج ہے۔ راقمہ حسن سنتہ ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء''

حسن بن محمد احسن

دسویں صدی ہجری کے شیرازی خوشنویس تھے ایک نسخہ شاہنامہ فردوسی'' جو شیراز میں کتابت کیا تھا اور اعلیٰ متعدد تصاویر سے مُزّین تھا اس پر تاریخ ۹۶۷ھ/۱۵۵۹ء تحریر ہے یہ نادر نُسخہ انڈیا آفس لندن میں محفوظ ہے۔

حسن رومی

احمد قرہ حصاری کے شاگرد اور مملکت روم کے باکمال خوشنویسوں میں سے تھا۔[۴]

Marfat.com

حسن شاہ مُحدّث، مولوی

میاں سید شاہ صاحب کے فرزند تھے۔ محلّہ زینہ عنایت خاں میں تقریباً ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ شیخ علی بخش صاحب سے فارسی پڑھی، شرف الدین صاحب، مولوی غفران صاحب اور مفتی سعد اللہ صاحب سے کتابیں پڑھیں۔ حدیث کی سند مولوی عالم صاحب مرادآبادی سے حاصل کی۔ خط نسخ کے باکمال استاد تھے نواب خلد آشیاں نے وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنے نفس پر تنگی کر کے کتابیں خرید کر جمع کرتے تھے۔ انکسار اور تواضع میں بے مثل تھے۔ کتب حدیث میں شاگردوں کی انتہا نہ تھی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں انتقال ہوا۔ احاطہ شاہ بغدادی صاحب میں دفن ہوئے۔[1]

حسن علی، مولانا

اکبر آباد کے رہنے والے تھے ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء کے درمیان کا زمانہ تھا اعلیٰ خوشنویس تھے ان کے قلم کا لکھا ہوا زیب انساء کا دیوان موجود ہے جس کا خط نہایت پاکیزہ اور جدولیں طلائی گلکاری سے آراستہ ہیں۔[2]

حسن کقہ لی

آپ فن مصوری میں استاد بہزاد اور نستعلیق میر علی تبریزی کے شاگرد تھے۔ (خط وخطاطان)

حسن ملا

متوفی (۱۰۰۱-۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۲-۱۵۹۳ء) حسن احمد ملقب بہ قرہ حصاری قولی۔ احمد قرہ حصاری کے زرخرید غلام تھے انہوں نے آزاد کر دیا تھا اس کے بعد متبنّٰی فرزند شمار ہوتے تھے جانب چپ ''حرم جامع سلیمانیہ'' کے کتبات قرہ حصاری (اپنے آقا) کے حکم سے کتابت کئے تھے اور جامع سلیم (ادرنہ) میں بھی اپنی کتابت کے لازوال شاہکار ثبت کئے۔ بعد انتقال اپنے آقا احمد قرہ حصاری کی قبر کے برابر مدفون ہوئے۔ (مناقب ہنروران ۱۲۳)

Marfat.com

سین الشیر ازی المرشدی، سید، مولانا

سلطان محمود خلجی والی مأ ندو (مالوہ) کے عہد میں مشہور خوشنویس تھے قصبہ دھار میں ایک خوشخط کتبہ آپ کی یادگار ہے[1]۔

حسین چشتی شیخ

شیخ سلیم چشتیؒ کے مرید اور خلیفہ اور فتح پور سیکری کی خانقاہ میں مقیم تھے۔ خط نسخ میں یاقوت رقم اور اس عہد میں لاثانی تھے۔ بلند دروازہ کی پیشانی اور اطراف کے کتبے ان کے کمال کی یادگار ہیں۔

حسین شہابی

بغداد کے رہنے والے تھے اور نستعلیق شیوۂ میر عماد پر لکھتے تھے۔

حسین علی اصفہانی

میر سید احمد المشہدی کے شاگرد تھے آپ نستعلیق کے خوشنویس تھے آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ ''مرقع مالک دیلمی'' کتاب خانہ خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

" العبدالاقال، حسین علی، فی شھور سنة اثنان وتسعین وتسعما ئة الھجریة" **۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء میں حجاز میں فوت ہوئے**

حسین قلی کرمانشاہی

علی نقی خاں کے بھائی تھے شعر بھی کہتے تھے۔ نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں فوت ہوئے۔

حسین کلو

نوی صدی ہجری کے گمنام کاتب تھے آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ بخط نستعلیق ''جامِ جم اوحدی' کتاب خانہ اباصوفیہ استنبول میں محفوظ ہے جس کی کتابت متوسط قلم سے کی ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

'تمت علیٰ ید العبد الضعیف، حسین المقلب بکلوفی شہر سنة ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء (احوال وآثار خوشنویسان)

Marfat.com

حسین میر سید

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔اس بات کا احتمال ہے کہ دربار شاہجہاں بادشاہ سے تعلق رہا ہو۔آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ قطعہ خوشخط نستعلیق میں آستانہ رضوی مشہد میں محفوظ ہے جس پر یہ تحریر ہے۔

برائے خدیو خداوند گار	نوشتم من ایں قطعہ یادگار

"فقیر میر سید حسین فی شاهجهانی ٢٤، سلخ محرم الحرام سنة ١٠٦١ھ/١٦٥٠ء"

حکیم رکنا کاشی

آپ کا ذکر بحیثیت کاتب ''گلستان ہند'' (قاضی احمد قمی) ملتا ہے آپ کے آباواجداد حکماء میں سے تھے آپ نے بھی کچھ وقت بحیثیت شاہی طبیب شاہ عباس صفوی گزارا۔شاہ کی صحت میں فرق آجانے کی وجہ سے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ برے حالات کیپیش نظر مع اہل وعیال ہندوستان آگئے شاعر بھی تھے اور مسیح تخلص تھا۔شاہجہاں کی تخت نشینی کے موقع پر ایک قطعہ لکھکر پیش کیا۔ملکہ ممتاز محل کی سفارش آپ کا چوبیس ہزار روپے سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔

حکیم رکنا نے یکے بعد دیگرے دو نسخے کتابت کئے اول نسخہ ''گلستان سعدی'' تھا یہ نادر نسخہ جیسٹر اے بیٹی میں محفوظ ہے دوسرا نسخہ ''بوستان سعدی'' برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔اس نسخہ پر تاریخ کتابت ١٠٣٩ھ/١٦٢٩ء لکھی ہے۔ ہر دو نسخے اعلیٰ سمرقندی کاغذ پر کتابت کئے ہر صفحہ سنہری حاشیہ اور زرافشانی سے مزین ہے اور ہر نسخے میں دس دس تصاویر ہیں۔گلستان سعدی کے اول نسخے کی اہمیت اس سے عیاں ہے کہ شاہجہاں نے اس کو ١٠٤٨ھ/١٦٣٨ء میں بطور تحفہ بادشاہ انگلستان کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

پانچویں سال جلوس شاہجہانی میں بوجہ ضعیفی آپ نے شاہجہاں سے مشہد واپس جانے کی خواہش ظاہر کی۔شاہ نے پانچ ہزار روپے مرحمت فرما کر ١٠٤٠ھ/١٦٣٠ء میں مشہد روانہ کر دیا[1]۔

حکیم سید احمد امیر علی جونپوری

حکیم سید مہر علی کے لڑکے تھے اور علوم عربی وفارسی میں ممتاز تھے۔طبیب حاذق اور خصوصاً نباضی میں شہرہ آفاق تھے۔فن خوشنویسی میں ہفت قلم تھے۔موزوں طبع اور تخلص آزاد تھا۔

Marfat.com

حکیم عنایت حسین مارہروی

مولوی نصر اللہ مارہروی کے پوتے، علم وفضل سے موصوف اور کمالات ظاہری وباطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ ۲۹/ محرم ۱۱۹۲ھ/۱۷۷۸ء کو پیدا ہوئے تھے۔ اسم تاریخی ''غلام سبحان ۱۱۹۲ھ'' تھا مشاہیر علماء سے علوم عربی وفارسی میں کمال حاصل کیا۔ چودہری غلام حسین ماہروی اور چودہری نیاز علی ماہروی سے خط نسخ کی مشق کی اور سید شاہ آل برکات ماہروی سے علم طب حاصل کر کے حکمت میں یگانہ روزگار ہوئے۔ ۷۳ برس کی عمر میں (۱۲۶۵ھ/۱۸۴۸ء) حالت سجدہ میں بمقام مین پوری انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے[1]۔

حکیم مرتضیٰ، مولوی

ولد قاری علی حسین، رضوی سید تھے۔ رامپور میں پیدا ہوئے۔ محلّہ کٹرہ جلال الدین میں رہتے تھے۔ علوم عربیہ مولوی فضل حق خیر آبادی، شمس العلماء مولوی عبدالحق خیر آبادی، مفتی طالب حسین، مولوی عبداللہ رامپوری اور مولوی عالم علی محدث مراد آبادی سے تحصیل کی۔ طب کی کتابیں محمد ابراہیم خاں لکھنوی سے پڑھیں فن خوشنویسی میں میر عوض علی کے شاگرد رشید تھے۔ فن شاعری میں نواب میرزا داغ، منشی احمد خاں عروج، خواجہ بشیر احمد اور منشی امیر احمد صاحب مینائی سے تلمذ حاصل تھا فن خوشنویسی میں بہت سے باکمال شاگرد تیار کیے۔ جلی اور خفی نستعلیق خوب لکھتے تھے۔ رسالہ تشبیہہ فارسی آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا (۵۸ صفحات) رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے[1]۔

حمد اللہ خلخانی

''مناقب ہنروان'' کا بیان ہے کہ بعض حمد اللہ خلخانی کو میر علی ہروی کا شاگرد لکھتے ہیں اور بعض کا بیان ہے کہ شاگرد نہیں تھے صرف قطعات کو سامنے رکھ کر کتابت کی مشق کی۔ آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ نستعلیق میں بقلم اوسط کتاب خانہ خزینۂ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے جس پر ترقیمہ ہے___

" الفقير المذهب حمد الله خلخانی"

Marfat.com

حیدرالحسینی، میر

مشہور بہ تبریزی۔ لکھا ہے کہ میر حیدر دسویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کا شمار مشرق ومغرب کے یَراعہ نویسان[3] میں ہوتا ہے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ''دیوان مانی'' (۹۶۱ھ/۱۵۵۳ء) کتاب خانہ لینن گراد (روس) میں محفوظ ہے (مناقب ہنروران)

حیدرحسین اکبرآبادی، مولوی

خط نسخ اور نستعلیق کے جادو نگار خوشنویس اور مولوی ہادی علی لکھنوی کے شاگرد رشید تھے اور جامع اکبرآباد کے مدرسہ میں خوشنویسی کے استاد تھے۔ خط نسخ میں ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ امانت خاں شیرازی کاتب تاج محل کی شان پیدا کر لی تھی۔ اکبرآباد کے خوشنویس انہیں کے سلسلے سے وابستہ ہیں[2]۔

حیدرعطائی مُلّا

شیراز کے رہنے والے تھے اور ہندوستان آ گئے تھے۔ یہاں سپہ گری کا پیشہ اختیار کیا۔ شعر بھی کہتے تھے اور نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویس تھے۔ عبدالرحیم خانِ خانان کے مداحوں اور ملازمین میں سے تھے۔ جنگ دکن میں دست راست (دایاں ہاتھ) کٹ گیا۔ تیس سال تک کتابت کا کام انجام دیا۔ دوران تالیف ''مآثر رحیمی'' (۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء) خانِ خانان کے یہاں آسائش سے زندگی گزار رہے تھے[1]۔

Marfat.com

خاتم بیگ، میرزا

معظم شاہ کے میر منشی تھے اور اس عہد میں یہ استاد مانے جاتے تھے۔ میرزا صاحب کی فن انشا پر ایک کتاب یادگار ہے۔

خاتون

سلطان قطب الدین شاہ محمد کی لڑکی اور نہایت تعلیم یافتہ خاتون تھی۔ اپنے بھائی کو قتل کر کے ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء میں تخت نشین ہوئی۔ علم اور اہل علم کی قدردانی اور کمال پرورش میں شہرہ آفاق تھی۔ خوشنویسی اور شاعری میں یگانہ روزگار تھی۔ اپنا اکثر وقت کتابت کلام اللہ میں صرف کرتی تھی۔ ۶۹۲ھ/۱۲۹۲ء میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئی[1]۔

خادم علی، حافظ

قادر علی خاں خوشنویس کے داماد تھے۔ قصبہ ''کتی ہل'' ان کا وطن تھا۔ خط نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے۔ حافظ قرآن اور شاعر تھے خادم تخلص تھا۔ آپ کا ایک قطعہ نستعلیق میں کتاب خانہ باڈلین لندن میں محفوظ ہے جس پر درج ذیل ترقیمہ ہے ــــ ''کتبہ خادم علی سنتہ ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء''[2]

خان کمال الدین خاں سنجر تہرانی

والد کا نام خسرو خاں تھا۔ قوم کے زند اور قزوین کے رہنے والے تھے۔ فارسی اور ترکی زبان مادری تھی۔ عربی میں بھی کامل دستگاہ تھی۔ خط نستعلیق اور شفیعہ کے مسلم استاد تھے۔ بھوپال، پٹنہ اور علی گڑھ میں بھی رہے رامپور میں مستقل قیام کیا ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں انتقال ہوا۔ رامپور میں دفن ہوئے۔ سنجر کا دیوان رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

خدایار

بارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے آپ کا کتابت کردہ ایک قطعہ باڈلین لائبریری لندن میں محفوظ جس پر ترقیمہ ہے ــــ ''کتبہ اضعف العباد سنۃ ۱۱۶۳ھ[۳] / ۱۷۴۹ء۔

خسروی

خراسان کے رہنے والے تھے اور ملازمان شاہزادہ سلیم جہانگیر بادشاہ (۱۰۱۴-۱۰۳۷ھ / ۱۶۰۵-۱۶۲۷ء) سے منسلک تھے اور کئی خطوط کے ماہر تھے۔ تیراندازی میں مہارت تھی اور شعر بھی کہتے تھے[۱]۔

خشنام بصری

خلیفہ ہارون الرشید کے عہد کے ان مشاہیر خطاطین میں سے تھے جنہوں نے قرآن مجید کی کتابت میں شہرت و ناموری حاصل کی تھی[۲]۔

خضر شاہ استرآبادی

خوش طبع اور خوش محاورہ طبیعت کے مالک تھے شعر بہت اچھا کہتے تھے۔ ''لیلیٰ مجنون'' کی تقلید میں ایک مثنوی بعنوان ''زید وزینب'' نظم کی تھی۔ بقول صاحب ''مجالس النفائس'' مولانا جعفر کے طریقے پر نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور کوئی دوسرا کاتب ان کی ہمسری کرنے والا نہ تھا۔ ۸۹۶ھ/۱۴۹۰ء میں فوت ہوئے۔ بعض نسخوں میں اپنا نام ''خواجہ حسن لکھا ہے۔

خلوصی

عثمانی عہد کے نستعلیق نویسان میں سے تھے آپ کی تحریر کردہ متعدد الواح استنبول کی مساجد میں آویزاں ہیں۔ ایک مذہب لوح مزار مولانا جلال الدین (قونیہ) پر نصب ہے جس پر ترقیمہ ہے ''کتب خلوصی من تلامیذ سامی غفرلہما ۱۳۱۷ھ[۱] /۱۸۹۹ء''۔

Marfat.com



نمونہ خط خلیل اللہ

Marfat.com



نمونہ خط میر خلیل قلندر

Marfat.com

خلیفہ سلطان

آپ شیخ نور کے شاگرد تھے۔ شب و روز مشق کتابت میں مشغول رہتے تھے اس دماغ سوزی کے سبب خط کو حد کمال تک پہنچا دیا تھا۔ مسجد لطف اللہ خاں صادق میں مقیم تھے۔ اخیر عمر میں اپنے خسر افراسیاب خاں کی وجہ سے ادبار اقبال میں بدل گیا اور پیرانہ سالی میں عیش نصیب ہوا۔ نواب خاندان کے ساتھ علی گڑھ اور شاہجہاں آباد (دہلی) کا سفر اختیار کیا اور شاہجہاں آباد میں فوت ہوئے۔[۲]

خلیفہ مستظہر باللہ

(ابن مقتدر باللہ) خلفاء عباسیہ کا اٹھائیسواں تاجدار تھا جس نے پچیس برس تک نہایت شان و عظمت سے بادشاہت کی اس کے عہد میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ یہ خلیفہ اعلیٰ درجہ کا شاعر اور خوشنویس تھا۔[۳]

خلیل اللہ ہفت قلمی

بارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی خوشنویس تھے شاہنامہ فردوسی کا ایک نسخہ کتابت کیا تھا جو مُصوّر و مذہب تھا جس پر ترقیمہ ہے ــــــ"

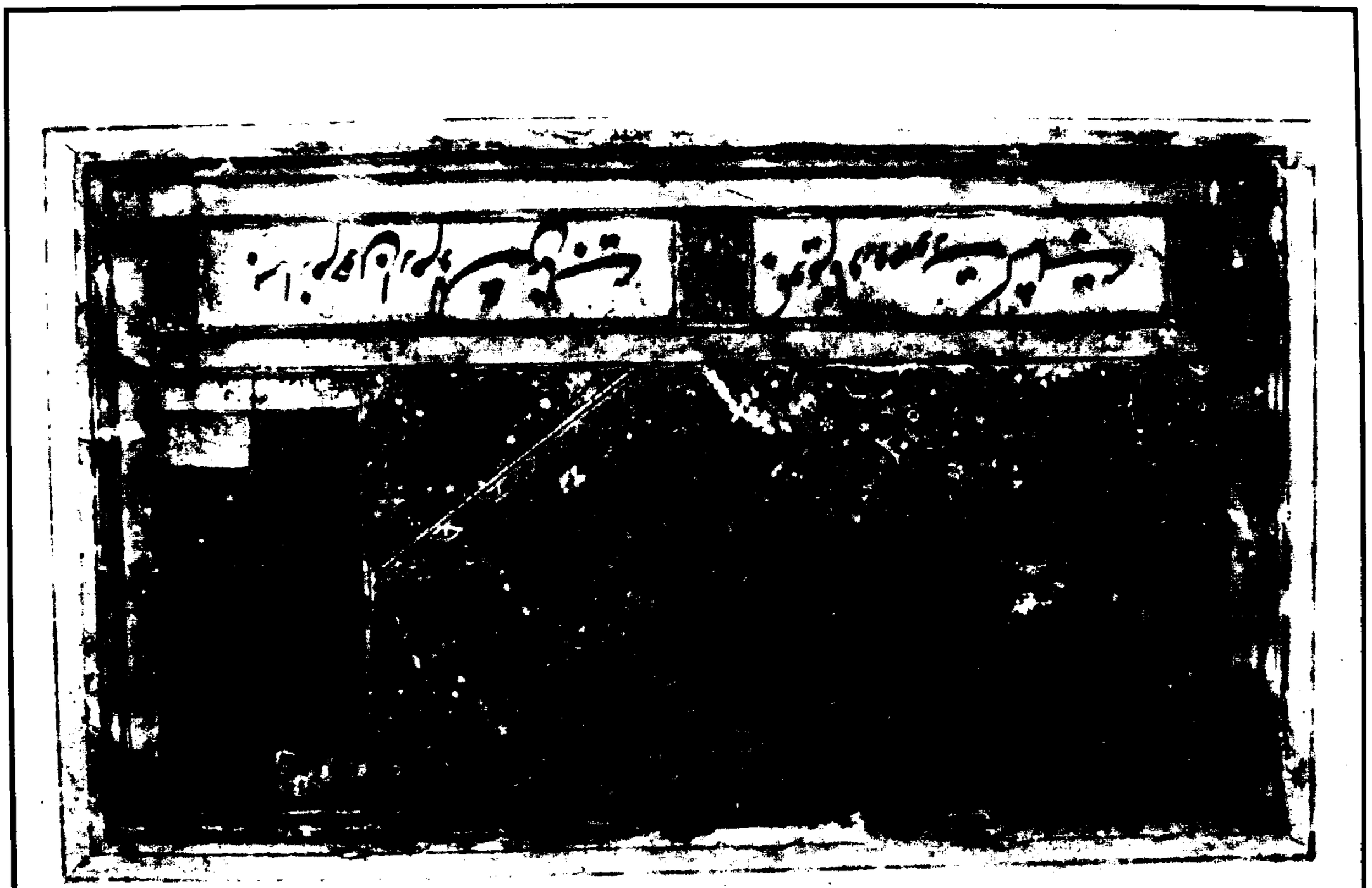
راقمه کمترین خلیل اللّٰه هفت قلمی غفر ذنبه ، قوم عباسی متوطن چین ما چین ساکن لاهور"
بتاریخ پنجم شهر جمادی الاولیٰ روز یکشنبه اختتام پذیر فت سنة ١٠٢٤ھ/١٦١٥ء۔

خلیل قلندر، میر

(برادرزادہ میر محمد حسین)، میر خلیل قلندر نے میر سید احمد مشہدی سے خط کی تعلیم حاصل کی اور بلند پایہ اساتذہ میں شہرت پائی۔ میر سیّد احمد نے کامل طور پر اصول و قواعد کتابت سے روشناس کرایا۔ کثرتِ مشق اور ارشاد استاد کی بدولت قطعات نویسی اور حُسنِ تحریر میں خود اپنی مثال بن گئے۔ شاہ عباس کے درباری کاتب تھے۔ شاہ کی کم التفاتی سے بددل ہو کر عراق چلے گئے وہاں سے ہندوستان کا سفر کیا اور بیجاپور (دکن) میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے درباری کاتب مقرر ہوئے شاہ کے حکم سے کتاب ''نورس'' (۱۰۲۷ھ/۱۶۱۷ء میں) لکھی۔ بادشاہ قلم کا خطاب عطا ہوا۔ ''نورس'' مذکور نواب آصف الدولہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (خط و خطاطان اور تحقیقات ماہر جلد دوم)

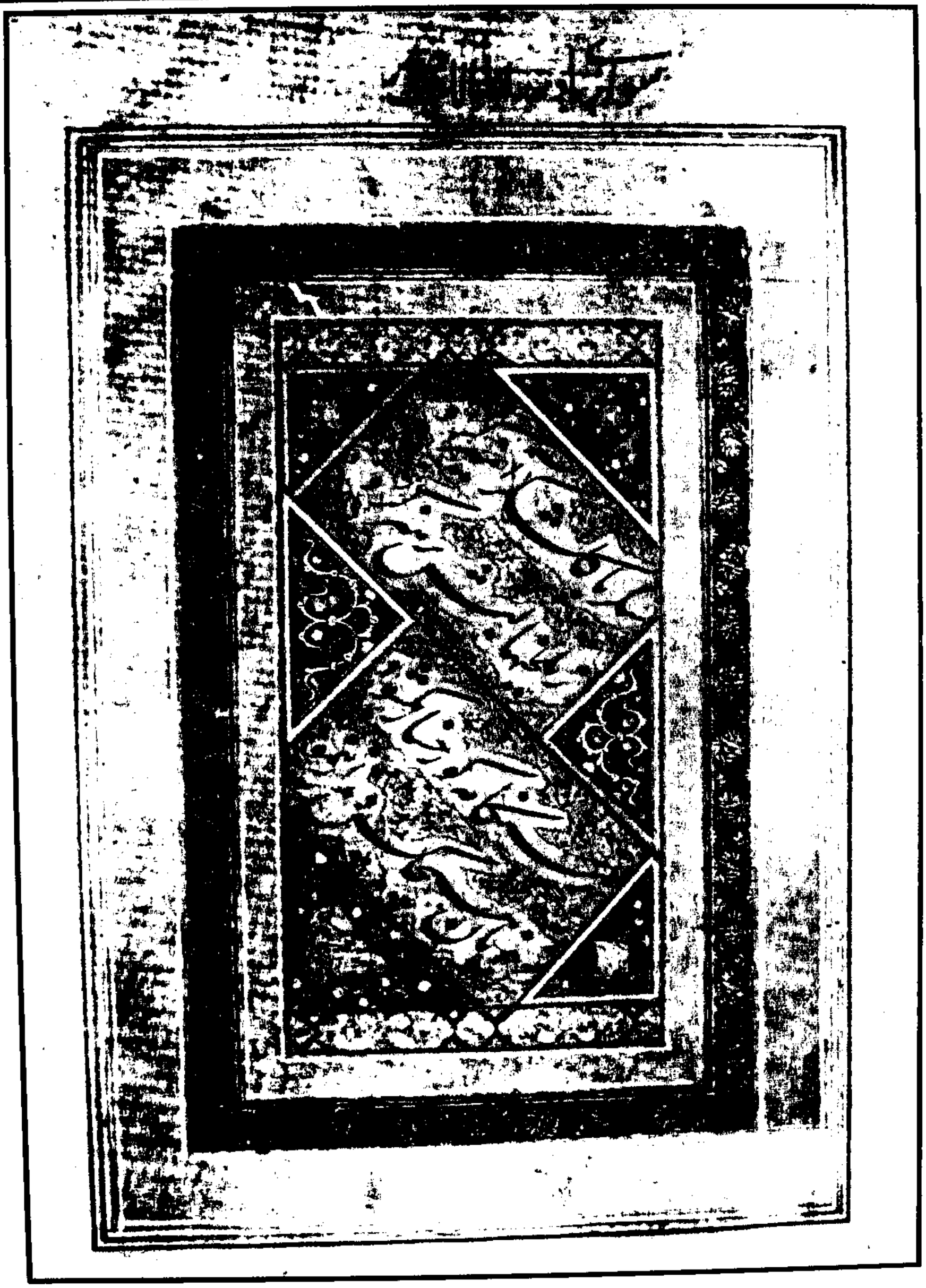
Marfat.com

Marfat.com



سید خلیل اللہ

(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)



(رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط سلطان علی المشہدی

Marfat.com

خواجہ ابراہیم حسین

آپ ملازمان اکبری میں سے تھے طرز نستعلیق میں باکمال تھے آپ بڑی شہرت کے مالک تھے بدقسمتی سے عین نوجوانی ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء میں فوت ہوگئے۔

خواجہ اختیار

سلطان حسین میرزا کے عہد میں منشی الملک کے خطاب سے موصوف اور بسبب قرابت میر علی شیر نوائی کے کمال عزت واعتبار رکھتا تھا۔ بخط نستعلیق میں کمال کا درجہ حاصل تھا[1]۔

خواجہ جہاں ہروی

اصلی نام امین الدین محمود تھا۔ اکبر کے عہد میں منصب ہزاری پر سرفراز اور حساب دانی میں یگانہ روزگار تھے خط شکستہ کو خوب لکھتے تھے بادشاہ نے خطاب خان جہاں سے موصوف کیا ۹۰۲ھ/۱۴۹۶ء میں لکھنؤ میں فوت ہوئے[2]۔

خواجہ شمس الدین

عہد اکبری کے امراء میں سے تھے۔ شجاعت اور مردانگی میں یگانہ روزگار اور فنِ خوشنویسی میں شہرۂ آفاق تھے اور دیانت میں بے نظیر، سلیم النفس اور نیک طبع تھے۔ ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء بمقام لاہور انتقال ہوا[1]۔

خواجہ شمس الدین ماژندانی

شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید اور سلطان احمد شاہ بہمنی والئ دکن کے بے نظیر خوشنویس تھے آپ نے شیخ آذری کی بیتوں کو بخط نستعلیق نہایت جلی حروف میں لکھکر عمارات احمد آباد پر کندہ کرایا تھا[2]۔

خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید

عبداللہ مروارید مشاہیر زمانہ میں سے تھے۔علی شیر نوائی نے مجالس النفائس میں ذکر کیا ہے جو مدت تک شعبۂ وزارت میں مہردار رہے۔خطوط لکھنے میں منشی بے نظیر تھے۔اپنے زمانے میں صاحب قناعت اور عقبی وعافیت پسند تھے۔نہایت خوبصورت واعلیٰ سیرت اور فنون لطیفہ سے پیراستہ تھے تاریخ وفات ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء ہے۔

خواجہ عباداللہ

ابن خواجہ فیض اللہ بن خواجگی احمد نقشبند قنوج کے رہنے والے اور عالمگیر بادشاہ کے زمانہ کے خوشنویسوں میں سے تھے[۳]۔

خواجہ عبدالحی

آپ سلطان اویس کے دفتر کے خوشنویس اور منشی تھے۔سلطان اویس کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔

خواجہ عبدالصمد

بن علی الحسینی ایران کا مشہور خوشنویس تھا جس کے قلم کا لکھا ہوا شاہنامہ فردوسی نصیرالدین حیدر والیٔ اودھ کو ایک انگریز نے پیش کیا تھا۔اس کا ایرانی انداز کتابت نہایت پاکیزہ تھا اس کا سال کتابت ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء تھا۔

خواجہ عبدالصمد شیریں قلم

خواجہ نظام الملک وزیر شاہ شجاع شیرازی کے فرزند تھے نستعلیق کے استاد اور مصور تھے ہمایوںؔ کے ہمراہ ایرانؔ سے ہندوستان آئے تھے۔فتح پور سیکری میں ایک طویل اور عریض عمارت ٹکسال کے نام سے موسوم ہے اس کا انتظام چودھریوں کے داروغہ خواجہ عبدالصمد شیریں قلم کے سپرد تھا آپ نے چاندی کا یاری سکہ مضروب کرا کر جاری کیا۔یہ عمارت دیکھنے کے قابل ہے اس کا افتتاح ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء میں ہوا تھا۔

Marfat.com

اس عمارت کے علاوہ فتح پور سیکری کے محلات کے اندر اکثر عمارات کی دیواروں پر اشعار لکھے گئے تھے جو ان ماہرین نستعلیق کا کارنامہ تھے۔
محمد حسین زرین قلم (کشمیری)، مولانا محمد باقر، محمد امین مشہدی، مولوی عبدالحی، اور میر عبداللہ نظامی وغیرہ۔

خواجہ عبداللہ صیرفی

ہفت قلم میں استاد اور خوشخطی میں معروف تھا[۴]۔

خواجہ عبید زاکانی

آپ ہنرمند، فاضل، شاعر اور اعلیٰ خوشنویس تھے۔ دربار شاہ ابواسحٰق (حاکم شیراز و فارس) کے دربار سے منسلک تھے۔ معتبر[۱] تاریخ سے ثابت ہوا کہ آپ کو ۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء میں قتل کر دیا تھا۔

خواجہ عطاء اللہ قزوینی

شہنشاہ اکبر کے عہد میں خط نستعلیق میں شہرہ آفاق تھے۔ اکبر کو ''داستان امیر حمزہ'' سننے کا بہت شوق تھا۔ یہاں تک کہ اکثر خود بھی بطور قصہ خواں کے بیگمات کو وہ داستان سنایا کرتا تھا۔ خواجہ عطاء اللہ سے بارہ جلدوں میں اس کتاب کو نہایت خوشخط لکھوایا تھا۔ ہر جلد میں سو ورق اور ہر ورق ایک گز طویل اور دس مجلسی تصاویر سے مزین تھا۔ اس حساب سے کل کتاب میں بارہ سو اورق اور دو ہزار چار سو مجالس کی تصاویر تھیں۔ ان تصاویر کو اس عہد کے پچاس مصوروں نے اول با ہتمام سید علی تبریزی اور بعد کو سرکردگی خواجہ عبدالصمد شیرازی کیا گیا تھا یہ بے نظیر کتاب محمد شاہ کے عہد تک شاہی کتب خانے میں موجود تھی[۲]۔

خواجہ عنایت اللہ شیرازی

سلطان عادل شاہ کے عہد میں میر منشی تھے۔ علم و فضل سے موصوف اور انشا پردازی اور فن خوشنویسی میں یگانہ عصر تھے[۳]۔

Marfat.com

خواجہ غلام نقش بندخاں

ابن خواجہ یوسفؔ (دامادفیض اللہ بیگ) مولانا غلام محمدؔ کے ہمعصر تھے۔ نستعلیقؔ، شکستہؔ اور شفیعہؔ خوب لکھتے تھے۔ اخیر عمر میں درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

خواجہ غیاث الدین شیرازی

سلطان عادل شاہ بیجاپوری کے عہد میں میر منشی تھا علم وفضل سے موصوف اور انشاپردازی اور خطاطی میں یگانہ عصر تھا[1]۔

خواجہ محمد راسم

ترکی خوشنویس تھا اور خط نسخ کا باکمال استاد تھا۔ زندگی میں ساٹھ قرآن کریم کی کتابت کی۔ عرب قبو کی سبیل پر اندرونی جانب آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتبہ موجود ہے۔ ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء میں وفات پائی[3]۔

خواجہ محمد شریف

آپ خواجہ عبدالصمد شیریں قلم کے صاحبزادے تھے اور دربار اکبریؔ میں امیر الامراء کے درجہ پر فائز تھے اکبرؔ کے انتقال کے بعد جہانگیرؔ کے دربار سے منسلک ہوگئے تھے۔ جہانگیرؔ نے ایک بات سے خوش ہوکر ''معتمد خاں'' کا لقب اور جاگیر عطا کی۔ عربی و فارسی کے زبردست عالم اور نستعلیق خط کے استاد تھے۔

خواجہ محمد مومن

اکثر فضائل انسانی سے موصوف اور ہفت قلم تحریروں کے باکمال خوشنویس تھے۔ شاہ اسمٰعیل صفوی کے عہد میں شہزادے سامؔ میرزا کی تعلیم پر مامور تھے۔ شاہ طہماسپ صفوی کے زمانے میں کسی بات پر آزردہ ہوکر ہندوستان آگئے اور یہیں ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء میں وفات[2] پائی۔

Marfat.com

خواجہ محمد مومن مروارید

مومن مروارید تحریر میں بیمثل تھے۔خط ثلث اور خط نسخ بطرز یاقوت اور عبداللہ صیرفی خاص کر خط نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ منصب صدارت پر بھی فائز رہے عمر کے آخر حصے میں ہجرت کر کے ہندوستان آ گئے تھے اور سلاطین گجرات سے وابستہ ہو گئے یہ زمانہ سلطان مظفر ثانی کا تھا جہاں آپ نے خدمت کتابت کے فرائض انجام دئے۔

صاحب ''قوانین خطوط'' نے لکھا ہے کہ'' خواجہ محمد مومن مروارید تحریر خطوط میں بیمثل تھے ان کے بعد ان جیسا لکھنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔خاص کر نستعلیق خوب لکھتے تھے اور قواعد وضوابط خط سے پورے طور پر واقف تھے۔ان کے والد خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید مشاہیر زمانہ میں سے تھے[۳]۔

خواجہ محمود استرآبادی

آپ کتاب خانہ بایسنغر میرزا کے چہل تن خوشنویسان میں سے تھے۔ (احوال)

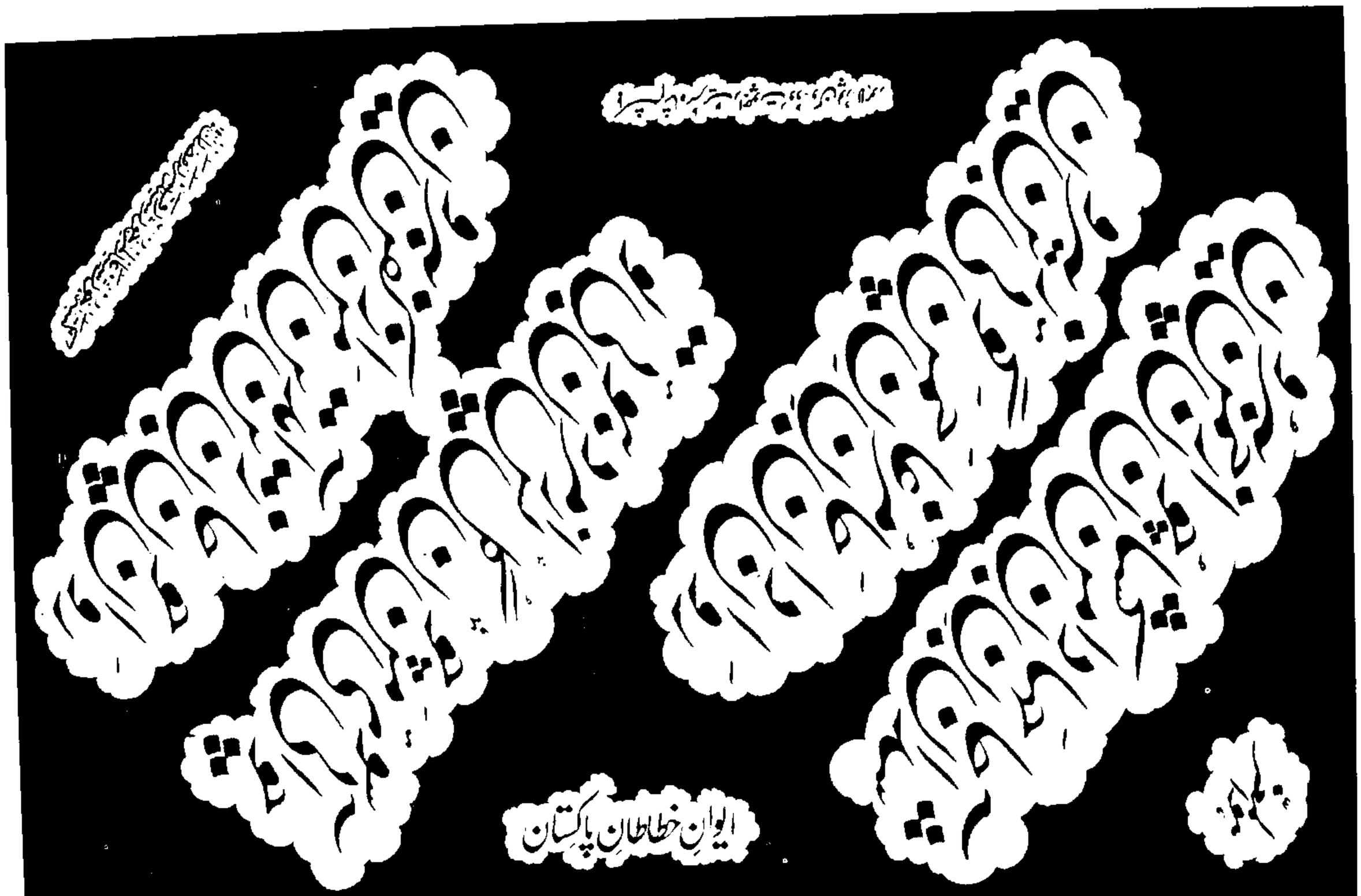
خواجہ میر علی تبریزی

ماہرین فن اور تحققین نے آپ کو نستعلیق کا موجد تسلیم کیا ہے آپ امیر تیمور کے عہد (۷۷۱۔۸۰۱ھ) کے نامور خطاط تھے جو فن کے اعتبار سے عظیم النظیر مانے گئے ہیں آپ کے نامور شاگرد مولانا جعفر تبریزی تھے جو شاہ رخ میرزا ابن تیمور کے دربار سے منسلک تھے ان کے مشہور شاگرد مولانا اظہر تبریزی (متوفی ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء) تھے۔آپ کے نلاندہ میں سلطان علی مشہدی (متوفی ۹۲۹ھ/۱۵۲۲ء) کا درجہ سب سے بلند بیان کیا ہے آپ سلطان حسین میرزا بایقرا ء(متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے دربار سے وابستہ تھے۔ سلطان نے قبلۃ الکتاب دیا تھا۔

خواجہ نامی

آپ تلمیذان آقا عبدالرشید دیلمی میں سے تھے۔نستعلیق میں کمال کی حد تک قوت وشیرینی تھی ان کے اکثر کتابت کے نمونے اور قطعات محفوظ ہیں[۱]۔

Marfat.com



(بشکریہ۔ نادر مجموعہ خوش نویسی۔ کراچی)

خواجہ نصیرالدین طوسی

آپ کی ولادت ۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء میں ہوئی اور زمانہ وفات ۶۷۰ھ/۱۲۷۱ء ہے۔آپ صاحب علم وکمال تھے۔اور چند خطوط لکھنے میں یدطولی رکھتے تھے اور باکمال خوشنویس تھے۔عہد ہلاکو خاں میں صاحب مختار اور قلعہ ملاحدہ کے فاتح تھے[۲]۔

خواجہ ہمام

خواجہ ہمام الدین خواجہ نصیرالدین طوسی کے تلامذہ میں سے تھے۔اتابک محمد زنگی (ممدوح شیخ سعدی) کے بافضلیت خوشنویس تھے۔اتابک محمد نے بھی چند خطوط کی مشق کر کے مرتبہ کمال حاصل کیا تھا۔خواجہ ہمام کا انتقال ۷۱۳ھ/۱۳۱۳ء میں ہوا۔

خوبی حسینی، میر

آپ بھی سلطان علی مشہدی کے شاگرد تھے۔سلطان سلیمان عثمانی (۹۲۶ھ/۱۵۱۹ء) کے عہد میں استنبول چلے گئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔(احوال وآثار خوشنویسان)

خورشید عالم گوہر رقم

پاکستان کے مشہور خطاط خورشید عالم ۲۱/جون ۱۹۵۶ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔۱۹۶۹ء میں لاہور آ گئے اور خطاطی کے فن میں ممتاز خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی کی شاگردی اختیار کی رفتہ رفتہ خط نستعلیق، ثلث، نسخ، رقعہ، دیوانی، محقق اور طغرا میں کمال حاصل کیا۔ابتداء میں مختلف اخبارات اور رسائل سے وابستہ رہے بے شمار کتابوں کے سرورق بنائے۔مشہور مساجد پر خطاطی کے مظاہرے کئے۔آپ نے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر خطاطی کا قابل قدر مظاہرہ کیا جس میں ۳۰۸ فٹ طویل سورہ رحمٰن کی خطاطی کا قابل قدر کام گیا آپ کا شمار پاکستان کے بلند پایہ خطاطین میں ہوتا ہے۔

خوش وقت رائے دانگی

آپ قوم کے کھتری تھے۔خاندانی ذی ثروت اور صاحبِ ہمت تھے۔ابتدائی عمر سے تحصیل علم وہنر کی طرف مائل تھے اور تھوڑے ہی زمانے میں تمام علم ہنر سے آراستہ ہو گئے تھے۔ہم جلیسوں میں اچھی عادت اور خصائل کی وجہ سے سبقت لے گئے۔

خوشنویسی میں باکمال تھے خط شکستہ میر علی نقی اور نستعلیق شاہ اعزالدین سے سیکھا تھا۔ کہتے ہیں ہر دو خوشنویسان ایام سابق میں رائے موصوف کی سرکار سے وابستہ اور انہیں کے یہاں رہائش پذیر تھے۔ آقا عبدالرشید اور کفایت خاں کی وصلیوں پر ہزاروں روپے خرچ کر کے ان کو محفوظ کر دیا تھا۔ غرض اس طرح کے صاحب استعداد، فیاض اور قدر شناس کم نظر آتے ہیں۔

خیرالدین

میر علی ہروی کے شاگرد تھے اور استاد کی اجازت سے ایک نسخہ شاہنامہ فردوسی کتابت کرنا شروع کیا تھا جو نا تمام چھوڑ کر ۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء راہی ملک بقا ہو گئے۔[1]

خیرالدین مرعشی

(متوفی ۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء) آپ سلاطین عثمانیہ کے مشہور خطاط تھے۔ میر علی ہروی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ استاد کی اجازت سے ایک نسخہ ''شاہنامہ فردوسی'' کتابت کیا تھا۔ (مناقب ہنروران)

Marfat.com

داراب میرزا

عبدالرحیم خانِ خاناں کے فرزند تھے نستعلیق اور نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (احوال وآثار خوشنویسان)

داغ دہلوی، میرزا، نواب

مرزا داغ کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز قلعہ معلیٰ سے ہوا۔ غلام حسین شکیبا کے صاحبزادے مولوی سید احمد حسین نے فارسی اور اردو کی درسی کتابیں پڑھیں اور اس کے مشہور خوشنویس سید محمد امیر رضوی میر پنجہ کش سے فن خوشنویسی میں مہارت حاصل کی۔ قلعہ کے ماحول میں رہ کر انہوں نے اپنا نام نواب مرزا رکھ لیا۔ شاگردی کے دوران یہ نام استاد ذوقؔ کو پسند نہ آیا چہرے کی مناسبت سے ان کا نام داغؔ رکھ دیا جو نواب مرزا داغ کے نام سے مشہور ہوئے۔ (''خدایان سخن'' ڈاکٹر مساجد صفحہ ۱۸)

داؤد اسکوبی

(منسوب بہ شہر اسکوب) آپ خط ثلثؔ اور خط نسخؔ کے مشہور خوشنویس تھے۔ (مناقب ہنروران)

ددّا چلبی

(مشہور بہ شیخ شہزادہ) آپ شیخ حمدؔ اللہ الاماسی کے فرزند تھے۔ استادان شبعہ عثمانی کے ایک رکن تھے اپنے والد کے مثل لکھتے تھے۔ (مناقب)

درویش چلبی

آپ بے نظیر خوشنویس اور دوا چلبی کے فرزند اور شیخ حمد اللہ الاماسی کے پوتے تھے۔ آپ ''استادان شبعۂ عثمانی'' میں سے تھے۔ درویش چلبی نے فن خوشنویسی کی بدولت بڑی شہرت پائی۔ آپ اپنے دادا شیخ حمد اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ (مناقب ہنروران ۱۲۴)

Marfat.com

درویش حسین کشمیری

آپ نے نستعلیق کی کتابت محمد حسین زرین رقم اکبر شاہی سے سیکھی تھی۔ (مناقب)

درویش علی کتاب دار

صاحب ''سرگذشت خط نستعلیق'' کی تحقیقات کے مطابق آپ درویش علی کتاب دار کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کا ذکر'' حبیب السیر'' میں میر نظام الدین کتابدار کے نام سے ملتا ہے۔ ویسے ان کا تعلق بلخ سے تھا۔ مزید تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ وہ علی شیر نوائی کے چھوٹے بھائی تھے۔

درویش محمد، مولانا

اکثر فضائل کمالات اور تصنیف رسائل میں مشہور اور میر علی شیر نوائی کی مصاحبت میں سرفراز تھا۔ خط تعلیق کا جادو نگار اور فن معماّ میں مشہور روزگار تھا اور دیوان ترکی کے کے علاوہ اکثر رسالے اس کی یادگار ہیں[1]۔

دوری ملا

بایزید دوری (متوفی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) خوشنویس اور شاعر تھے دوریؔ تخلص تھا میر نظام ہراتی کے فرزند تھے۔ ہندوستان آکر اکبر اعظم کے دربار ($\frac{۹۲۳-۹۳۷ھ}{۱۵۳۰-۱۵۵۵ء}$) سے منسلک ہو گئے تھے۔ عمر کے آخر حصے میں حج کو گئے اور سمندر میں غرق ہو گئے۔ (احوال و آثار خوشنویسان ۹۶)

دوست میر

بابر کے ملازم اور امیر زادگان چغتائی میں سے تھے۔ آئین اکبری کے مصنف نے دور اکبری کے خوشنویسان ($\frac{۹۶۳-۱۰۱۴ھ}{۱۵۵۵-۱۶۰۵ء}$) میں شمار کیا ہے۔ اچھے شعر کہتے تھے اور حساب دانی میں ماہر تھے اور نستعلیق اعلیٰ لکھتے تھے۔

راجہ تو ڈرمل کتھری

(متوفی ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) اکبر کے دیوان اعلیٰ تھے سترہ سال تک خدمت دیوانی پر ممتاز رہے۔ خوشنویسی کے زود نگار تھے۔

راحت حسین خان، منشی

خط نستعلیق میں منشی مظفر حسین خاں شاہجہان پوری اور خط نسخ میں منشی حبیب اللہ خاں رامپوری کے شاگرد تھے اور ہر دو خطوط میں استادانِ باکمال کی یادگار تھے۔ مطبع مفید عام آگرہ میں کتابت کرتے تھے۔ اور بیسویں صدی کے اچھے خوشنویسوں میں سے تھے۔

رائے منوہر

رائے لونؔ کے فرزند تھے ان کو اکبر نے پرورش کیا شہزادہ سلیم (جہانگیر) کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے، خوشنویس اور شاعر تھے۔

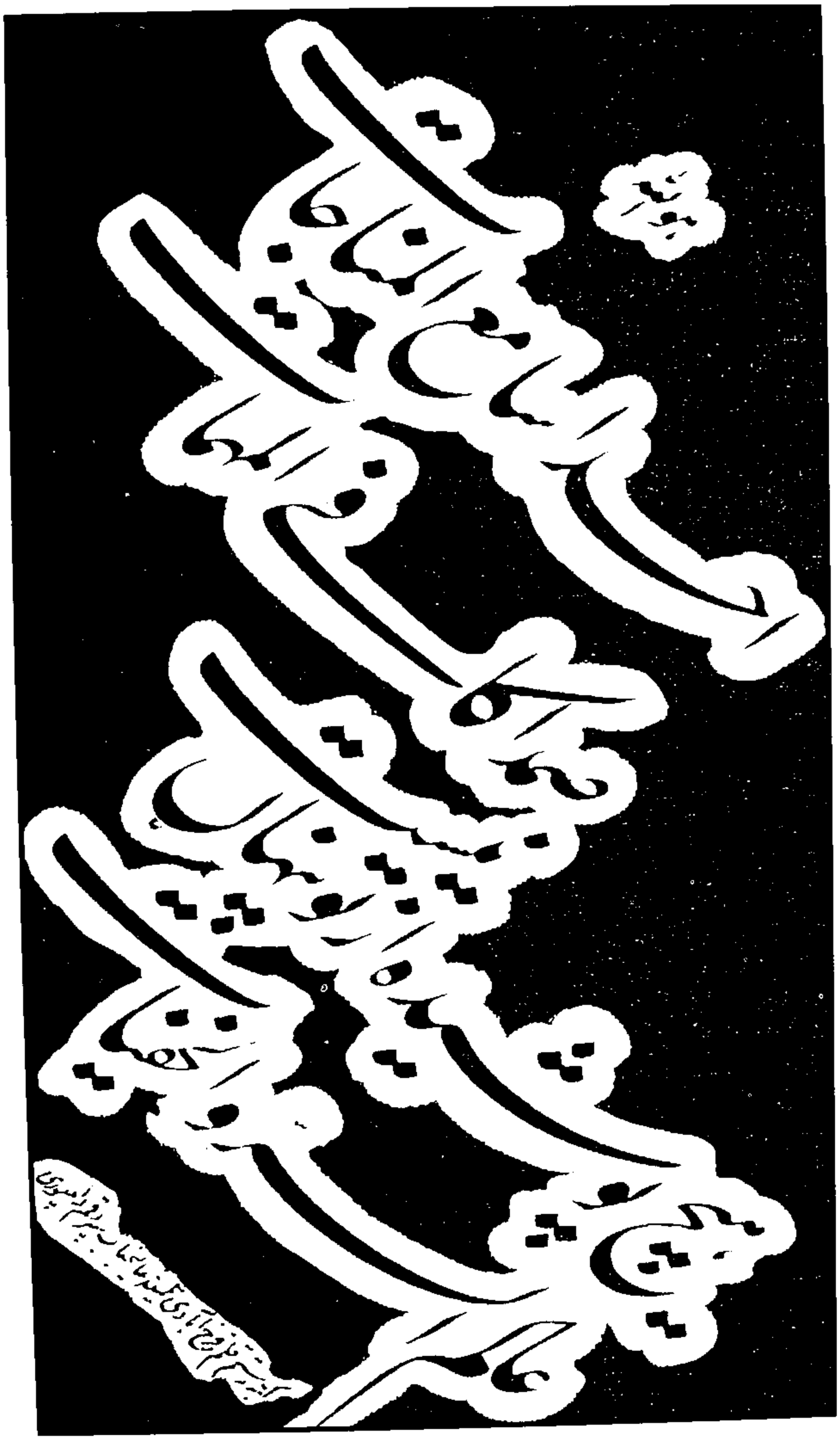
رجب علی

آپ میر عوض علی ملیح آبادی کے فرزند تھے اپنے والد سے نستعلیق کی مشق کی نواب فردوس مکان کے عہد میں بڑی شہرت اور عزت حاصل تھی۔ آپ کے فرزند سید عزت تھے۔ آپ کے خط کے نمونے رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

رجب علی بیگ سرور، میرزا

میرزا اصغر علی کے فرزند اور سرورؔ تخلص تھا لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ ہندوستان کے مشہور شاعروں میں شمار ہوتے تھے۔ شاعری کے علاوہ فنِ خوشنویسی اور موسیقی میں بھی کمال حاصل تھا۔ فسانہ عجائب، شگوفہ محبت اور گلزار مرور وغیرہ آپ کی یادگار تصنیفات ہیں[1]۔

Marfat.com



نمونہ خط رستم قلم فرخ آبادی

Marfat.com

رحیم اصفہانی

میرزا رحیم بن میرزا حسن اصفہانی۔ نستعلیق کی کتابت میں قوی بازو اور زود نویس تھے۔ ایک دن میں ایک ہزار بیت کتابت کر لیتے تھے ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں فوت ہوئے۔

رحیم اللہ

دہلی کے رہنے والے۔ نستعلیق میں آغا میرؔ کے شاگرد تھے۔ آقا عبدالرشید کی طرز کے متبع تھے۔ زود نویس تھے۔ ان کا ایک شاہکار ''گلستان سعدی'' ہے آپ نے پوری جلد کی کتابت ایک رات اور ایک دن میں کی تھی۔ دہلی چھوڑ کر ریاست الوؔر چلے گئے۔ منشی رحیؔم اللہ کی مطلا وصیلوں کی ایک کثیر تعداد الوؔر میں موجود تھی جو ۱۹۴۷ء کے فساد میں ضائع ہوگئیں۔ (صحیفہ خوشنویسان صفحہ ۱۰۸)

رستم علی خراسانی

کمال الدین بہزؔاد کے بھانجے تھے اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور کتابت جلی اور خفی پر مہارت تھی صاحب ''مناقب ہنروران'' نے سلطان علی مشہدی کا شاگرد لکھا ہے اور بہرام میرزا صفوی (متوفی ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء) کے ذاتی کاتبوں میں سے تھے اور رسات سال تک عالم پیری میں کتاب خانہ ابوالفتح سلطان ابراہیم میرزا (۹۴۶-۹۸۴ھ / ۱۵۳۹-۱۵۷۶ء) مشہد میں فرائض کتابت انجام دیتے رہے[1]۔ خوشنویس ہونے کے ساتھ شاعر بھی تھے ۱۱ جلوس جہانگیری میں فوت ہوئے[2]۔

روانی مصلح الدین

(متوفی ۹۳۰ھ/۱۵۲۳ء) آپ کا نام شجاؔع ہے۔ شیخ حمداللہ سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ (مناقب)

روشن قلم

شاہجہاں بادشاہ کے عہد میں فرمان نویسی کے منصب پر سرفراز تھے اور مشہور خوشنویسوں میں شمار تھا۔ اور حسن ابدال میں سفر آخرت اختیار کیا[3]۔

Marfat.com

رونق علی خاں

صفی پوری، نواب یمین الدولہ کے عہد میں ان کے سر دفتر تھے۔ حاجی حیات علی دہلوی کے شاگرد تھے جو خط شکستہ کے کامل استاد تھے ان کے ہاتھ کی خط شکستہ میں تحریر کردہ گلستاں قابل دید تھی جو غدر ۱۸۵۷ء میں تلف ہوگئی۔ (سوانح اسلاف)

رئیس الدولہ

عہد واجدی میں چھاپے خانے کے ناظم اور خوشنویسوں کے افسر اعلیٰ تھے[1]۔

ز

زیب النساء بیگم

شہزادی زیب النساء بیگم اورنگزیب عالمگیر کی بیٹی اور ماں کا نام دلرس بانو بیگم (دختر شاہنواز خاں صفوی) تھا۔ ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں پیدا ہوئیں۔

شہزادی دانشمند، ہنرمند، ادبیات فارسی اور عربی سے آشنا اور کلام اللہ کی حافظہ تھیں۔ شعر بھی کہتی تھیں اور صاحب دیوان تھیں۔ خط نستعلیق میں آقا عبدالرشید دیلمی کی تلمیذہ تھیں۔ نستعلیق کے ساتھ نسخ اور شکستہ بھی اچھا لکھتی تھیں۔ اور بہت سے دانشمندان وشاعران ومنشیان اور خوشنویسان ان کی عنایت کے سایہ میں پرورش پاتے تھے۔ زندگی بھر کنواری رہیں۔ ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء میں راہی ملک بقا ہوئیں[1]۔

زین الدین جامی

نویں اور دسویں صدی ہجری کے گمنام کاتب تھے۔ دیوان حافظ کا ایک نسخہ ''والٹر آرٹ گیلری امریکہ'' میں محفوظ ہے بقلم اوسط نستعلیق مولانا اظہر کے شیوہ پر کتابت کی ہے جس پر ترقیمہ ہے ''زین الدین رحمٰن جامی سال ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء''

زین الدین محمود علی، مولانا

آپ مولانا میر علی مشہدی کے شاگرد اور داماد تھے۔ اس لئے دوسرے تلامذہ کے مقابلے میں آپ کو زیادہ فوقیت حاصل تھی۔ آپ اصلی نیشاپوری تھے۔ مسٹر چیسٹر بیٹی کے مجموعہ مخطوطات میں ایک نسخہ ''اقوال علیؑ'' ہے جس کے ترقیمہ سے واضح ہے کہ اسے زین الدین محمود میر جان الکاتب نے ۸۹۲ھ/۱۴۸۶ء میں لکھا تھا[2] آپ کا انتقال ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء میں ہوا۔

زین العابدین

ہفت قلمی کا بیان ہے کہ مرد خلیق اور شیریں زبان تھے اور اکبر شاہ ثانی (۱۲۵۳-۱۲۶۱ھ / ۱۸۳۷-۱۸۴۵ء) کے ملازم تھے۔ خط نستعلیق شاہ اعزالدین سے سیکھا تھا اور طغرا نویسی میں مہارت رکھتے تھے۔ ۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء کو دہلی میں فوت ہوئے[3]۔

Marfat.com

زین العابدین آبشوری

خط نستعلیق لکھنے میں مرتبہ عالی حاصل تھا۔ اور مختلف کمالات، فضائل اور تقویٰ سے آراستہ تھے شعر بھی کہتے تھے اور صاحبِ دیوان تھے۔ تعلیم خط میں مہارت رکھتے تھے اور شاگردوں کو آداب تعلیم نظم کی صورت میں ادا کرتے تھے اور اخر دولت شاہ صفوی (۱۰۳۸-۱۰۵۲ھ / ۱۶۲۸-۱۶۴۲ء) میں راہی ملک بقا ہوئے[1]۔

زین العابدین، میر

میر صاحب طغرا نویس تھے اور اس فن میں شاہ اعزالدین (عالمگیر ثانی) کے شاگرد تھے[2]۔

زینب سلطان

مقصود علی خوشنویس کی دختر تھیں ایک نسخہ ''دیوان شریف'' کتاب خانہ مدرسہ سپہہ سالار میں محفوظ ہے جو خوشخط اور خفی نستعلیق میں کتابت کیا ہوا ہے جس پر ترقیمہ ہے۔ ''کتبہا بنت مقصود علی، زینب سلطان[3]''۔

Marfat.com

ساوجی، میر

محمد صالح اصفہانی کا بیان ہے کہ آپ میر عمّاد کے شاگرد تھے اور میر صاحب کے تمام شاگردوں میں سب سے بہتر لکھتے تھے۔ اور کثرت مشق اور ذوق کتابت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت لکھنے میں مصروف رہتے تھے کھانے کے وقت ان کی والدہ نوالے بنا بنا کر منہ میں دیتی تھیں اس طور سے کھانا کھاتے تھے۔ میرزا سنگلاخ نے آپ کا لقب جواہر رقم رکھا تھا اور اکثر مالک دیلمی کے کتبات سامنے رکھ کر مشق کرتے تھے[1]۔

سدہ رائے

قوم کے کائستھ تھے۔ خط نستعلیق میر محمد موسیٰ سرہندی خوشنویس دربار محمد شاہ (۱۱۳۱-۱۱۶۱ھ / ۱۷۱۸-۱۷۴۸ء) سے سیکھا تھا۔ اور استاد کی طرز پر بہت اچھا لکھتے تھے اور خط شکستہ میں درایت خاں کے مقلد تھے[2]۔

سراج الدین احمد خاں، مولوی

بنگلہ آزاد خاں محلّہ میں ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ کتب فارسی اپنے والد سے پڑھیں اور علوم عربی میں مولوی ارشاد حسین صاحب تحصیل کی۔ عالم ہونے کے ساتھ نستعلیق کے خوشنویس بھی تھے۔ نہایت گمنامی سے زندگی بسر کی۔ مردقین، اہلیت شعار، پابند صوم وصلوٰۃ اور نہایت مہذب تھے[3]۔

سرب سکھ لال

کشمیری کائستھ تھے۔ حافظ نوراللہ کے شاگرد تھے۔ تمام ہندو اور اکثر مسلمانوں میں ان سے بہتر نستعلیق لکھنے والا عہد آصفی میں کوئی نہ تھا[4]۔

سکندر

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ڈاکٹر بیانی نے دیوان حافظ کا ایک نسخہ قلمی دیکھا تھا جس پر یہ ترقیمہ ہے___

" بحسب الفرموده، حسام الدين خان سلمه الله تعالىٰ وابقاه ، بتاريخ بيست وهفتم ماه رمضان المبارك بخط فقير الحقير اضعف العباد ، سكندر، دارالسرور برهان پور تحرير يافت سنة ١٠٥٥ھ /١٦٤٥ء اللهم اغفرلى ولصاحبه"

سلطان ابراہیم (اوّل)

ابن سلطان مسعود ابن سلطان محمود غزنوی نہایت عابد وزاہد اور عادل بادشاہ تھا۔سال میں تین ماہ یعنی رجبؔ ، شعبانؔ اور رمضان میں برابر روزہ رکھتا اور خیرات ومبرات اور داد ودہش میں مبالغہ فرماتا تھا۔بہت سی مسجدیں اور مدرسے اس نے تعمیر کرائے۔ خط نسخؔ لکھنے میں کمال حاصل تھا۔سال بھر میں ایک قرآن نہایت لطافت اور نفاست سے لکھکر ایک سال مکہ شریف اور دوسرے سال مدینہ منورہ کو بھیجا کرتا تھا۔۴۹۲ھ /۱۰۹۸ء میں ۴۲ برس سلطنت کر کے جنت الفردوس کو سدھارا۔

سلطان ابراہیم (دوم)

ابن شاہرخ میرزا (نبیرہ امیر تیمور) آپ فہیم وذکی، فن خوشنویسی، شاعری اور فن حساب دانی میں ماہر تھے۔فارس کے دفاتر کا قانون آپ اپنے قلم سے خود لکھا۔خط نستعلیق اور دوسرے عربی خطوط کو بحد کمال عروج تک پہنچایا۔اور خط نسخؔ شیوہ یاقوت مستعصمی پر لکھتے تھے۔

سلطان ابوالحسن

افریقہ کا ایک دیندار بادشاہ تھا جو خوشنویسی میں یگانہ روزگار تھا اس نے دو قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھکر اور مطلّا ومذہبؔ کرا کر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کو بھیجے تھے۔تیسرا کلام مجید بیت المقدس کے واسطے لکھ رہا تھا وہ ہنوز ختم نہ ہونے پایا تھا کہ سفر آخرت اختیار کیا۔

Marfat.com

سلطان احمد بغدادی

خلف سلطان اویس جلائر (والئ بغداد) آپ ہفت قلم خوشنویس تھے۔

سلطان الحکم قانی

اندلس کا مشہور علم دوست خلیفہ تھا جو مستنصر باللہ کے لقب سے موسوم ہوا۔ یہ ۲۵۰ھ/ ۸۶۴ء سے ۳۰۰ھ/ ۹۱۲ء تک تخت نشین رہا۔ یہ علم وفضل سے موصوف اور مطالعہ کا اس قدر شائق تھا کہ کتابوں کا کیڑا سمجھا جاتا تھا اس نے تمام ممالک اسلامیہ میں اپنے ملازم مقرر کر رکھے تھے کہ جو نادر کتاب ملے خواہ وہ کسی قیمت پر دستیاب ہو خرید کر قرطبہ بھیج دیں۔

اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا کہ کتاب کا نفس مضمون مصنف کے دماغ میں ہے اور خلیفہ نے مطلع ہو کر ایک گراں بہا خلعت مصنف کے پاس بھیج کر خواہش ظاہر کی کتاب کا سب سے پہلا نسخہ کتب خانہ میں بھیجا جائے۔ علم وادب کی کتاب ''الآغانی'' اس علم دوست خلیفہ نے پندرہ ہزار روپے میں خریدی تھی۔ چار لاکھ کتابیں اس نے اپنے کتب خانہ میں جمع کر لی تھیں جن میں سے ہر ایک کتاب کا اس نے مطالعہ کیا اور سب پر کچھ نہ کچھ حواشی اور نظائر چڑھائے چونکہ خود وہ ایک متجر عالم تھا۔ لہذا آنے والی نسلوں کے کاملین نے اس کے حواشی اور شرح کو بڑی قدر ومنزلت سے[1] دیکھا۔

سلطان اویس

آپ لطیف الطبع، ہنرمند، خوبصورت، عالم اور شاعر تھے۔ زیور فن خوشنویسی سے بھی آراستہ تھے۔ قلم واسطی سے چند قعات خوشخط اور دلکش کتابت کئے۔ شاہ کے ہمعصر خطاط اور مصوران قطعات کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سلطان اویس کا عہد $\left(\frac{۷۵۷-۷۷۶ھ}{۱۳۵۶-۱۳۷۴ء}\right)$[2] تھا۔

سلطان تربتی

آپ فن خوشنویسی میں شاہ محمود نیشاپوری کے شاگرد تھے۔ بعد انتقال مشہد میں مدفون ہوئے۔ (احوال وآثار خوشنویسان)

Marfat.com

سلطان حُسین ہروی

آپ گمنام خوشنویسوں میں سے ہیں۔ بخارا میں خانقاہ قطب الاولیا (خواجہ محمد پارسا قدس سرہ) (۹۶۳ھ/۱۵۵۵ء) میں سکونت رکھتے تھے۔ ویسے اس نام کے آپ کے ہمعصر کاتب دوسرے مقامات پر گزرے ہیں۔ اوران کے کارنامے بھی موجود ہیں۔ کاتب سلطان حسین ہروی کا ایک کارنامہ ''سبحۃ الابرار'' کتاب خانہ نواب سالار جنگ (حیدرآباد) میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ کبھی شاہان مغلیہ کے کتب خانہ کی ملکیت تھا۔ وہ اپنے کتبات میں اپنا نام ''کتبہ العبد سلطان حسین الہروی'' لکھتے تھے۔

سلطان سبز علی، مولانا

آپ مولانا اظہر کے شاگرد تھے اور آپ کا ذکر ''مناقب ہنروران'' میں بھی ملتا ہے۔ آپ اپنے دور کے نستعلیق نویسان میں ممتاز تھے۔ سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) اور میر علی شیر نوائی نے آپ کے خط کو معاصرین کے خط پر ترجیح دی ہے۔ آپ عرصہ دراز تک میر علی شیر نوائی کے یہاں فرائض کتابت انجام دیتے رہے بعض نے آپ کو علی سبز کے نام سے موسوم کیا ہے۔ آپ کے خط میں ہنر خوباں کا تناسب موجود ہے۔ بعض نے آپ کو سلطان علی مشہدی کا شاگرد لکھا ہے۔

سلطان علی مشہدی کئی سال تک سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے دربار سے وابستہ رہے اسی وجہ سے وہ اکثر اپنے کتبات میں السلطانی کا اضافہ کرتے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے بلند پایہ خوشنویس تھے اسی وجہ سے تذکرہ نگاروں نے آپ کو (منشی ابوالقاسم ابواولی کے اتباع میں) قبلۃ الکتاب، یا زبدۃ الکتاب، یا سلطان الخطاطین مولانا نظام الدین سلطان علی لکھا ہے۔ سلطان علی مشہدی نے تاریخ تیموری کی تیاری میں کمال الدین بہزاد کے ساتھ مل کر کام کیا تھا اور علی شیر نوائی کے حکم سے کئی کتابیں لکھیں۔

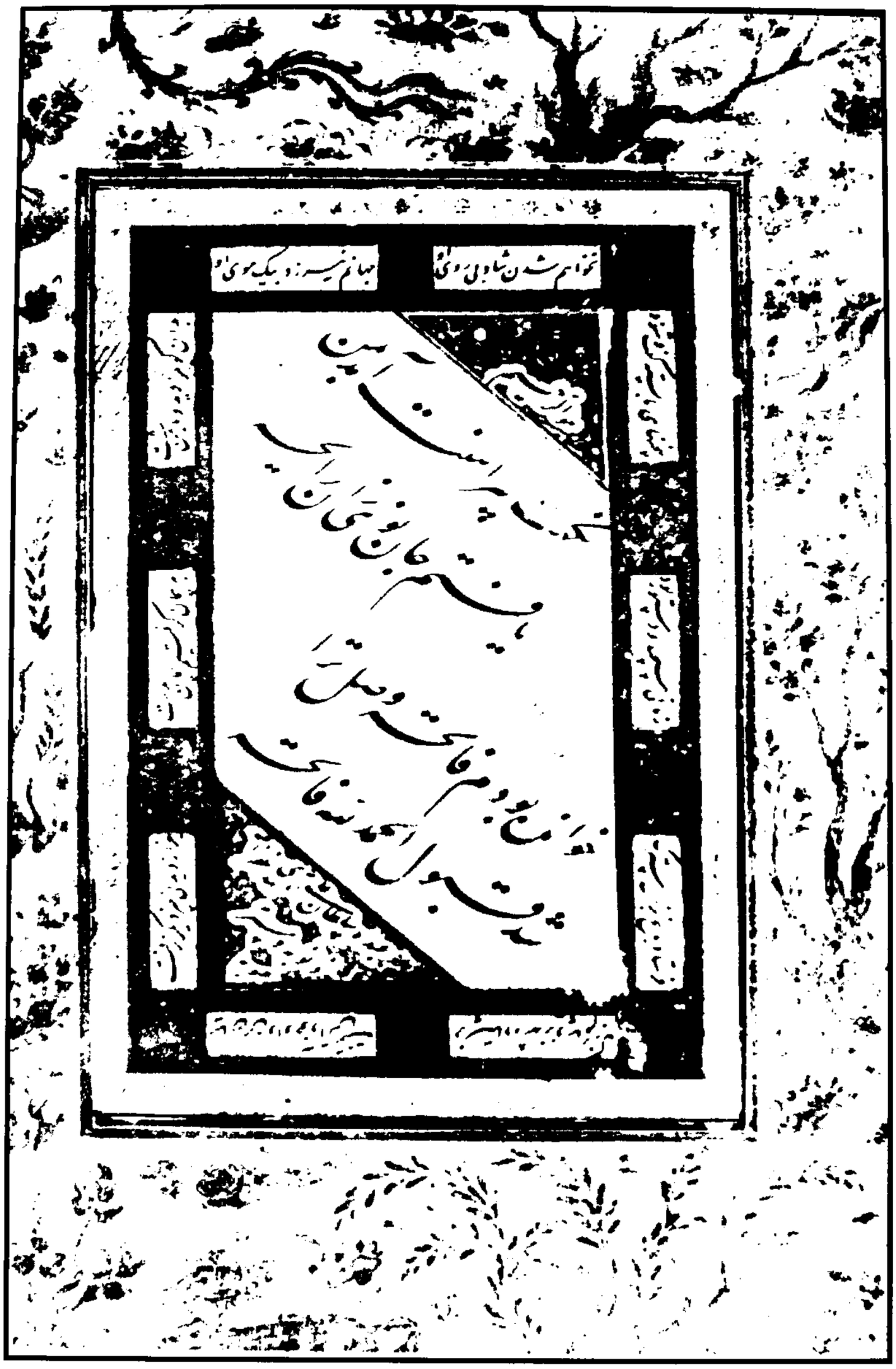
سلطان علی مشہدی نے اس طویل عرصے میں ہزار ہا نمونے اپنے خط کے لکھے جن میں سے سیکڑوں بصورت کتاب اور پھر ان میں سے کچھ مصور بھی ہوئے جن کو اعلیٰ مذہبین (طلاکار) مصور، ورّاقین (وصلی ساز) اور ماہر جلد سازوں نے تیار کیا تھا۔ یہ نُسخے آج دنیا کے ہر گوشے میں کتب خانوں، عجائب گھروں کی زینت اور شائقین فن کتابت کے پاس محفوظ ہیں۔

دیوان حافظ کے ایک نسخہ پر عبارت تحریر ــــــ ''برائے شمس الدین کوکلتاش کتابت کردہ''

یہ نسخہ کابل کے ملی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (سرگزشت خط نستعلیق)

جب سلطان حسین میرزا بایقراء کا ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں انتقال ہوا تو اس کی اولاد میں نااتفاقی پھیل گئی تو اس موقع سے فائدہ اٹھا

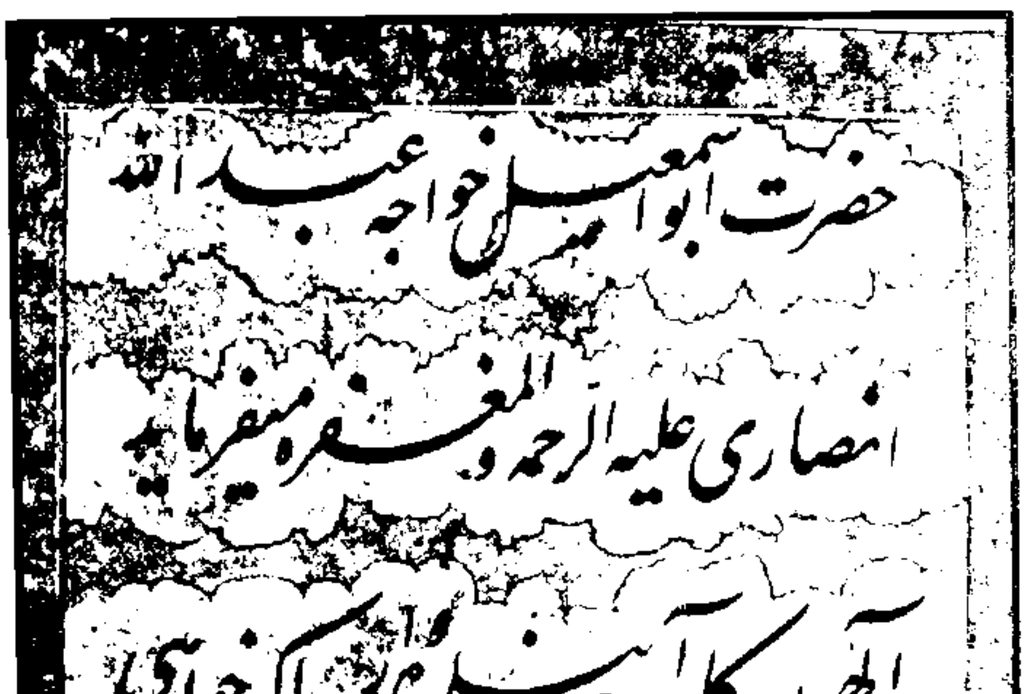
Marfat.com



نمونه خط سلطان علی المشهدی

Marfat.com




حضرت ابو اسمعیل خواجه عبد الله
انصاری علیه الرحمه و المغفره میفرماید
الهی در گاه آمدم بیدل و درمانده اگر خواهی
عزیز دار و اگر خواهی مران آلهی همه از تو
تر پسند و من از خود زیرا که از تو همه
نیک آید و از من همه بد والسلام
عبد سلطان علی المشهدی

نمونه خط سلطان علی المشهدی



نمونه خط سلطان علی المشهدی

Marfat.com



نمونہ خط سلطان علی

Marfat.com

کر محمد شیبک خاں امیر بخارا نے ان سے ملک خراسان چھین لیا۔ جب ہرات پر شیبک خاں کا پورا تسلط ہو گیا تو تمام ارباب علم و ہنر جو سلطان حسین بایقراء سے وابستہ تھے محمد شیبک خاں کے دربار میں حاضر ہو گئے جن میں مولانا سلطان علی مشہدی، کمال الدین بہزاد اور دیگر کتاب، وراق اور مصور شامل تھے۔ شیبک خاں جاہل بادشاہ شمار ہوتا تھا مگر وہ اپنے آپ کو زبردست عالم اور کامل فن سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ استاد بہزاد اور مولانا سلطان کے قطعات کو قابل اصلاح تصور کر کے اصلاح دیا کرتا تھا۔

شیبک خاں کی درازدستیوں سے تنگ آ کر بہزاد سے مشہد جا کر گوشہ نشین ہو گئے اور مشہد میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

سلطان علی محمود بخاری

آپ میر علی ہروی کے شاگرد تھے۔ خوشنویسی کے علاوہ صنعت طرکاری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے کتابت کردہ نسخے کتاب خانہ سلطنتی سابق میں محفوظ ہیں (احوال و آثار خوشنویسان)

سلطان علی مشہدی کے تلامذہ

مولانا سلطان علی مشہدی کے تلامذہ کے ضمن میں حیدر دوغلات نے ''تاریخ رشیدی'' میں مندرجہ ذیل تلامذہ کا ذکر کیا ہے:

۱. مولانا علاء الدین	۲. مولانا سلطان محمد	۳. مولانا زین الدین محمود
۴. مولانا سلطان محمد نور	۵. محمد ابریشمی	

ڈاکٹر مہدی بیانی نے ''آثار و احوال خوشنویسان'' میں متذکرہ بالا تلامذہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کو بھی آپ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔

۱. پیر علی جامی	۲. محمد قاسم شادی شاہ	۳. عبدی نیشاپوری
۴. شاہ محمود نیشاپوری	۵. میر ہبۃ اللہ کاشانی	۶. محمد مذہب رستم خراسانی
۷. ملا غیاث الدین	۸. ملا محمد	۹. مقصود علی ترک
۱۰. جلال الدین محمود	۱۱. عبدالواحد مشہدی	۱۲. شیخ نور الدین پورانی
۱۳. جمشید نعمانی	۱۴. شمس الدین محمد کرمانی	۱۵. عبدالصمد

تاریخ رشیدی کے مصنف کے بقول مولانا مشہدی کے تلامذہ میں سوائے مولانا علاء الدین محمد کے کوئی بھی آپ کی طرح کتابت میں فوقیت نہیں رکھتا تھا۔ علامہ ابوالفضل نے نستعلیق کے اُستادوں میں مولانا محمد اور ہجرانی کا نام بھی لیا ہے۔



نمونہ خط سلطان علی الیعقوبی

Marfat.com

سلطان علی مشہدی کے ہمنام کاتب

۱۔سلطان علی فانی، ۲۔سلطان علی تبریزی، ۳۔سلطان علی خراسانی (مشہدی)، ۴۔سلطان علی قزوینی۔

ان چاروں خوشنویسوں کی وصلیاں ہنداور پاکستان میں بکثرت وجود ہیں۔مگر سلطان علی مشہدی ان سب کے سردار تھے۔ان کے علاوہ محمد مراد کشمیری شیریں قلم بھی سلطان علی مشہدی اور میر علی تبریزی کے مماثل تسلیم کئے گئے ہیں۔(تحقیقات ماہر حصہ دوم ص ۱۰۳)

سلطان علی مشہدی، مولانا

آپ کے والد کا نام محمدی تھا۔سات سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ نے پرورش کی۔ اوائل عمر میں بیس سال تک مشہد میں تعلیم کے ساتھ صبح وشام کتابت کی مشق روز کا معمول تھا اکثر اوقات روزہ رکھتے اور آستانہ امام الرضاؑ پر حاضر ہوتے اور والدہ کی خدمت کرتے تھے۔بچپن ہی سے فن خوشنویسی کی رغبت اور اس کا شوق غالب تھا ابتداء میں میر مفلسی سے خط کی تعلیم حاصل کی۔مفلسی کا شمار مشہد کے عارفین میں ہوتا تھا۔اس کے بعد ہرات میں قیام کر کے مولانا اظہر سے فن کی تکمیل کی۔امیر علی شیر نوائی (۸۴۴-۹۰۶ھ / ۱۴۴۰-۱۵۰۰ء) نے ان کی شہرت سے متاثر ہو کر خدمت کتابت کے لئے اپنے دربار میں رہنا پسند کیا۔ آپ کو امیر، وزیر اور شاعر مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی (متوفی ۸۹۶ھ/۱۴۹۰ء) کی صحبت اور مولانا کمال الدین بہزاد (مشہور مصور) کی رفاقت نصیب ہوئی۔

سلطان علی نام کے دوسرے خطاط

سلطان علی مشہدی کے معاصرین بعض دیگر کاتب بھی اسی نام سے موسوم تھے۔اور دیگر مقامات پر فرائضِ کتابت انجام دیتے تھے جن میں خاص کر قابل ذکر یہ حضرات ہیں:

سلطان علی ادیبی خراسانی، سلطان علی خوارزی، سلطان علی شیرازی وغیرہ ان کے کارنامے عجائب گھروں اور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

Marfat.com



نمونہ خط سلطان محمد نور

Marfat.com



نمونہ خط سلطان محمد نور

Marfat.com

سلطان فیروز شاہ بہمنی

دکن کا مشہور نیک نام بادشاہ تھا۔ اکثر علوم خصوصاً حکمت وتفسیر طبعی اور نظری میں کامل ومابر اور اصطلاحات صوفیہ سے باخبر تھا۔ ور متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا خود بھی موزوں طبع تھا اور عروضی تخلص تھا۔ عربی، فارسی، ترکی کے علاوہ دکن کی تمام زبانوں سے واقف تھا۔ اور خط نسخ بہت اچھا لکھتا تھا۔ باوجود کثرت کار سلطنت کے ہر روز جُز کے پانچویں حصے قرآن کی کتابت کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ علماء وفضلا اور شعراء کا ازدحام رہتا تھا اور ان کے ساتھ برادرانہ سلوک تھا۔ پچیس سال سریر آرائے سلطنت [1] ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء میں راہی ملک بقا ہوا۔

سلطان محمد تغلق

جمیع علوم معقول خصوصاً علم طب، حکمت، نجوم، ریاضی اور منطق میں مہارت تمام حاصل تھی۔ اور فصاحت اور شیریں کلامی، [illegible] سخاوت وہمت میں بے نظیر تھا۔ فن خطاطی میں شہرۂ آفاق اور یگانہ دہر تھا۔ مکاتبات اور مراسلات عربیہ وفارسیہ ایسا قلم [illegible] اور خوشخط لکھتا تھا کہ منشیان قلم دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ لیکن اس کے یہ سب قہر وسیاست، خونریزی ناحق اور تشدد تخریب [illegible] سیاہ پردے میں چھپے ہوئے تھے ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء میں تخت نشین ہوا اور ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء میں خلق خدا نے اس کے ظلم سے نجات پائی۔

سلطان محمد خنداں

آپ کا شمار خراسان کے نستعلیق نگاروں میں ہوتا ہے۔ تمام عمر ہرات میں میر علی شیر نوائی کی خدمت میں گزاری۔ طبیعت لطیف اور بے تکلف پائی تھی۔ مزاج عیش پسند تھی۔ ہر وقت ہنسنے اور ہنسانے کی وجہ سے لقب خنداں پڑ گیا تھا۔ آپ کو شعر گوئی، معمہ اور موسیقی میں دخل تھا۔ بانسری بہت اچھی بجاتے تھے۔

[2] اخوند میر نے بیان کیا ہے کہ خط نستعلیق کے باکمال استاد تھے۔ سلطان علی مشہدی سے مشق کتابت کی۔ دوسرے شاگردوں کے مقابلے میں آپ کی روش کتابت استاد سے زیادہ قریب تھی۔ جب کوئی لکھا ہوا کتبہ مشہدی کے پاس بغیر نام پہنچتا آپ فرماتے یہ میر دیوانے شاگرد کا لکھا ہوا ہے یعنی وہ اس قدر آپ سے مانوس تھے کیونکہ خط میں بدرجہ اتم استاد کی تقلید کرتے تھے۔ آپ کو

Marfat.com

قطعات لکھنے میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے تلامذہ میں یاری شیرازی، محمد حسین باخرزی اور محمد قاسم شادی شاہ بیان کئے جاتے ہیں۔ محمد خندانؔ کے لکھے ہوئے اکثر نمونے بصورت کتاب اور قطعات میں ملتے ہیں۔ نسخہ ''دیوان شاہی'' کا ترقیمہ اس طرح لکھا ہے ''کتبہ العبد الفقیر المذنب سلطان محمد خندان غضر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ فی اوائل شہر ربیع الاول سنۃ ست وعشرین وتسعمائۃ''

سلطان محمد شاہ بہمنی

دکن کا مشہور بادشاہ تھا جو نو برس کی عمر میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا خوشنویس تھا اور فیروز شاہ بہمنی کے بعد خاندان بہمنیہ میں سب سے زیادہ قابل فرمانروا تھا۔ ۱۳/ذیقعدہ ۸۷۶ھ/۱۴۷۱ء کو تخت پر بیٹھا اور یکم صفر ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء کو انتقال ہوا[1]۔

سلطان محمد نور بن نور اللہ

معروف بہ سلطان محمد نور، بزرگ اور فاضل ترین تلامذہ سلطان علی مشہدی میں شمار ہوتے تھے۔ امیرؔ علی شیر نوائی کے شعبہ کتابت میں ملازم تھے۔ بیان کیا ہے کہ مشہدی کے تلامذہ میں سے کوئی بھی آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچا۔ مشہدی فرط محبت سے فرزند خود کہتے تھے ہرات کے باشندے تھے زیادہ تر وہیں رہے۔ خط پر پوری قدرت تھی۔ آپ کے ہاتھوں کا کتابت کردہ نسخہ ''دیوان حافظ'' کتب خانہ مجلس شورا میں محفوظ ہے۔ اخیر عمر میں بخارا کا سفر کیا اور بعمر ترسیٹھ سال (۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء) انتقال ہوا۔ نستعلیق لکھنے والوں میں بیمثل تھے[2]۔

سلطان محمود بخاری

بقول صاحب ''مناقب ہنروران'' آپ میر علی ہروی کے شاگرد تھے۔ نستعلیق لکھنے کے علاوہ طلا کاری میں بھی ماہر تھے۔ آپ کا تحریر کردہ قطعہ ایران کے کتب خانے میں موجود ہے جو شباہت خط میں میر علی ہروی کے مثل ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ــــ

''کتبہ العبد سلطان محمود غفر ذنبہ[1]''

Marfat.com

سلطانم بانو صفوی

شاہ اسمٰعیل (اول) صفوی کی دختر تھیں۔ بقول صاحب ''گلستان ہنر'' خط کی تعلیم دوست محمد سے حاصل کی تھی آپ کے تحریر کردہ دو قطع ''از مرقع بہرام میرزا'' کتاب خانہ خزینۂ اوقاف استنبول میں محفوظ ہیں جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے ___ ''کتبہ سلطانم بنت اسمٰعیل الصفوی[۲]''

سلیم نیشاپوری

(متوفی ۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء) آپ نے فن کتابت شاہ محمود نیشاپوری سے حاصل کیا۔ اس کے بعد جلال الدین حیدر استرآبادی سے استفادہ کیا۔ (خط وخطان ص ۲۴)

سیج بھان

خط نستعلیق میں آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے اور خط شکستہ کفایت خاں سے سیکھا تھا ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء میں فوت ہوئے۔ (تحقیقات ماہر ج ۲)

سید احمد الحسینی شمع ریز

آپ نے براہ راست مولانا میر علی ہروی سے کتابت نستعلیق کی تعلیم حاصل کی آپ کے والد آستانہ رضویہ (مشہد) کی شمع ریزی کی خدمت پر متعین تھے۔ اسی نسبت کی وجہ سے آپ کو بھی مشع ریز کہتے تھے۔ مشہد سے ہرآت جا کر میر علی کی خدمت میں زمرۂ تلامذہ میں داخل ہو گئے۔ ذوق خداداد اور کثرت مشق سے خط نستعلیق میں اس قدر ترقی کی کہ میر علی اور آپ کے خط میں امتیاز مشکل تھا۔ جب میر علی ہراتی سے ہجرت کر کے بخارا چلے گئے تو سید احمد نے بھی بخارا کا عزم کیا۔ پہلے آپ پیادو پا بلخ گئے اور وہاں سے بخارا پہنچے۔ استاد میر علی کے توسط سے کتاب خانہ عبدالعزیز خاں (ازبک) میں کتابت کے کام پر مامور ہو گئے۔ مصنف ''قوانین خطوط'' جو آپ کے معاصر تھے لکھتے ہیں:

''میر علی بخارا میں مقیم تھے تو سید احمد بھی وہاں آ گئے اور مدت دراز تک خط میں اصلاح لیتے رہے۔

میر علی کی وفات کے بعد اپنے وطن مالوف مشہد واپس آ گئے۔اس کے بعد آپ شاہ طہماسپ (صفوی) کے دربار تبریز گئے۔ ہندوستان کا سفر بھی کیا ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا''۔

قاضی احمد قمی (گلستانِ ہنر) کا بیان ہے کہ میں دو مرتبہ مشہد گیا اور دونوں دفعہ میں نے بحسنِ عقیدت میر سید احمد سے خط کی اصلاح لی اور آپ کے تلامیذ میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے میرے لئے مفردات حروف اور مرقعات میرے نام پر تحریر فرمائے اور مدت تک یہ تحفہ میرے پاس محفوظ رہا۔

مشہد مقدس میں آپ کے تلامیذ میں مولانا حسن علی اور مولانا علی رضا نستعلیق لکھنے میں ماہر تھے۔

مصنف ''مناقب ہنروران'' نے محمد رحیم مشہدی، مولانا قاضی، محمد حسین تبریزی اور بابا شاہ اصفہانی کو شاگردان میں شمار کیا ہے۔ شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ مجاز ہیں[1]

محمد یوسف سدیدی حافظ آپ عصر حاضر کے عظیم خطاط موضع بھون ضلع چکوانی میں پیدا ہوئے۔ لاہور تشریف لے آئے اور مسجد وزیر خاں میں قاری محمد طفیل سے قرآن حفظ کیا۔ آپ نے لاہور میں جدید طرز نستعلیق کے بانی عبدالمجید پروین رقم سے ملاقات کی اور منشی محمد شریف لدھیانی سے خط نستعلیق میں اصلاح لینا شروع کی آخر باکمال خطاط بن گئے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ نے علامہ اقبال کے مزار کے لئے خط ثلث اور کوفی میں کتبات لکھے۔ حافظ محمد یوسف سدیدی ساری زندگی فن خطاطی میں خوب سے خوب تر کی جستجو میں کو شاں رہے۔ ثلث، کوفی، دیوانی اور رقعہ کے لئے عالم اسلام کے عظیم خطاطین کے نمونوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور نت نئی راہیں تلاش کیں اور اپنے فن کے خود ہی شناخت بن گئے ان کی خطاطی کے شہ پارے معروف مقامات لاہور مینار پاکستان، مزار اقبال، مزار قطب الدین ایبک، داتا دربار ثبت ہیں۔ اس کے علاوہ سیکڑوں کتابوں کے حسین و جمیل سرورق اور سرکاری دستاویزات بھی ان کی مرجع کاری کی شاہد ہیں۔

سید احمد طباطبائی

خط نسخ کے نہایت لاجواب خوشنویس تھے قرآن شریف لکھا کرتے تھے سید صاحب لکھنؤ میں فوت ہوئے۔ اور مقبرہ ان کا راج گھاٹ کے کنارے دریائے گومتی پر تعمیر ہوا۔

Marfat.com

سید انور حسین نفیس رقم

آپ پاکستان کے بزرگ ترین خطاط ہیں۔ عموماً اردو یا فارسی میں اپنے کتبات پر نفیس رقم اور عربی خط کے نمونوں پر نفیس الحسینی لکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز تک پہنچتا ہے لاہور میں خطاط الملکِ تاج الدین زرین رقم کی بیٹھک کاتباں میں خطاطی کی باقاعدہ مشق شروع کی اور لاہور میں پرائیوٹ طور پر خطاطی کا کام کیا۔ ۱۹۷۰ء سے اب تک گھر پر ہی خطاطی کرتے اور طلبہ کو اصلاح دیتے ہیں شاہ صاحب ایک ماہر خطاط ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ صوفی بزرگ اور شیخ طریقت بھی ہیں اور مشہور صوفی بزرگ شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ مجاز ہیں[۲]۔

سید حسن رضا

ولد سید حسن شاہ۔ آپ قاضی میر حیدر کے پوتے تھے۔ میر حیدر فاضل اور درویش کامل تھے۔ محلّہ ذخیرہ بریلی میں آپ کا مزار ہے۔ سید حسن رضا نے فارسی اور سنسکرت میں خوب نام پیدا کیا اور انگریزی میں قانون پڑھا برٹش گورنمنٹ میں سررشتہ داری سے ملازمت شروع کر کے ڈپٹی کلکٹر ہوئے۔ خط نسخ کے باکمال استاد تھے۔ ان کے لکھے ہوئے وقفی قرآن موجود تھے۔ پچاس برس تک تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ نواب خلد آشیاں نے تحصیل سوار میں تحصیلدار مقرر کر دیا تھا۔ شوال ۱۸۸۰ء میں تحصیل مِلک میں انتقال ہوا۔ جنازہ رامپور لایا گیا۔ مسجد کے قریب دفن ہوئے[۱]۔

سید ذوالفقار

آپ کا نام سید قوام الدین بن حسن بن صدرالدین علی تھا۔ سید ذوالفقار کے نام سے مشہور تھے آپ سلطان محمد بن تکش خوارزم شاہ کے عہد کے شاعر اور خوشنویس تھے آپ کا انتقال ۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء میں[۲] ہوا۔

سید شہزادہ علی

مولوی الٰہی بخش رقم کے شاگرد اور محمد میاں ذوقی (مشہور شاعر) کے والد تھے تمام زندگی نستعلیق کی مشق کرتے رہے۔ مڈل اسکول محلّہ ٹھوٹر میں ابتدائی درجہ کے طلبا کو پڑھاتے تھے۔ میں نے معلوم کیا کہ آپ نے کبھی اجرت کا کام بھی کیا فرمایا ایک چپراسی



نمونہ خط سید شہزادہ علی متوفی ۱۹۵۴ء

(چھوٹی لوح) کی کتابت کی تھی جس کی اجرت صرف چار آنے تھی وہ اجرت بھی نہیں ملی۔ ۱۹۵۴ء میں قلب کا دورہ پڑنے پر ملک علوم سدھارے۔ مزار شاہ وزیر علی میں دفن ہوئے۔ سید احمد

سید عبدالباقی

صبائی تخلص خواجہ مودود چشتی کی اولاد سے تھا۔ اکثر خطوط میں مہارت کامل تھی۔ شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں ملازمان شاہی میں منسلک تھا۔

سید عزت علی

بن رجب علی بن میر غوث علی (بیخ آبادی) آپ کا خاندانی شجرہ امام رضاؑ تک پہنچتا ہے۔ آپ نستعلیق کے باکمال استاد تھے جلی اور خفی بے مثال لکھتے تھے خط غبار اور خط معکوس لکھنے پر مہارت تامہ تھی پچھتر برس تک بغیر چشمہ لکھتے رہے۔ حروف کی ساخت کی نیز ان بذریعہ نقاط عبور کامل تھا۔ نواب حامد علی خاں بہادر (جنت مکان) نے نواب سید رضا علی خاں بہادر (فردوس مکیں) کا استاد مقرر کیا تھا کہ خط نستعلیق کی مشق کرائیں۔ فن طلاکاری کے ماہر تھے۔ مصحف منسوب بہ حضرت علیؓ (محفوظ رامپور رضا لائبریری) اس پر عمل طلاکاری اور جدول کشی اور نقوش مزینہ آپ کے فن کی مثال ہے ۱۹۴۲ء میں یہ کام آپ اور آپ کے فرزند سید سعادت علی نے رضا علی خاں کے ایماء پر کیا تھا اس کام کے بعد تاحیات ڈیوٹی معاف کردی تھی۔ اور گھر بیٹھے تنخواہ جاری کردی تھی اس مصحف کے علاوہ آپ کے سیکڑوں کتبات اور وصلیاں کتب خانہ سرکاری میں محفوظ ہیں۔ علوم عربی و فارسی کے سند یافتہ تھے۔ مفت تعلیم دیا کرتے تھے اور تلامذہ کے ساتھ مودبانہ سلوک تھا۔ بڑے رفیق القلب تھے کسی کے دکھ کے بارے میں سن کر یا اس کے دکھ کو دیکھ کر اشکبار ہو جایا کرتے تھے۔ ہلکے پھلکے اور بوٹے قد کے تھے۔ عزت علی ہر فن میں طاق تھے۔ گھڑی سازی مہرکنی اور پتھروں پر کندہ کاری اور وصلی سازی دلچسپ مشغلہ تھا۔ راقم السطور نے تمام فنون ان سے حاصل کئے۔ ۱۹۵۴ء میں اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ آقا عبدالرشید کا وہ چراغ جو نسل در نسل فروزاں تھا گل ہو گیا۔

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

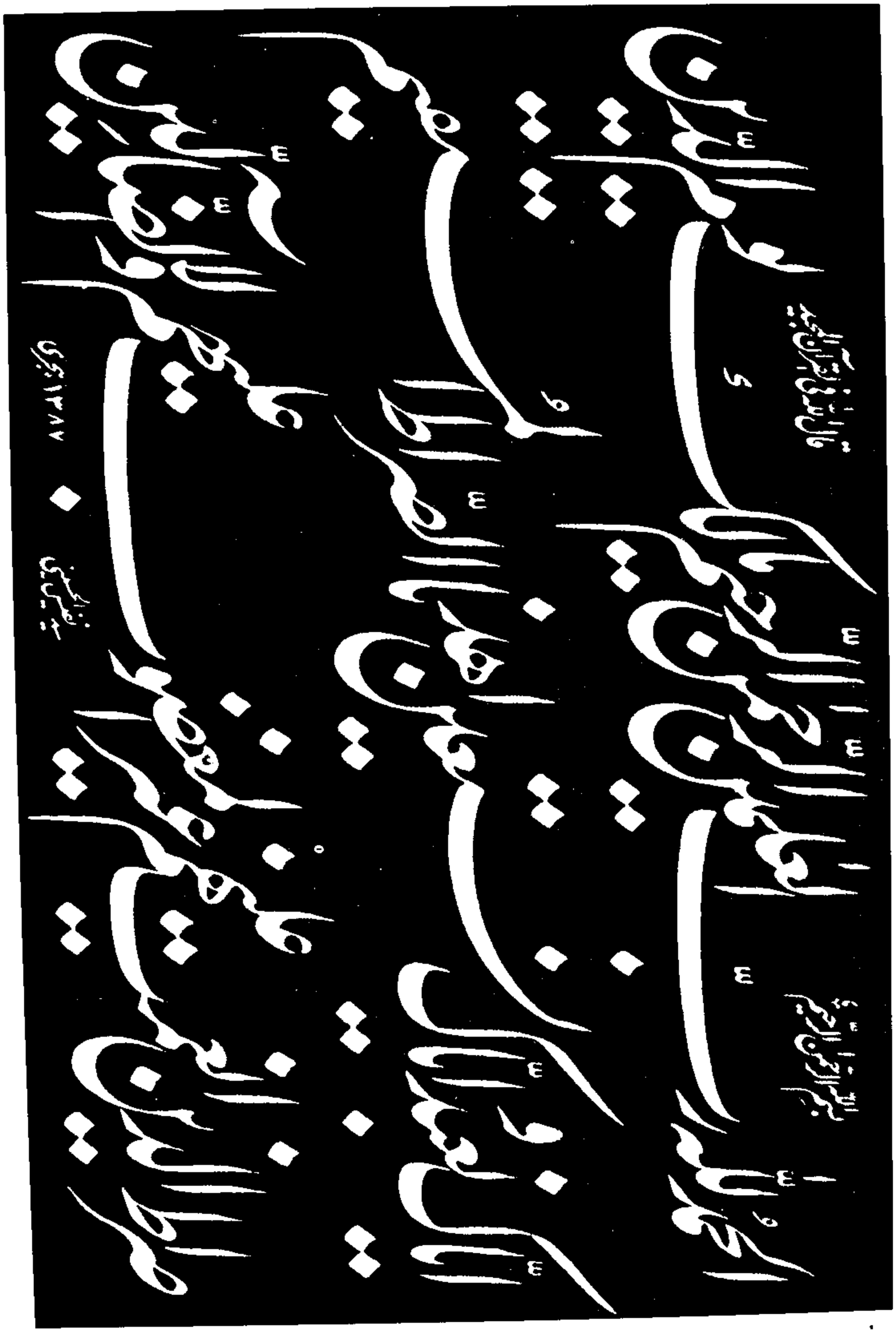
سید علی مرزا

نواب معتمد الدولہ آغا میر کے چچا زاد بھائی تھے خوش نویسی میں کمال درجہ حاصل تھا۔ ایک بار مکہ معظمہ سورت پاس مکہ بادشاہ کے حضور پیش کیا اور خراج صدر تھا۔

سید محمد امیر رضوی (مشہور میر پنجہ کش)

محمد میر بن صاحب میر مشہور میر پنجہ کش۔ خوشنویسان دہلی میں یہ اخیر استاد تھے۔ صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ نیک چلن نیک طینت، مہذب اور خلیق تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ فن خوشنویسی کے ذوق کے ساتھ پنجہ کشی، کشتی اور بانک چلانے کا بھی شوق تھا۔ خطاطی کے ساتھ مصوری، نقاشی، لوح، جدول نگاری، صحافت اور سنگ تراشی میں استاد کامل تھے۔ ایک فرد واحد میں یہ

Marfat.com



نمونہ خط سید نفیس الحسینی

Marfat.com

جامعیت انتہائی کمال کی دلیل ہے۔ میر صاحب ابتداء میں فلاطونؔ نامی امیر کے معلم تھے نستعلیق قدماء کی طرز پر لکھتے تھے۔

مولانا غلام محمد (صاحب تذکرہ خوشنویسان) لکھتے ہیں کہ جب میں نے اس سید زادے کو ہونہار دیکھا تو ہدایت کی کہ میاں تم آقا عبدالرشیدؔ کی طرز پر لکھا کرو۔ لیکن اس زمانے میں آقا رشیدؔ کی وصلیاں نایاب تھیں کوئی شخص ان کو دینا بلکہ دکھانا بھی ناپسند کرتا تھا (ہر شخص کو ان کے تلف ہو جانے کا خطرہ تھا) لیکن میں نے سیدؔ کو آقا رشید کی وصلیاں دیدیں جس کو سامنے رکھ کر سید زادے نے مشق شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر صاحب استاد ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے کافی ذخیرہ وصلیوں کا جمع کر لیا۔ یہ سید صاحب کی خوش نصیبی تھی کہ آقا کی وصلیاں ان کو کم داموں پر مل گئیں جس کو انہوں مطلاً اور مذہب کیا۔ ان وصلیوں کی ہو بہو نقل شروع کی اور ان پر آقا عبدالرشید کا نام لکھ دیا۔ چنانچہ یہ وصلیاں آقا رشیدؔ کے نام سے فروخت ہوئیں اور کوئی بھی اصل اور نقل میں تمیز نہ کر سکا۔ میر صاحب نے اپنی فنی کمال سے آقا رشید کو زندہ و جاوید کر دیا اور خود مالی نفع اٹھایا۔ میر صاحب ہر سال ماہ محرم میں آقا عبدالرشید کا عرس کیا کرتے تھے۔ جس میں تمام خوشنویس جمع ہوتے اور فاتحہ کے بعد علمی تذکرے شروع ہوتے تھے جس میں علم الخط پر بحث ہوتی تھی۔ میر صاحب نے نامور شاگرد تیار کئے۔ مہاراجہ الورؔ نے میر صاحب سے گلستاں لکھوائی تھی اور اس پر نامی مصوروں نے ہر حکایت کے متعلق تصویریں بنائی تھیں یہ نسخہ سترہ[۱۷] سال میں تیار ہوا تھا۔

افسوس ایسا باکمال فن کار ۱۸۵۷ء میں کسی باغی کی گولی سے شہید ہو گیا۔ (تحقیقات ماہر جلد دوم صفحہ ۱۵۳)

سید محمد ناظر علی

آپ متنبّیؔ اور شاگرد میر عوضؔ علی تھے نواب یوسفؔ علی خاں (فردوس مکان) اور نواب کلب علی خاں (خلد آشیاں) کے عہد کے نامور خوشنویس تھے۔

سیف الدین اسفرزنگی

آپ عہد سلطان سنجر (۵۱۱۔۵۵۰ھ/۱۱۱۷۔۱۱۵۵ء) کے نامور خوشنویس تھے اور خطوط کی مختلف طرزوں کے ماہر تھے۔ زمانہ چنگیز خاں میں آپ کی اولاد نے رقاع اور دوسرے خطوط کو مروج[۱] کیا۔

Marfat.com

سیمی نیشاپوری

عرف محمد فرزند علی نیشاپوری آپ فن خوشنویسی کے ساتھ شاعر بھی تھے سرعت قلم (زودنویسی) میں بیمثال تھے اور دوسرے فنون سے بھی آراستہ تھے۔ عہد بایسنغر میرزا بقید حیات تھے۔ (احوال وآثار خوشنویسان ۱/۴۹۷)

Marfat.com

ش

شاداں، لکھنوی

شاداں لالہ بودہ سنگھ فرزند لالہ روپ، شعر بھی کہتے تھے اور بقول صاحب ''تذکرہ روز روشن''، نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔

(احوال وآثار)

شاہ اعزاز الدین

اوائل عمر میں فرصت کی وجہ سے دوسرے پیشوں میں مشغول رہے۔ نوجوانی میں خط نستعلیق کی مشق آقا عبدارشید دیلمی کے اسلوب کتابت پر شروع کی۔ آقا رشید کی وصلیاں کم قیمت پر مل گئی تھیں ان کو سامنے رکھ کر کثرت مشق کے سبب ترقی کر کے شہرت کی منزل پر پہنچے۔ اپنی تحریر کردہ وصیلوں پر اپنا نام نہیں لکھتے تھے۔ عمر کے اخیر حصے میں شاہ صاحب سے بیعت ہو گئے تھے۔ نسبت شیخ اور صحبت عالیہ سے حقیقت کی طرف مائل ہو گئے[1] تھے۔

شاہ حسین شہابی

آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ خط نستعلیق میر عماد حسنی کی طرز پر لکھتے تھے۔ (احوال وآثار)

شاہ خلیل اللہ

سہ ''نثر ظہوری'' میں کاتب حضرت شاہ خلیل اللہ کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے نستعلیق لکھنے میں دوسرے کاتبوں پر سبقت حاصل کی تھی۔ وہ عالم نوجوانی میں شاہ عباس صفوی والیٔ ایران کے یہاں گئے تھے اور اس کے تالیق مقرر ہوئے۔ جب شاہ عباس نے خراسان سے نکل کر عراق کا ارادہ کیا خلیل اللہ شاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے یہاں بیجاپور آ گئے تھے اور اپنی باقی ماندہ زندگی یہیں گزاردی اور خوب نام پیدا کیا۔ شاہ خلیل اللہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر ایران بھی گئے تھے۔

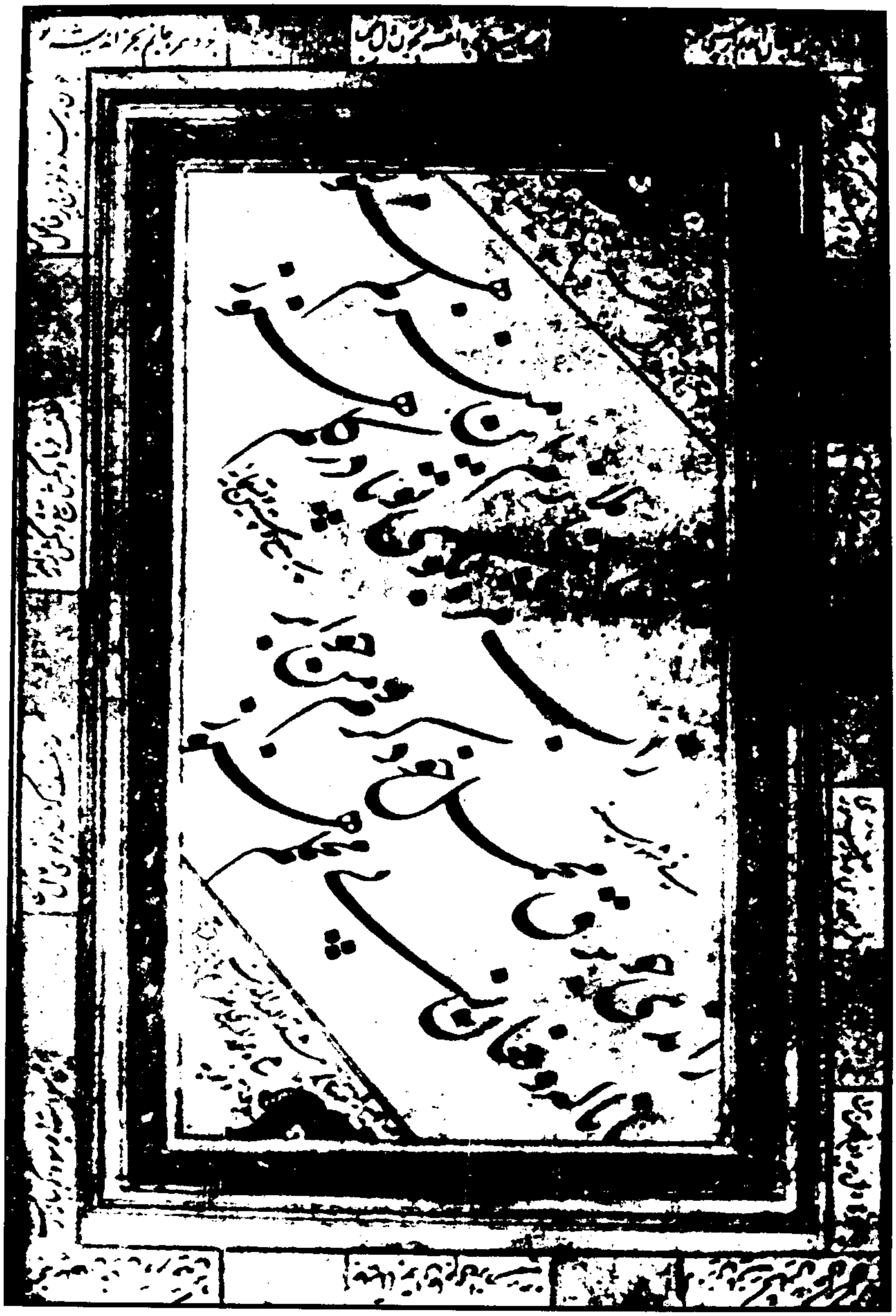
بیجاپور میں آپ نے ''نورس نامہ'' کی کتابت بڑے ذوق وشوق سے کی اور بادشاہ کی خدمت میں اسے مکمل کر کے

Marfat.com



نمونہ خط شاہ محمود نیشاپوری

Marfat.com



نمونه خط شاه محمود المشهدی

Marfat.com

۱۰۲۷ھ/۱۶۱۷ء میں پیش کیا سلطان آپ کے اس اعلیٰ کارنامے بیحد خوش ہوا اور آپ کو ''بادشاہ قلم'' کا خطاب عطا ہوا اور دربار میں تخت کے برابر جگہ دی اور دیگر اعزازات سے[۲] نوازا۔

شاہ شجاع

اصل نام محمد تھا اور شاہجہاں کے دوسرے فرزند تھے۔ اور اُنہوں نے بنگالہ کی فرمانروئی کا عہدہ مرحمت فرمایا اور دو سال (۱۰۶۸-۱۰۷۰ھ / ۱۶۵۷-۱۶۵۹ء) تک وہاں رہے آپ کا تحریر کردہ قطعہ بخط نستعلیق نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔

''راقمه محمد شاه شجاع بصر الله بعیوب نفسه وستر الله عیوبه'' کتبه محمد شاه شجاع ابن صاحبقر ن ثانی نقل من خط استاذی مولانا میر علی۔

شاہ عبدالنبی مجذوب

آپ کسی مکان میں سکونت نہیں رکھتے تھے کبھی کسی گوشے یا سایۂ دیوار میں پڑے رہتے تھے مولوی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ مسجد اکبرآباد (دہلی) میں ساکن تھے اور مسجد کے سامنے ایک نہر واقع تھی اس نہر کے کنارے باوجود غلبہ جذب کے اکثر نماز پڑھتے اور خط نسخ میں قرآن مجید کی کتاب کرتے رہتے تھے ستر سال تک بقید حیات رہے[۱]۔

شاہ علی اکبر

فرزند حیدر خان رفیق عمدۃ الملک امیر خاں عالم گیر شاہی زمانہ دراز تک باپ کے ساتھ کابل میں رہے اس کے بعد عظیم آباد پٹنہ آئے اور آقا حسین کے نزدیک اقامت اختیار کی اور رشتہ دامادی میں داخل ہوگئے۔ قلندرانہ وضع سے رہتے تھے۔ شاعر اور مختصر صاحبِ دیوان تھے۔ خط نستعلیق و شکستہ نستعلیق اور خط نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۱۵۷ھ / ۱۷۴۴ء میں فوت ہوئے۔ (احوال و آثار ج۔۱)

شاہ محمد مشہدی

(متوفی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) آپ مالک دیلمی کے نستعلیق میں شاگرد تھے۔ شاہ محمد شعر بھی کہتے تھے واثقی تخلص تھا۔ ''صد کلمے امیر المؤمنین'' آپ نے کتابت کئے تھے۔ کتاب خانہ سلطنتی سابق میں محفوظ ہیں۔ سال وفات ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء لکھا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ سنہ میں حیات تھے۔ (مناقب ہنروران ۱۲۵)

Marfat.com

شاہ محمد نیشاپوری، مولانا

آپ کا ذکر لکھنے والوں نے مفصل لکھا ہے۔ بعض نے آپ کو شیخ محمود زرین رقم سمجھ لیا ہے جو مولانا اظہر کے معاصر اور مولانا جعفر کے تلمیذ تھے۔ مولانا شاہ محمود نیشاپوری نے اپنے ماموں عبدی نیشاپوری ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ مولانا جعفر نے خط غبار میں ''خمسہ نظامی'' لکھنا شروع کیا تھا نا تمام رہ گیا۔ مولانا سلطان علی مشہدی کو اس کا علم تھا وہ فرمایا کرتے تھے اس قلم (یعنی قلم غبار) کا تراشنا ناممکن ہے۔ مگر شاہ محمود زرین قلم نے شاہ طہماسپ کے حکم سے اس خمسہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا تھا جس کی ہر لکھنے والے نے داد دی کہ کوئی خوشنویس بھی اتنی خفی اور پاکیزہ کتابت نہیں کرسکتا۔ کمال الدین بہزاد نے اس خمسہ کی تصاویر بنائی تھیں۔

مولانا شاہ محمود کی جادو نگاری بشکل ''خمسہ نظامی'' جو مصور، مزین اور مذہب ہے۔ یہ نادر اور نایاب نسخہ برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے جس کا نمبر ۲۲۶۵ ہے۔ ہنر زیباء ایران کا یہ نادر تحفہ بخط غبار طہماسپ صفوی کے لئے لکھا تھا اس میں میرزا علی، میر سید علی تبریزی، مظفر علی، سلطان محمد، آقا میرک نقاش اور بہزاد کی بنائی ہوئی تصاویر ہیں جن پر ان کے دستخط موجود ہیں۔

مصنف ''مناقب ہنروران'' (مصطفیٰ علی آفندی) نے بیان کیا ہے کہ شاہ محمود دربار شاہ اسمٰعیل صفوی سے منسلک تھے۔ جنگ چالدران میں جب شاہ اسمٰعیل کو شکست کا احتمال ہوا تو اس نے شاہ محمود اور کمال الدین بہزاد مصور کو ایک غار میں چھپا دیا تھا تا کہ ان دونوں پر کوئی آنچ نہ آئے اور جنگ کے بعد ان دونوں کو غار سے باہر نکالا۔ شاہ محمود نے شاہ اسمٰعیل کے لئے ایک نسخہ ''شاہ نامہ'' کتابت کیا تھا یہ نسخہ موجب خوشی اور قربت شاہ کا باعث ہوا تھا۔

ڈاکٹر مہدی بیانی نے اپنی کتاب ''احوال و آثار خوشنویسان'' میں شاہ محمود کے تقریباً پچاس منتخب نسخوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے کتابت کئے تھے دریافت ہو چکے ہیں:

شاہ محمود نے قرآن کریم کا ایک جُز (سورۃ فتح و مزمل) خط نستعلیق میں بقلم خفی کتابت کیا تھا اور ان سورتوں کے سر سورہ کو اعلیٰ خط ثلث میں لکھا جس کا ترقیمہ یہ ہے:

''کتبہ العبد المذنب شاہ محمود انیشاپوری غفر ذنوبہ وستر عیوبہ بدار السطنة تبریز''

شاہ محمود عمر کے آخری ایام میں مشہد آ گئے تھے اور وہاں آپ کا انتقال (۹۷۲ھ/۱۵۶۴ء) طویل عمر میں ہوا۔ آپ کو سلطان علی مشہدی کے قریب دفن کیا[1]۔ مشہدی کے ہمعصر خطاط جن کے کارناموں سے عوام روشناس نہیں ہوئی۔

Marfat.com

۱. ملا نظام بدر نیشاپوری	۲. محمود کاتب ہروی	۳. ملا حاجی
۴. خواجہ ابوالقاسم ولد شہاب الدین		

ان کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔ ۹۰۰ھ / ۱۴۹۴ء سے قبل میر علی شیر نوائی کے دائرہ علم میں بحیثیت کاتب موجود تھے۔

شاہ منصور

شاہ منصور بن سلطان مظفر (۷۹۰-۷۹۵ھ / ۱۳۸۸-۱۳۹۲ء) بادشاہ ایران، آپ شوکت وشجاعت اور علم و ہنر میں صاحب کمال تھے اور ہفت قلموں پر عبور کامل تھا۔ جو بھی لکھتے تھے خوبصورت اور دلچسپ ہوتا تھا۔ ممدوح حافظ شیرازی تھے[۱]۔

شاہ وارث علی

صوفیانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ہر ماہ کی چوتھی تاریخ کو رقص وسرور کی محفل گرم ہوتی تھی مرید اور بے تکلف احباب جمع ہوتے تھے۔ محلّہ کھاری باؤلی (دہلی) میں سکونت تھی۔ متقدین کے اصول پر لکھتے تھے۔ فرصت کے اوقات مشق کتابت میں گزراتے تھے۔ ۱۲۲۷ھ / ۱۸۱۲ء میں رحلت ہوئی[۲]۔

شجاع

شجاعؔ شیراز کے رہنے والے اور خط نسخ اور ثلث میں صاحب کمال تھے۔ ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء میں بمقام ٹھٹھہ وارد ہو کر خان خانان میرزا عبدالرحیم خاں کی ملازمت میں داخل ہوئے اور ترقی کر کے آخر کار کتب خانے کے مہتمم ہوئے[۳]۔

شرف الدین شامی، مولانا

ملک شامؔ کے رہنے والے تھے اور اعلیٰ خوشنویسوں کے زمرہ میں شامل تھے۔ صنعت خط پر ایک رسالہ ''تحفۂ خطاطین'' لکھا تھا جو یادگار ہے (مناقب ہنروران ۱۲۶)

Marfat.com

شرف الدین عبداللہ

عہد شاہجہاں کے کُتّاب میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ زیادہ تر مہروں اور پتھروں پر لکھتے تھے۔ خط تعلیق کے ماہر تھے۔

شکراللہ خلیفہ

(شکراللہ خلیفہ شیخ آماسی) اعلیٰ خوشنویس تھے اور شیخ حمداللہ آماسی کے داماد تھے۔ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء تک بقید حیات تھے بعد انتقال حمداللہ استاد کی قبر کے برابر سپرد خاک کیا۔ (مناقب ہنروران)

شکراللہ، میرزا

(مؤلف کلمات طیبات) نے لکھا ہے کہ آپ عہد عالمگیری کے کُتّاب میں سے تھے آپ کی والدہ حافظہ مریم اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔ شہزادی زیب انساء کی اتالیق ہونے کا فخر حاصل تھا۔

ہنود میں کشمیری پنڈت اور کایستھون نے بھی فن خطاطی میں کمال پیدا کیا تھا۔ دہلی، لکھنؤ اور آگرہ میں مشاہیر خطاط موجود تھے۔ ہنود میں حسب ذیل خطاط عہد عالمگیری میں تھے: پنڈت لچھمی رام، لالہ سکھدیو، منشی محبوب رائے، منشی کسل سنگھ

شمس الدین علی خاں جواہر رقم

سید علی خاں حسینی کے فرزند تھے اور جواہر رقم کے خطاب سے ممتاز تھے یہ خطاب کس نے دیا تاریخ خاموش ہے۔ فن کے لحاظ سے اپنے باپ کے شاگردوں کے بھی ہم پلّہ نہ تھے۔ ہدایت اللہ خاں زرین رقم ابتداء میں محمد حسین کشمیری کے متبع تھے پھر سید علی خاں حسینی کے شاگرد ہوئے۔ کتب خانہ عالمگیری میں داروغہ مقرر ہوئے۔ شہزادہ کام بخش اور اعظم شاہ کے فرزندان بھی ہدایت اللہ کے شاگرد تھے۔ قطعات نگاری میں بیمثل تھے۔ ''دیوان حافظ'' خفی قلم عالمگیر کے حکم سے لکھا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی وصلیاں بھی یادگار ہیں۔ ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۶ء میں فوت ہوئے (تحقیقات ماہر)

Marfat.com

شمس الدین محمد کاشی

اپنے زمانے کے مشہور خطاط تھے اور شہزادہ بایسنغر کے شعبہ کتابت سے وابستہ تھے شعر بھی کہتے تھے اور نوائی تخلص تھا۔ (مناقب ہنروران)

شمس الدین محمد کرمانی

یہ بیمثل خوشنویس تھے شاہ عباس ثانی کی طرف سے شمس الدین محمد کو ''صدر الکتاب'' کا عہدہ بخشا گیا تھا۔ ان کے ذمہ تحریروں کو سنوار کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنا ہوتا تھا۔ محمود بن محمد نے ''قانونِ خط'' میں لکھا ہے کہ شمس الدین محمد سلطان علی مشہدی کے تلمیذ تھے۔ مصنف ''ریحان نستعلیق'' لکھتے ہیں کہ شمس الدین محمد کرمانی بہت بڑے کاتب تھے۔ سلطان علی مشہدی کے انتقال کے بعد بعض ادھورے کاموں کو شمس الدین محمد نے پورا کیا۔

شنکر ناتھ نادر

خوبصورت، خلیق وصالح اور سعادت اطوار مہذب اور مودب تھے۔ کشمیر وطن تھا۔ فن شاعری کا بھی ذوق تھا اور تخلص نادر تھا۔ خط نستعلیق اور شفیعہ کی مشق غلام محمد ہفت قلمی سے کی اور خط شکستہ مولوی حیات علی سے سیکھا۔ عربی و فارسی میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ شاستر اور نجوم میں بھی دخل تھا۔[1]

شنکر نوساری

گوپی ناتھ کے پوتے تھے۔ اور دیوان نواب عبدالاحد خاں کے کاروبار کے صاحب مختار تھے۔ بڑے با اخلاق اور خط شکستہ کو بڑی خوبی سے لکھتے تھے۔ اس فن میں مولوی حیات علی کے شاگرد تھے۔ کثرت مشق کے سبب خط رفتہ رفتہ کفایت خاں کے مثل ہو گیا تھا۔[2]

شوقی یزدی

عہد بایسنغر خان کے خطاط تھے۔ کچھ تذکرہ نگار تبریزی کہتے ہیں اور بعض نے مصطفیٰ علی یزدی لکھا ہے۔ ظاہراً دونا موں سے منسوب ایک فرد نہیں ہوسکتا۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ اول الذکر ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء میں فوت ہو گئے تھے۔ اور دوسرے ایک سو بیس برس قبل حیات تھے۔ دیوان حضرت علیؓ کی نظم کا ترجمہ کر کے سلطان یعقوب کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ (مناقب ۱۲۶)

Marfat.com

شوکت علی خاں آلماس رقم

محلّہ پہاڑی دروازہ مسجد چھبو خاں کے شمالی رخ پر آپ کا مکان ہے ابتدا میں استاد رشید اللہ خاں سے نستعلیق کی مشق کی عمادی شان سے متاثر ہو کر میر احمد حسن الحسینی سے فن کی تکمیل کی۔ خط نسخ بھی لکھتے تھے۔ خط نستعلیق اساتذہ متقدین کی طرز پر لکھتے تھے۔ جلی اور خفی لکھتے پر عبور کامل تھا کافی زود نویس تھے۔ تلامذہ سے دوستانہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ خوبصورت اور صحت مند جسم اور سفید لباس زیب تن کرتے تھے آپ کی وصلی لائبریری میں محفوظ ہے۔

شہزادہ بایسنغر

بن شاہرخ بن تیمور علم و ہنر اور فن خوشنویسی سے آراستہ تھے اور شش قلم خوشنویس تھے۔ خود بھی ہر مند تھے اور ہنر مندوں کی پرورش اور عزت افزائی کرتے تھے۔ آپ نے شعر گوئی اور فن خطاطی کی بیحد سرپرستی کی اور اسلامی فنون لطیفہ کو بڑا فروغ دیا۔ آپ کے کتب خانے میں چالیس خوشنویس خدمت کتابت پر مقرر تھے جو کتابت کلام اللہ اور کتب فارسی عربی اور ترکی میں کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے ان کاتبین کے نگران اعلیٰ رئیس الکاتبن مولانا جعفر تبریزی[1] تھے۔

شہزادہ خسرو

جہانگیر کے فرزند تھے۔ فن خوشنویسی کے ساتھ فن انشاء میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء میں دکن کے اندر انتقال ہوا۔

شہزادہ داراشکوہ

شاہجہاں کے پیارے فرزند داراشکوہ نستعلیق کے بلند پایہ خوشنویس تھے جن کو آقا عبدالرشید دیلمی نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا اور یہ فخر استاد تھے۔ داراشکوہ کی وصلیاں کتب خانوں اور عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ آپ کے مفصل حالات کتب تواریخ میں درج ہیں۔ اورنگ زیب کے حکم سے اگست ۱۶۵۹ء میں قتل کر دیئے[2] گئے۔

Marfat.com

شہزادہ سلطان پرویز

یہ جہانگیر کے دوسرے فرزند تھے خط نسخ لکھتے تھے۔ کتابت کلام اللہ میں پوری عمر صرف کردی۔ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء میں انتقال ہوا۔

شہزادہ محمد سلطان خاں شہید

سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا تھا۔ مکارم اخلاق اور اعلیٰ اوصاف رکھتا تھا اور فضیلت و دانش اور علم و ہنر میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ آپ کا علمی دربار محمودی اور سنجری درباروں پر فوقیت رکھتا تھا۔ شاعر و فضلاء اور علماءِ دین اور مشائخین اس کے دربار میں ہمیشہ جمع رہتے تھے۔ امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی سب سے پہلے اسی باکمال کی مصاحبت میں داخل تھے۔

شہزادہ موصوف فن خوشنویسی میں بے نظیر تھا۔ اس نے متقدین اور معاصرین کے اشعار انتخاب کر کے بیس ہزار بیت کی ایک لاثانی بیاض نہایت خوشخط قلمبند کی تھی جو شہزادے کی وفات کے بعد میر علی جامدار کو ملی اور اس سے امیر خسرو کو پہنچی۔ یہ علم دوست شہزادہ ملتان کا حاکم تھا۔ ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء میں مغلوں کی لڑائی میں شہید ہوا۔ اس شہزادے نے دو مرتبہ اپنے مُقرّبوں کو شیخ سعدی کے بلانے کے لئے شیراز بھیجا تھا۔[3]

شیخ ابن شیخ عبداللہ

جملہ علوم عقلی اور نقلی خصوصاً ہیئت و ہندسہ میں بے نظیر اور ہفت قلم یاقوت رقم تھا۔ دس برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور پندرہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تمام عمر درس و تدریس اور کتابت میں مصروف رہا۔[1]

شیخ احمد (اوّل)

یہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خاندان میں سے تھے اسی مناسبت سے شیخ زادہ سہروردی کے نام سے مشہور ہیں۔ خواجہ جمال الدین یاقوت کے چھ مشہور اور باکمال شاگردوں میں ممتاز اور مخترعہ ابن مقلہ کے مشہور خوشنویسوں میں سے تھے۔

Marfat.com

شیخ احمد (دوم)

شاہ اسمٰعیل صفوی کے زمانہ کے خوشنویسوں میں شہرۂ آفاق تھے ہندوستان میں آپ کی لکھی بوستاں کا قلمی نسخہ منشی محمد بخش صاحب سابق میر عمارات کے پاس موجود تھا جس کے آخر میں آپ کا نام شیخ محمد الدین بن شیخ احمد لکھا ہے یہ نسخہ نہ صرف بلحاظ کتابت وقدامت بلکہ طلائی بیلوں اور نقش ونگار کی خوبصورتی اور مصوری میں بے نظیر ہے۔ اس کی تصاویر اس فن کے مشہور اور با کمال استاد کمال الدین بہزاد کی اعلیٰ صناعی کا نمونہ ہیں۔

شیخ احمد (سوم)

سرہندی خط شکستہ کے مشہور خوشنویس تھے جن خوشنویسوں نے اس خط کو کمال کے درجہ پر پہنچایا سب میں ممتاز تھے۔

شیخ اوّل کرمانی، میر

آپ کا نام محیّی تھا قندھار میں دربار ظہیر الدین محمد بابر (۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء) میں رسائی حاصل کی۔ بابر نے کتابت نسخ اور نستعلیق کا کام آپ کے سپرد کیا۔ (مناقب ہنروران)

شیخ بایزید پورانی

دراصل شیخ پوران کی اولاد کی وجہ سے پورانی کہلاتے تھے۔ یہ بھی سلطان علی مشہدی کے ہمراہ تلامذہ مولانا اظہر میں شامل تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ صاحب کرامت اور مشہور بزرگ تھے۔ آپ نے بخارا کی جامع مسجد کے کتبات بھی لکھے تھے۔ مدت دراز تک ہرات میں قیام کرنے کے بعد آپ (۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء میں) دربار امرائے ٹھٹھہ (سندھ) میں آ گئے تھے۔ (سرگزشت)

شیخ ثانی کرمانی، میر

آپ شیخ اول کے فرزند تھے اور حبیب اللہ نام تھا دسویں صدی ہجری کے خطاط تھے۔ (احوال)

Marfat.com

شیخ حسن انصاری

اکبرآبادی ابن شیخ محمود شیرازی۔ اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے موصوف اور صلوٰۃ وتقویٰ، علم وفضل میں بے نظیر اور ہفت قلم کے خوشنویس بے بدل تھے۔ شیراز سے مکہ معظّمہ اور وہاں سے احمد آباد گجرات ہوتے ہوئے سکندر لودھی کے زمانے میں آگرہ تشریف لائے اور میر رفیع الدین صفوی کے مکان کے قریب سکونت اختیار کی۔ بیشتر قرآن حمید اور کتب احادیث کی کتابت سے گزراوقات کرتے تھے ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء میں فوت ہوئے۔[1]

شیخ حمداللہ الآماسی

شیخ حمداللہ (متوفی ۹۲۶ھ/۱۵۱۹ء) آماسیہ کے رہنے والے تھے۔ عہد عثمانی کے بڑے زبردست خطاط تھے۔ آپ کے والد نے بخارا سے آماسیہ ہجرت کی اسی نسبت سے حمداللہ آماسی مشہور ہوئے۔ طریقہ سہروردیہ میں شیخ آفندی کی شہرت سن کر ان سے بیعت ہوئے۔ خط نسخ اور ثلث کے باکمال استاد تھے۔ حمداللہ سلطان بایزید خاں ابن سلطان محمود خاں میں روم آئے اور تین روپے یومیہ (سکہ نقرہ) گزراوقات کے لئے مقرر ہوئے۔ چند جدید رسم کتابت دیوانی، رقعہ، جلی دیوانی منسبلی خطوط کے موجد بیان کئے جاتے ہیں۔ سلطان سلیمان قانونی کے زمانے میں فوت ہوئے اور اسکدار میں دفن کیا۔ (مناقب ہنروران)

شیخ دوست علی

ماء ہروی چودہری رونق علی کے بیٹے خوشنویسی میں باکمال اور صاحب عزت واختیار تھے۲/ ربیع الاول ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء میں انتقال کیا۔ کریم حسن تذکرہ شعراء مابعد ان کے فرزند[1] تھے۔

شیخ رحیم الدین

خط نستعلیق میں کامل تھے اور زودنویس تھے پوری گلستاں ایک رات اور ایک دن میں لکھی۔

Marfat.com

شیخ زادہ پورانی

آپ شیخ ابوسعید پورانی کے فرزند ہیں۔ دقائق انشاء اور کمالات سے بہرہ ور تھے۔ حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے درباری خوشنویسوں میں سے تھے۔ (مناقب)

شیخ عبدالحی

شیخ عبداللہ کے بیٹے اور مولوی خادم علی سندیولی (تاریخ جدولیہ) کے استاد تھے اور بہت بڑے خوشنویس اور ماہر ہفت قلم تھے[۳]۔

شیخ عبداللہ اکبرآبادی

میاں کمال الدین حسین کی کنیز باتمیز بی بی بنفشہ کے صاحبزادہ اور شاگرد اور خط نستعلیق میں یگانہ روزگار اور شاعری میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ سحری تخلص تھا۔ اخیر عمر میں جنون پیدا ہو گیا تھا اور اسی جنون کی حالت میں وفات[۲] پائی۔

شیخ غلام حمزہ مارہروی

شیخ تبارک اللہ کے فرزند، نہایت خوش فہم، حساب داں اور نسخ میں مہارت کامل رکھتے تھے۔

شیخ غلام رضا

معروف بہ رضا علی خاں کاکوروی۔ فارسی خط (نستعلیق) میں عبارت خوب لکھتے تھے خط بھی نہایت پاکیزہ تھا۔ علی الخصوص قاسم علی خاں کی جنگ کے حالات جو مرشد آباد میں انگریزوں سے ہوئی تھی نہایت برجستہ اور عمدہ طرز سے لکھتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ اسے بہت پسند کیا تھا۔ شیخ موصوف فن سپہ گری میں بھی بے نظیر تھے[۴]۔

شیخ مبارک الٰہی مارہروی

متولی دلدار الٰہی کا بیٹا تھا۔ خط نستعلیق، مصوری اور نقاشی میں استاد خصوصاً طغرا نویسی میں ید بیضا تھا۔ عالم شباب میں راہی ملک بقا ہوا[۴]۔

شیخ محمد علی حزیں

محمد علی نام اور حزیںؔ تخلص تھا۔ ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو اصفہان میں پیدا ہوئے۔ مشاہیر علماء وفضلا سے علم وفضل اور کمالات شاعری میں معقول دستگاہ بہم پہنچائی۔ ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء میں والدین کے انتقال کے بعد ایرانؔ اور بغداد کی سیاحت فرمائی اور نجف اشرف میں تین سال مقیم رہ کر ایک قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھ کر آستان عالیہ پر نذر کیا۔ ۱۱۴۶ھ/۱۷۳۳ء میں ہندوستان آنے اور سندھ، ملتانؔ اور لاہور ہوتے ہوئے دہلی پہنچے ان دنوں نادرشاہ کی ہنگامہ آرائیاں زوروں پر تھیں ان ایام میں شیخ کو بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں اور وہ اکبرآباد اور بنارسؔ ہوتے ہوئے پٹنہ عظیم آباد پہنچے وہاں طبیعت نہ لگی آخرکار بنارس آگئے۔ ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء میں شیخ حزیںؔ نے وفات پائی اور اسی قبر میں جسے خود تیار کیا تھا دفن ہوئے۔

شیخ علی حزیں خط نسخؔ ونستعلیقؔ وشفیعہؔ میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ ہندوستان کے اکثر خوشنویسوں نے آپ سے مشق کتابت کر کے شرف تلمذ کا فخر حاصل کیا[۳]۔

شیخ نورالدین، میر

آپ مولانا سلطان علی مشہدی کے کے فرزند تھے۔ نسخؔ اور نستعلیقؔ کے استاد تھے۔ دسویں صدی ہجری میں بقید حیات تھے

(احوال وآثار خوشنویسان ۹۳۲/۳)

شیرعلی

صاحب سرگزشت خط نستعلیق لکھتے ہیں کہ — ایک نادر نسخہ ''ظفرنامہ'' مصنفہ شرف الدین علی یزدی ہے جو آج بھی امریکہ میں ''بالٹی مور'' کی مشہور آرٹ گیلری میں محفوظ ہے۔ اسے ہرات کے مشہور خوشنویس شیرعلیؔ نے ۸۷۲ھ/۱۴۶۷ء میں اعلیٰ طرز کے خط نستعلیقؔ میں لکھا تھا۔ اس مخطوطہ کی تصاویر کمالؔ الدین بہزاد کے زور قلم کا معجزہ تھیں۔ یہ اہم نسخہ شاہان ایران کے دربار کی ملکیت تھا۔ وہاں سے میر جمالؔ الدین انجو کے توسط سے دکنؔ پہنچا پھر اس نسخہ کو اکبر کے دربار (آگرہ) میں پیش کر دیا تھا۔

مصنف ''مناقب ہنروران'' نے لکھا ہے کہ شیرعلی بایسنغر میرزا (۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء) کے درباری کاتب تھے ''مجالس النفائس'' میں لکھا ہے کہ شیرعلیؔ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی وہ ۸۹۶ھ/۱۴۹۰ء تک بقید حیات تھے۔

ص

صاحبزادہ محمد علی خاں

ابن صاحبزداہ محمد کاظم علی خاں ابن نواب محمد سعید خاں (والیٔ رامپور) آپ چھٹن صاحب کی عرفیت سے مشہور تھے ۱۲۷۲ھ /۱۸۵۵ء کے قریب پیدا ہوئے۔ والد شیعہ تھے۔ آپ کی تربیت حنفی مسلک پر ہوئی۔ علماء شہر سے نہایت محنت سے عربی اور فارسی میں تکمیل علوم کی۔ شمس العلماء عبدالحق خیر آبادی سے معقولات پڑھی۔ بغداد جا کر نقیب الاشراف سید عبدالرحمٰن آفندی سے بیعت ہوئے اور مسلک شافعی اختیار کیا۔ عربی کی اعلیٰ استعداد تھی۔ خط نسخ کے خوشنویس تھے۔ ۲۸/ محرم ۱۳۳۵ھ /۱۹۱۶ء کو انتقال ہوا بغداد ی صاحب کے مزار کے احاطہ میں دفن ہوئے[1]۔

صادق

شاہ عباس والی ایران کے عہد میں خدمت کتابداری سے مفتخر اور مصوری اور خوشخطی میں یگانہ روزگار تھا۔ مدت دراز تک سیاحت میں مصروف رہا اور بڑے بڑے باکمال لوگوں سے ملاقات کرتا رہا۔ نوے برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک[2] کہا۔

صاف مصلی چلبی

مصلح الدین کے نام سے معروف تھے۔ ولایت دوم کے اعلیٰ خطاط تھے۔ آپ نے فنِ کمال تاج زادہ محمد آفندی سے حاصل کیا تھا۔ خط دیوانی کے مسلم الثبوت اُستاد تھے۔ زمانے بھر میں شہرت تھی۔ (مناقب ہنروراں ۱۲۶)

صدرالدین، میر

محمد میرزا اشرف جہاں، آپ قزوین کے سادات سیفی میں سے تھے۔ اور مولانا مالک دیلمی کے ممتاز شاگرد تھے۔ زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ وعظ بھی کہتے تھے اور فن خطاطی میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ایک کتاب تذکرۃ الشعراء لکھنے میں عمر کے تیس سال صرف[3] کئے۔

Marfat.com

صفدر بیگ

میرزا صابر کے شاگرد اور خط نستعلیق اور شکستہ کے خوشنویس تھے۔ فن شاعری کا بھی ذوق تھا اور بلند تخلص[1] تھا۔

صفیہ (اوّل)

اشبیلہ کی رہنے والی اور نہایت فصیح اور بلیغ شاعرہ تھی۔ فن خوشنویسی میں ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ اس کی تحریریں نہایت مقبول تھیں اور دور دراز کے لوگ اس کی نقلیں کرنے جاتے تھے[2]۔

صفیہ (ثانی)

سلطان عبدالرحمٰن ثالث (والیٔ اندلس) کے عہد کی ایک فاضلہ اور عبداللہ رازی کی دختر تھیں۔ شاعرہ اور اعلیٰ درجہ کی خوشنویسہ تھیں۔ عبدالرحمٰن ان کے اشعار پسند کرتا[3] تھا۔

Marfat.com

ض

ضیاءالدین یوسف

آپ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے فرزند تھے۔ فارسی اور عربی علوم کے ساتھ ساتھ فن خطاطی میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے۔ بیشل خوشنویس تھے۔ اور نستعلیق میر علی کی طرز پر لکھتے[1] تھے۔

Marfat.com

ط

طالعی یزدی

عہد اکبری کے خط نستعلیق کے خوشنویس اور جلد بندی میں پورے ماہر تھے۔ آگرہ میں کتابت اور جلد بندی کا کام کرتے تھے۔[۲]

Marfat.com

ع

عابدہ

قرطبہ کے حاکم احمد ابن محمد کی بیٹی علوم وفنون میں طاق اور حسن واخلاق میں شہرۂ آفاق تھی۔فن کتابت میں اس نے ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ اندلس کا علم دوست بادشاہ خلیفہ الحکم (متوفی ۳۵۶ھ/۹۶۶ء) اس کی بہت وقعت کرتا تھا اور اس نے بڑی تعداد میں کتابیں اپنے کتب خانے کے لئے اس فاضلہ سے لکھوائی تھیں[1]۔

عادل شاہ دربار

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کا زمانہ علوم وفنون کے ضمن میں بے مثال تصور کیا جاتا ہے۔اس وقت دکن میں عربی خطوط کی رائج شدہ رسم کتابت ثلث اور نسخ ہر دلعزیز تھی۔آہستہ آہستہ عادل شاہی عہد میں نستعلیق کی طرف عوام وخواص کا رجحان پیدا ہوا شروع ہوا۔خود سلطان نے بحیثیت فن کار،فن کی ترقی میں حصہ لیا اور بے شمار ماہرین فن کو ایران وتوران سے بلا کر دربار میں جمع کیا۔ سلطان کی ذاتی تصنیف ''نورس نامہ''علم موسیقی میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

عارف ہروی

عالمگیر کے زمانے کے مشہور خوشنویسوں میں سے تھے۔اس نے ایک قرآن شریف نہایت اعلیٰ لکھ کر پیش کیا تھا،اس کے صلہ میں یاقوت رقم کا خطاب مرحمت ہوا۔یہ بے نظیر قرآن حافظ عبدالحلیم سوداگر کانپور کے پاس موجود تھا انہوں نے امیر حبیب اللہ خاں والیٔ کابل کو نذر کر دیا تھا[2]۔

عائشہ (اوّل)

مولانا فتح الدین عسقلانی کی پوتی اور قاضی صدرالدین حنبلی کی بیٹی مشہور محدثہ تھیں۔خوشنویسی میں ان کو یکتائے روزگار کا فخر حاصل تھا۔۷۶۸ھ/۱۳۶۶ء میں پیدا ہوئیں اور وسط صدی میں انتقال فرمایا[3]۔

Marfat.com



نمونه خط عبدالجبار

Marfat.com



نمونہ خط عبدالحق شیرازی الملقب امانت خان

شہاب الدین محمد شاہجہاں

Marfat.com

عائشہ (ثانی)

احمد قرطبوی کی لڑکی علم وفضل اور شعروادب میں یگانہ روزگار اور فن خطاطی میں شہرۂ آفاق تھیں۔آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بے شمار کتابیں علماء اندلس کے پڑھنے میں آئی تھیں[۱]۔

عبادللہ خاں

یہ فیض اللہ خاں کے فرزند اکبر تھے باپ نے جو قرآن ناتمام چھوڑے تھے ان کو پورا کیا۔ان کا خط باپ سے ملتا جلتا تھا۔

عبادید

اندلس کی باکمال خاتون تھیں جو علم وادب ولغت اور شاعری کے علاوہ فن خطاطی میں مشہور تھیں[۲]۔

عبدالباقی حداد

عبداللہ کے نام سے مشہور تھے۔خط نسخ کے اُستاد تھے۔شاہجہاں نے ان کو عالمگیر کا اُستاد مقرر کیا تھا اور ایک قرآن سی ورقی (تیس ورقوں) پر اور دوسرا چوب قلم (بخط جلی) لکھکر شاہجہاں کو پیش کیا تھا۔اس پر یاقوت رقم خاں کا خطاب ملا تھا۔حداد نے کئی نامور شاگرد تیار کئے۔جو یاقوت رقمی اور یاقوت رقم خانی کے خطابات سے سرفراز ہوئے۔(تحقیقات ماہر)

عبدالباقی، مُلّا

تبریزی شاہ عباس صفوی کے عہد کا مشہور ومعروف خوشنویس تھا جو ہفت قلم میں استاد مانا جاتا تھا۔ملا علی بیگ اور ملا عبدالباقی کے خطوط کی نسبت اختلاف ہے۔ایک فریق ملا علی بیگ اور دوسرا فریق ملّا عبدالباقی کے خطوط کو ترجیح دیتا ہے۔صاحب ریاض الشعراء لکھتے ہیں کہ ملا عبدالباقی فاضل متبحر اور حکیم حاذق اور خطاطی میں یگانہ روزگار تھا۔شب وروز عبادت اور حق پرستی میں مشغول رہتا تھا۔اگرچہ عراقی الاصل تھا مگر بغداد میں مقیم تھا۔جب شاہ عباس نے اصفہان میں جامع مسجد تعمیر کرائی تو اس کے کتبے لکھنے کے واسطے مولانا کو بغداد سے بلایا لیکن مولانا نے بہانہ کر کے ٹال دیا۔آخرکار جب سلطان عباس نے بغداد کو فتح کیا تو مولانا

Marfat.com

کوگرفتار کر کے اصفہان لایا گیا۔ چنانچہ مسجد مذکور کے گنبد کلاں اور صفّہ روبقبلہ اور طاق مسجد کا بے نظیر کتبہ آج تک موجود ہے۔ شاہ عباس کی رحلت کے ایک سال بعد مولانا کا بھی انتقال[۳] گیا۔

عبدالجبار اصفہانی

عبدالجبارؔ میر عمادؔ الحسنی قزوینی کے شاگرد تھے اور میر عمادؔ کی طرز پر لکھتے تھے۔ ۱۰۶۵ھ /۱۶۵۴ء میں انتقال ہوا۔
(خط وخطاطان ص ۱۲۳)

عبدالحکیم، مولوی

اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ ان کے لکھے ہوئے کتبے موجود ہیں اور مولوی مہدی علی کے استاد[۱] تھے۔

عبدالحلیم

آپ عبداللطیفؔ مصطفیٰ کے رزند تھے جو اپنے باپ سے بہتر لکھتے تھے۔ آپ نے بھی ''نورس نامہ'' کی کتابت خط نسخؔ اور ثلثؔ میں کی تھی۔ یہ نسخہ پروفیسر حسینؔ علی خاں کے کتب خانے (حیدرآباد) میں موجود ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کا تعلق بھی دربار سلاطین عادل شاہی سے ہو۔

عبدالحمید کاتب

مروان بن محمد آخری خلیفہ بنی امیہ کا میر منشی، علم وادب کا امام اور خطوط ورسائل اور فرامین میں طرز خاص کا موجد اور بہت خوشخط تھا۔ طول وطویل خط لکھتا اور ہر فقرہ میں بلاغت وجدت کا ثبوت دیتا تھا۔ وہ سب سے پہلا ادیب اور نثر نگار ہے جس نے حمد کے متعلق خطوط میں التزام کیا۔ اس کا مقولہ ہے کہ ''قلم وہ شجر ہے جس میں الفاظ کے پھل لگتے ہیں اور فکر وہ سمندر ہے جس سے حکمت کے موتی نکلتے ہیں'' مروان بن حکم کے قتل کے بعد ذی الحجہ ۱۳۲ھ /۱۷۱۹ء سفاح عباسی کے حکم سے یہ فرزانہ روزگار بھی نہایت سنگدلی سے مارا گیا۔

عبدالحی

آپ فن خطاطی کے ساتھ نقاش بھی تھے۔ مولانا سیمی کے شاگرد تھے۔ عہد بایسنغر میں حیات تھے۔

عبدالحی، منشی

عہد واجد علی شاہ میں سندیلہ کے یکتائے روزگار خوشنویس تھے۔ یہ منشی عبدالستار سندیلوی کے فرزند تھے یہ واجد علی شاہ کے دربار میں ملازم تھے۔ سلطنت کے خاتمہ کے بعد مٹیا برج میں جا کر رہے اور وہیں عمر ختم کی۔ ان کے بیٹے منشی عبدالعلیٰ اپنے والد کی جگہ پر مقرر ہوئے جن کے صاحبزادہ منشی عبدالحق صاحب جج اور منشی عبدالصمد کلکٹر پنشر تھے۔

عبدالحی، میر

یہ صنعت کتابت اور انشاء میں بے نظیر اور سلطان ابوسعید شہید گورگانی کے مقربان خاص میں ممتاز اور خدمت دارالانشاء سے مفتخر تھے۔ ہفت قلم کے ماہر تھے اور خط نستعلیق میں اپنے عہد میں لاثانی تھے۔

عبدالخالق باخرزی

آپ فن خوشنویسی میں میر علی ہروی کے شاگرد تھے۔ (مناقب ہنروران ۱۲۶)

عبدالرحمٰن انیسی خوارزمی

آپ عبدالرحمٰن خوارزمی کے فرزند اکبر تھے۔ اور مولانا اظہر کے تلمیذ تھے۔ آپ نے فن خطاطی کی قابلیت کی بدولت سلطان یعقوب آق قویونلو کے مصاحبوں میں شمار ہوتے تھے اور اسی نسبت کی وجہ سے اپنے نام سلطانی اور یعقوبی لکھ دیا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے والد عبدالرحمٰن کا طریقہ تھا۔

عبدالرحمٰن خوارزمی

آپ کا شمار استادان قدیم میں ہوتا ہے۔ مولانا اظہر اور سلطان علی مشہدی کے معاصر تھے۔ بقول میرزا حبیب آپ میر عبداللہ

Marfat.com

بن میرؔ علی تبریزی کے شاگرد تھے۔ نستعلیق لکھنے کی اپنی ایک خاص روش تھی۔ مدت دراز تک خطاطین فارسؔ، آذربائیجان اور اہل عراقؔ نے تقلید کی۔

عبدالرحمٰن ابتداء ہی میں جہان شاہ ($\frac{۸۷۶-۸۴۱ھ}{۱۴۷۱-۱۴۳۷ء}$) اور پیر بوآدق کے درباری خطاط رہے جہاں شاہ کے قتل کے بعد مدتوں سرگرداں پھرتے رہے اس کے بعد سلطان یعقوب کے دربار سے وابستہ ہوگئے۔ ''مناقب ہنروران'' کے مصنف نے آپ کی تاریخ وفات ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء لکھی ہے۔ آپ کے یادگاری نمونوں میں ''دفتر مثنوی مولانا روم، خمسہ نظامی اور دیوان کاتبی'' محفوظ ہیں۔

صاحب ''مناقب ہنروران'' نے بھی ان کا ذکر عبدالرحمٰن انیسی کے نام سے کیا ہے۔ وہ کتابت میں عام طور پر اساتذہ کا اسلوب مدنظر رکھتے تھے۔ باپ اور بیٹے نے نستعلیق میں ایک نئی بدعت ایجاد کی ماہرین اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔

مصنف ''گلستانِ ہنر'' نے بیان کیا ہے کہ شیرازؔ کے کاتب اور بعض لکھنے والے اب بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ بعض خوشنویسوں نے اس جدید روش کی مذمت بھی کی کیونکہ یہ خط میر علیؔ تبریزی کی طرز نگارش سے دور تھا حروف کے دوائر اور کششوں میں فرق تھا۔

سام میرزا نے ''تحفۂ سامی'' میں بیان کیا ہے کہ انیسیؔ نے اس روش کو حد کمال تک پہنچا دیا تھا۔ میر علیؔ شیر نوائی نے کہا ہے کہ وہ اپنی ایجاد کردہ روش کے کامل استاد تھے۔

آپ کے کارناموں میں ''دیوان حافظ، خفی قلم، انتخاب غزلیات حافظؔ شیرازی، امیرؔ خسرو، کمالؔ خجندی، کاتبی، امیرؔ شامی، مولاناؔ جامی اور خود اپنا دیوان'' بخط جلی ۸۹۹ھ/۱۴۹۳ء میں لکھا تھا۔ آپ کے کتابت کردہ نمونے اور قطعات کے اہم ''اباصوفیہ'' استنبول میں محفوظ ہیں۔ (سرگزشت خط نستعلیق)

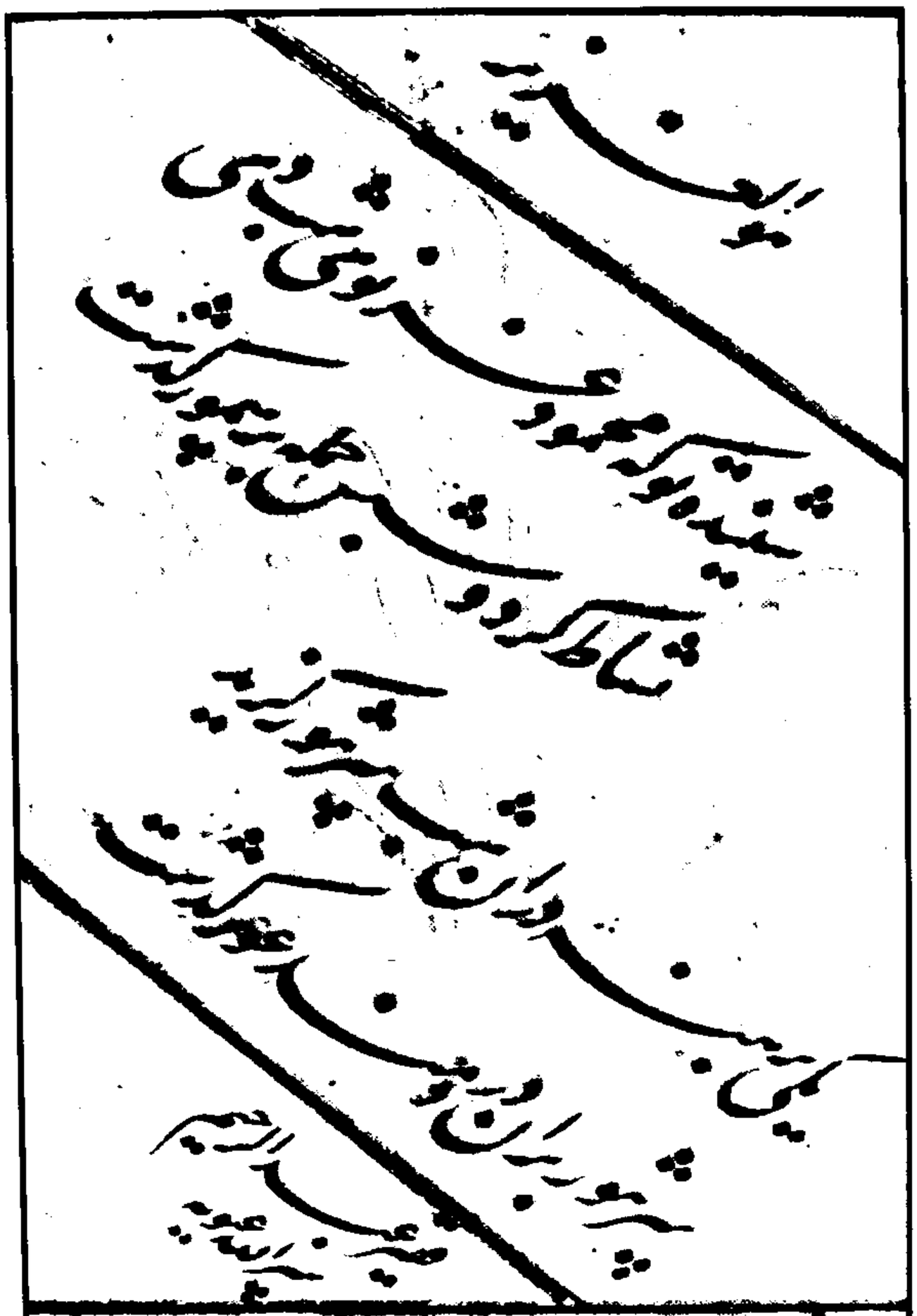
عبدالرحمٰن فرمان نویس

عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے۔ فرمان نویسی میں لاثانی تھے۔ روشن قلمی کے خطاب سے سرفراز[1] تھے۔

عبدالرحمٰن کاتب

ساکن بوسنہ سرائے (ترکی) آپ سلطانؔ غازی کے عہد کے کاتبین میں سے تھے۔ (مناقب)

Marfat.com



علی الصباح زاور دنعره کای محمود
شب سپور گذشت و پیشور گذشت

نمونه خط عبدالرحیم

Marfat.com

عبدالرحیم الہروی

عبدالرحیم الہروی کا تذکرہ ''مآثر رحیمی'' میں نہاوندی نے کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں وہ عبدالرحیم خان خانان کے یہاں ملازم تھے اور کتابت کی شہرت کی وجہ سے اکبر اعظم کے منظور نظر ہوئے اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر کے دربار سے منسلک ہو گئے۔ جہانگیر نے انہیں عنبریں قلم کے خطاب سے نوازا۔ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء سے اپنے نام کے ساتھ الہروی اور عنبریں قلم لکھتے رہے۔ ان کے خط کے نمونے ایران، انگلینڈ اور امریکہ میں محفوظ ہیں۔ (سرگزشت)

عبدالرحیم انیسی

آپ عبدالرحیم انیسی کے فرزند اور عبدالکریم خوارزمی کے بھائی اور سلطان یعقوب کے مصاحبوں میں سے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ یعقوب نے انیسی خطاب عطا کیا تھا۔ نستعلیق کے اعلیٰ استاد تھے ۸۹۷ھ/۱۴۹۱ء میں بقید حیات تھے۔ (احوال وآثار ج ۱، ص ۳۸۴)

عبدالرحیم خان خانان، میرزا

نامور امیر بیرم خاں کے فرزند تھے۔ ہر فن میں کامل اور ہندی شاعری میں بلند مرتبہ تھے۔ رحیم تخلص تھا۔ نستعلیق کے ساتھ ہندی خوشنویسی میں جواب نہ تھا۔ ۱۰۳۶ھ/۱۶۲۶ء میں فوت ہوئے۔

عبدالرحیم عنبریں قلم

نستعلیق کے بلند پایہ خوشنویس تھے ہرآت سے ہندوستان آئے اکبر نے ان کو خوشنویسوں کے زمرہ میں رکھ لیا تھا۔ اکبر کی نذر کرنے کے لئے خمسہ نظامی لکھا تھا اب یہ نسخہ لندن میں محفوظ ہے۔ عنبریں رقم کا خطاب جہانگیر نے عطا فرمایا تھا۔

عبدالرحیم فرمان نویس

فرمان نویسی میں عبدالرحمٰن سے بھی زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ (تذکرۃ الکاتبین ص ۵۸)

Marfat.com

عبدالرحیم، مولانا

مولانا عبداللہ القرشی کے فرزند اور بلند پایہ خوشنویس تھے۔ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا شاہنامہ نصیر الدین حیدر (والیٔ اودھ متوفی ۱۲۶۶ھ/۱۸۳۷ء) کے کتب خانے میں موجود تھا جس میں ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء ابیات تھیں[1]۔

عبدالرحیم نام کے دیگر کاتب

عبدالرحیم روشن قلم ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء، عبدالرحیم ابن محمود ۱۰۰۹ھ/۱۶۰۰ء، عبدالرحیم امینی، عبدالرحیم (از تلامذہ آقا عبدالرشید دیلمی) عبدالرحیم ابن مولانا محمد بکری ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء عبدالرحیم ناگوری (بعہد اکبر)۔

عبدالرشید

آپ بھی عادل شاہی دربار سے وابستہ تھے۔آپ نے بھی ''نورس نامہ'' کو خط نسخ اور ثلث میں لکھا تھا۔

عبدالستار سندیلوی، منشی

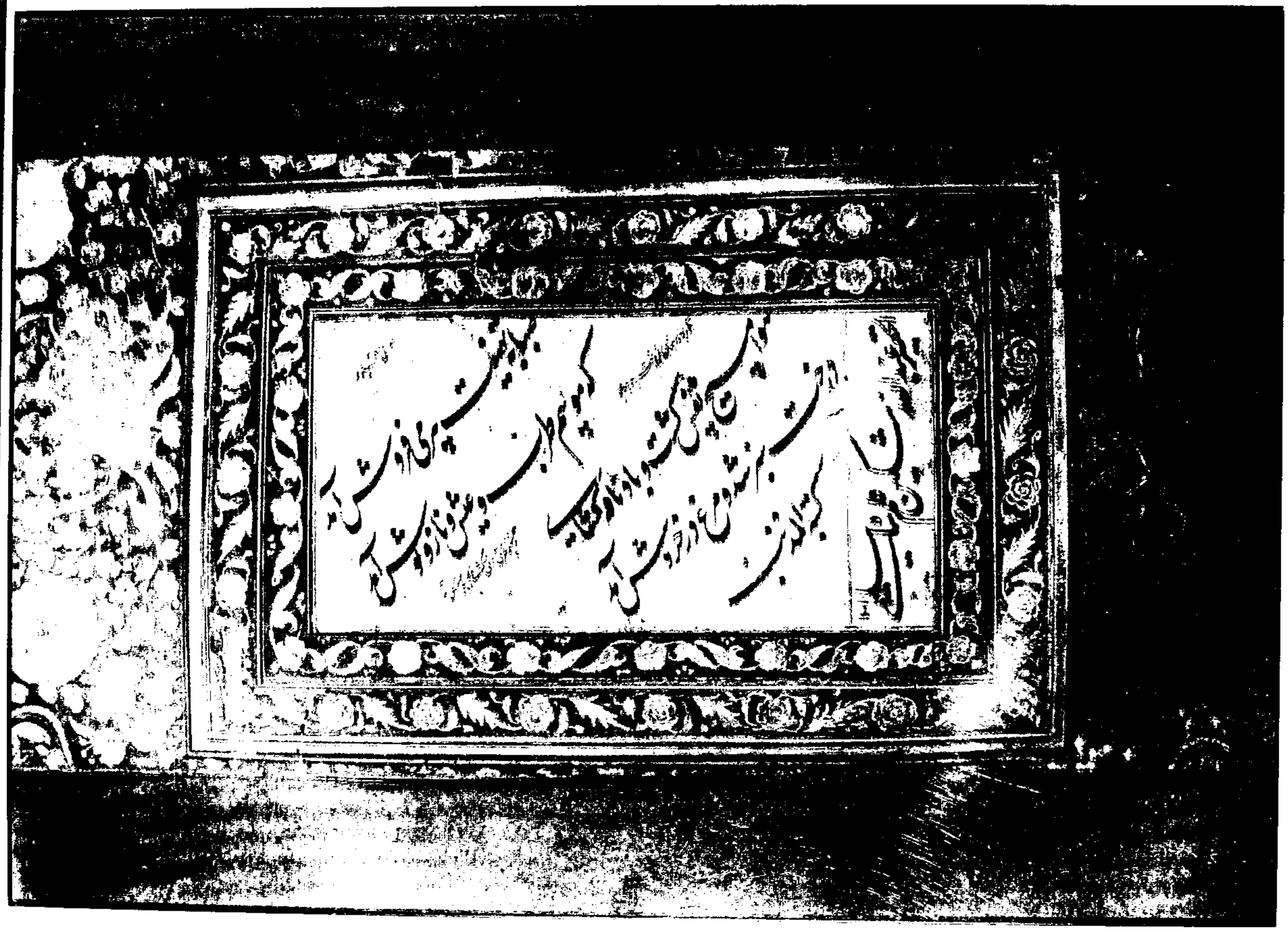
عہد آصفی کے کامل خوشنویس تھے مہاراجہ ٹکیٹ رائے دیوانِ سلطنت اودھ کے یہاں ملازم تھے۔قریب کاکوری پل پتہ جو مہاراجہ موصوف نے بنوایا تھا اس پر ان کے ہاتھ کی لکھی تاریخ سنگ مرمر پر کندہ ہے[1]۔

عبداللطیف

ابن عبداللہ العباسی جہانگیر بادشاہ کے عہد میں ایک صوفی منش خوشنویس تھا جس نے $\left(\frac{۱۰۳۱-۱۰۴۴ھ}{۱۶۲۱-۱۲۳۴ء}\right)$ میں ہندوستان وافغانسان کی سیاحت کر کے اسّی[80] سے زیادہ مثنوی مولانا روم کے نسخے فراہم کر کے ایک بے نظیر نسخہ مرتب کیا اور اس پر حاشیہ لکھ کر اپنے کمالات علمی کا اظہار کیا۔یہ مکمل نسخہ نہ صرف باعتبار تحریر بلکہ صحت وشرع اور زیادتی مضامین کے لحاظ سے بے نظیر تھا[2]۔

Marfat.com

(بخط محمد امین سرخ قلم نستعلیق)



نمونه خط ✻ عبدالله مشکین قلم شاه سلیمی ۱۰۱۱ھ



(وصلی گفوظ را میرزا رضا لاہوری)

نمونہ خط علی (خط ملا میر علی)

Marfat.com

(رسم الخط کی مشق کے لیے ایک نمونہ)

نمونہ خط عبدالباقی صدا والمعروف بہ عبداللہ

وَقَدْ اَظَلَّكُمْ مِنْ شَطِرِ ثَغْرِكُمْ هُوْلُهُ ظُلَمُ ثَغْشَاكُمْ

مقطعات

وَقَدْ اَظَلَّكُمْ يَقُوْلُ كَاَنَّهُ وَاقِعٌ بِكُمْ

شَطْرٌ نَحْوٌ وَالثَّغْرُ الْجَانِبُ الْمَخُوْفُ وَالثَّغْرُ الْفَرْجُ

قِطَعٌ اَیْ قِطْعَةٌ بَعْدَ قِطْعَةٍ اَیْ شَیْءٌ بَعْدَ شَیْءٍ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ كَتَبَهُ الْفَقِيْرُ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ

Marfat.com



(وصلی محفوظ را میور رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط عبدالرشید الدیلمی

Marfat.com

عبداللطیف خاں

مرزا جلال اسیرؔ کا بھانجہ اور شاگرد رشید تھا۔ اورنگزیب کے عہد سلطنت میں وارد ہند ہو کر ملازمت شاہی میں داخل ہوا اور نوبت بہ نوبت صوبہ کابل، کشمیر اور لاہور کی دیوانی پر سرفراز رہ کر اور آخر عہد عالمگیری میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نہایت متقی، پرہیزگار اور خوش صحبت آدمی تھا۔ بعض خطوط کو بہت اچھا لکھتا تھا۔ موزوں طبع اور تنہاؔ تخلص تھا[۳]۔

عبداللطیف مصطفیٰ

ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد کے نامور خوشنویس تھے اور کئی خطوط لکھنے پر قدرت تھی۔ آپ نے کتاب ''نورس نامہ'' کو خط نسخ اور ثلث میں لکھا تھا جو دفتر دیوانی (حیدرآباد دکن) میں محفوظ ہے۔

عبدالعزیز

عادل شاہی عہد کا ایک کتبہ سنگ مرمر کی سِل پر دریافت ہوا ہے اس پر خط نستعلیق میں چند اشعار کندہ ہیں اس کو عبدالعزیز نے لکھا تھا۔

دکن میں عادل شاہی عہد میں فن خطاطی کو عام طور پر فروغ حاصل ہو گیا تھا۔ ''تاریخ فرشتہ'' نے لکھا ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کا لڑکا عبدالقادر شجاعت، علم اور حسن خط کی خوبیوں سے آراستہ تھا۔

اس سے پہلے راقم السطور بیان کر چکا ہے کہ سیّد احمد الحسینی، میر حسن کلنگی اور ان کی اولادیں اور تلامذہ ہجرت کر کے دوسرے ممالک چلے گئے تھے۔ برٹش میوزیم میں چند تصاویر عادل شاہی سلاطین کی موجود ہیں۔ تصاویر کے پیچھے سیّد احمد الحسینی کے قطعات لکھے ہیں۔ میر کلنگی کا لکھا ہوا ایک نسخہ لاہور میں موجود ہے۔ (سرگذشت خط نستعلیق)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ عہد مغلیہ کے قیام سے قبل ہندوستان کے مختلف صوبوں میں زیادہ تر خط نسخ، ثلث، کوفی مورق و مضفور کے مختلف اسلوب رواج یافتہ تھے اس کا ثبوت دہلی، اجمیر اور بدایوں کی تعمیرات قدیم ہیں۔ نستعلیق کا رواج اور مغلیہ کی ابتداء سے ہوا۔

Marfat.com

عبدالعزیز اعجاز رقم، منشی

فارسی واردو ادب کے مشہور انشا پرداز اور ریاست گوالیار میں ملازمت کرتے تھے۔فن خطاطی میں مشہور اور خطاب اعجاز رقم سے موصوف[1] تھے۔

عبدالغنی

حافظ محمد علی کے فرزند تھے۔خط نستعلیق اپنے والد سے بہتر لکھتے تھے۔مرزا خرم کے دربار سے وابستہ تھے اور شہزادوں کی استادی کا درجہ حاصل تھا۔(تذکرۃ الکاتبین ص ۶۹)

عبدالقادر اخوند، ملا

یہ اکبر کے استاد تھے۔مختلف خطوط لکھنے میں ماہر تھے۔اخیر عمر میں مکہ معظّمہ چلے گئے تھے۔

عبدالقادر، مولوی

مولوی رجب علی کے فرزند اور مولانا کرامت علی جونپوری کے بھتیجے تھے مشاہیر علماء سے علم وفضل حاصل کیا اور فن خطاطی میں مولانا کرامت علی سے کمال پیدا کیا۔خطوط جلی اور خفی پر مشق کامل تھی اور خط ناخن میں اپنا ثانی نہ رکھتے[1] تھے۔

عبدالکریم

مشہور فرمان نویس تھے۔عبدالرحمٰن کی طرز پر لکھتے تھے۔اسی نام کے دو اور بھی خوشنویس گزرے ہیں۔ایک عبدالکریم قادری اور دوسرے عبدالکریم نیرہ عبدالرحمٰن وغیرہ۔(تذکرۃ الکاتبین ص ۵۹)

عبدالکریم انیسی متوفی ۹۹۲ھ / ۱۵۸۴ء برادر عبدالرحیم انیسی ایک آزاد اور مُستقنی طبیعت کے مالک تھے شعر بھی کہتے تھے۔ دماغی طور پر پریشان رہتے تھے۔وہ اپنے کتبات پر کتبہ خدا، کتبہ زرافہ یا کتبہ بادشاہ لکھدیا کرتے تھے۔اسی وجہ سے اکثر لوگ انہیں

Marfat.com

بادشاہ کے نام سے پکارتے تھے''مناقب ہنروران'' نے بیان کیا ہے عبدالرحیم انیسی اپنے خط میں اصول کے پابند تھے مگر عبدالکریم کی تحریر اس کے برعکس ہوتی تھی۔ایک روز دونوں بھائیوں کے قطعات لکھ کر سلطان یعقوب کی خدمت میں پیش کئے سلطان نے عبدالرحیم کے خط کو زیادہ پسند کیا۔عبدالکریم کو گراں گزرا اور کہا دونوں نمونے ناپاک ہیں ان پر غسل واجب ہے۔دونوں قطعات کو نزدیک حوس میں ڈالدیا گیا دونوں کے اوراق پانی میں تر ہوگئے۔انیسی تحریر محو ہوگئی عبدالکریم کی تحریر پر پانی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ان کے کارناموں میں ایک نسخہ''حال نامہ، عارفی اور روشنائی نامہ''مجلس شوریٰ ملی تہران میں محفوظ ہیں۔

عبدالکریم سید، مولوی

آپ ظفر آباد جونپور کے رہنے والے تھے اور مولوی سید برکت علی کے بیٹے اور مولوی ساجد علی محمد آبادی اور مولوی سخاوت علی وغیرہ کے شاگرد رشید اور علوم نقلی اور عقلی اور اوصاف حسنہ سے موصوف تھے اور فن خوشنویسی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور خانوادہ قادریہ نقشبندیہ میں قاضی عنایت حسین کے مرید تھے۔صوفی تخلص تھا ۹/ محرم ۱۲۷۴ھ /۱۸۵۷ء کو اعظم گڑھ میں فوت ہوئے[1]۔

عبدالمجید پروین رقم

براعظم ہندو پاک کے عظیم خطاط اور خط نستعلیق کی جدید طرز لاہور کے موجد عبدالمجید پروین رقم ۱۹۰۱ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے خاندان میں پشت در پشت سے فن خطاطی جاری تھا اور سلسلہ نسب سات واسطوں سے مولوی حافظ محمد عارف خوشنویس عہد مغلیہ سے ملتا ہے اس خاندان کے بعض خطاطوں کو مُغل شہزادوں کے معلم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔خطاطی کی ابتدائی تعلیم ایمن آباد میں حافظ خلیفہ نور احمد سے حاصل کی بعد ازاں آپ لاہور آ گئے۔پروین رقم کا خطاب مولانا غلام رسول مہر نے ۱۹۲۸ء میں عطا کیا۔فن خطاطی کے علاوہ تصوف سے بھی پروین رقم کا خاص تعلق تھا۔علامہ اقبال کے مجموعہ ہائے کلام کی کتابت کی سعادت پروین رقم کے حصے میں آئی[1]۔

عبدالمجید دہلوی

اصل وطن فیض آباد (یوپی) تھا۔عرصہ دراز تک دہلی میں رہ کر استاد یوسف سے فن کی تکمیل کی اور اپنے خط کو استاد کے خط سے ہم مثل کر دیا تھا۔ٹائٹل کے ڈیزائن اور اس پر عنوانات لکھنا دلچسپ مشغلہ تھا ملک کی تقسیم کے بعد ترک وطن کر کے کراچی چلے گئے۔

Marfat.com

منشی مجید صاحب نے متقدین کے طریقہ کار سے ہٹ کر اپنے کتبات میں آرٹ کو پیش نظر رکھا کہ لکھا ہوا اچھا معلوم ہو۔ بعض جگہ جوڑ اور پیوند میں تصرفات سے کام لیا۔ اور اساتذہ کے قاعدہ اور قانون کی پس پشت ڈال دیا۔ کراچی کے ہر دلعزیز خطاط ہیں اور تلامذہ کی بھی کافی تعداد ہے۔ راقم اسطور دہلی سے واقف ہے۔ (مؤلف سید احمد)

عبدالمجید، منشی

حافظ ابراہیم کے شاگرد تھے۔ سرکار شاہی میں احکام شاہی اور پیام یعنی مراسلت مابین دولت انگلیشیہ و دولت اودھ لکھنے پر مامور تھے[۲]۔ حافظ سعید الدین۔ حافظ ابراہیم کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ نستعلیق کے باکمال استاد تھے[۳]۔

عبدالواحد مشہدی، مولانا

(متوفی ۸۳۸ھ/۱۴۳۴ء) آپ مولانا سلطان علی مشہدی کے تلامذہ میں سے تھے۔ (مناقب ہنروران)

عبداللہ آتش پزہروی

ہرات کے باشندے تھے اور فن خوشنویسی میں اعلیٰ مقام تھا۔ تبریز کی طرف بھی منسوب تھے۔ آپ کے کتابت کردہ کتبات میں تاریخ کتابت ۸۶۷ھ/۱۴۶۱ء تحریر ہے۔ (آثار و احوال خوشنویسان)

عبداللہ الآماسی، مولانا

آپ آماسیہ کے رہنے والے تھے کتابت کلام اللہ اور دیگر صحائف لکھنے کی اللہ نے توفیق عطا فرمائی تھی۔ (مناقب ہنروران)

عبداللہ الحسینی

جہانگیر کے عہد میں لاہور علوم و فنون کا مرکز تھا۔ دور دراز ملکوں اور مختلف شہروں کے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے اس عہد کے مشہور خوشنویس عبداللہ الحسینی تھے جو ایران سے بارگاہ جہانگیری میں (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) آئے تھے اور لاہور ہی میں باریاب ہو کر

دربار سے وابستہ ہو گئے تھے اور لاہور ہی تک محدود ہے۔ لاہور میں ان کے خط کے نمونے ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء اور اس کے بعد کے ملتے ہیں۔ خفی کتابت کے نمونے کتاب خانہ ملی تہران میں محفوظ ہیں۔ (سرگزشت خط نستعلیق)

ملک کی تقسیم کے بعد لاہور میں آج کل خوشنویسوں کی ایک کثیر تعداد اس فن لطیف سے وابستہ ہے۔ ان میں جناب عبدالرشید بٹ جناب سید انور حسین نفیس رقم اور مرحوم عبدالمجید پروین رقم (موجد طرز جدید) و مرحوم تاج الدین زرین رقم' اور الماس رقم کے تلامذہ شامل ہیں۔ پروین رقم کے تلامذہ میں اقبال ابن پروین رقم، منشی خوشی محمد، محمود اللہ صدیقی، حافظ محمد اعظم ناصر قادری، حاجی محمد اعظم، احمد حسین سہیل رقم اور فضل الٰہی مرحوم شامل ہیں۔ تاج الدین زرین رقم کے تلامذہ میں حافظ محمد یوسف سدیدی ہفت رقم، صوفی خورشید عالم، مخمور سدیدی جیسے ماہرین فن شامل ہیں جن معروف خوشنویسوں نے تاج الدین زرین رقم کی تقلید کی ان میں ملتان کے حافظ ابن کلیم بھی شامل ہیں۔ الماس رقم کے شاگردوں میں ان کے فرزند محمود احمد اور ان کے بھانجے جمیل احمد تنویر رقم، محمد صدیق، خواجہ محمد شفیع اور محمد اقبال عباسی شامل ہیں (تاریخ فن خطاطی-ابن کلیم ملتانی)

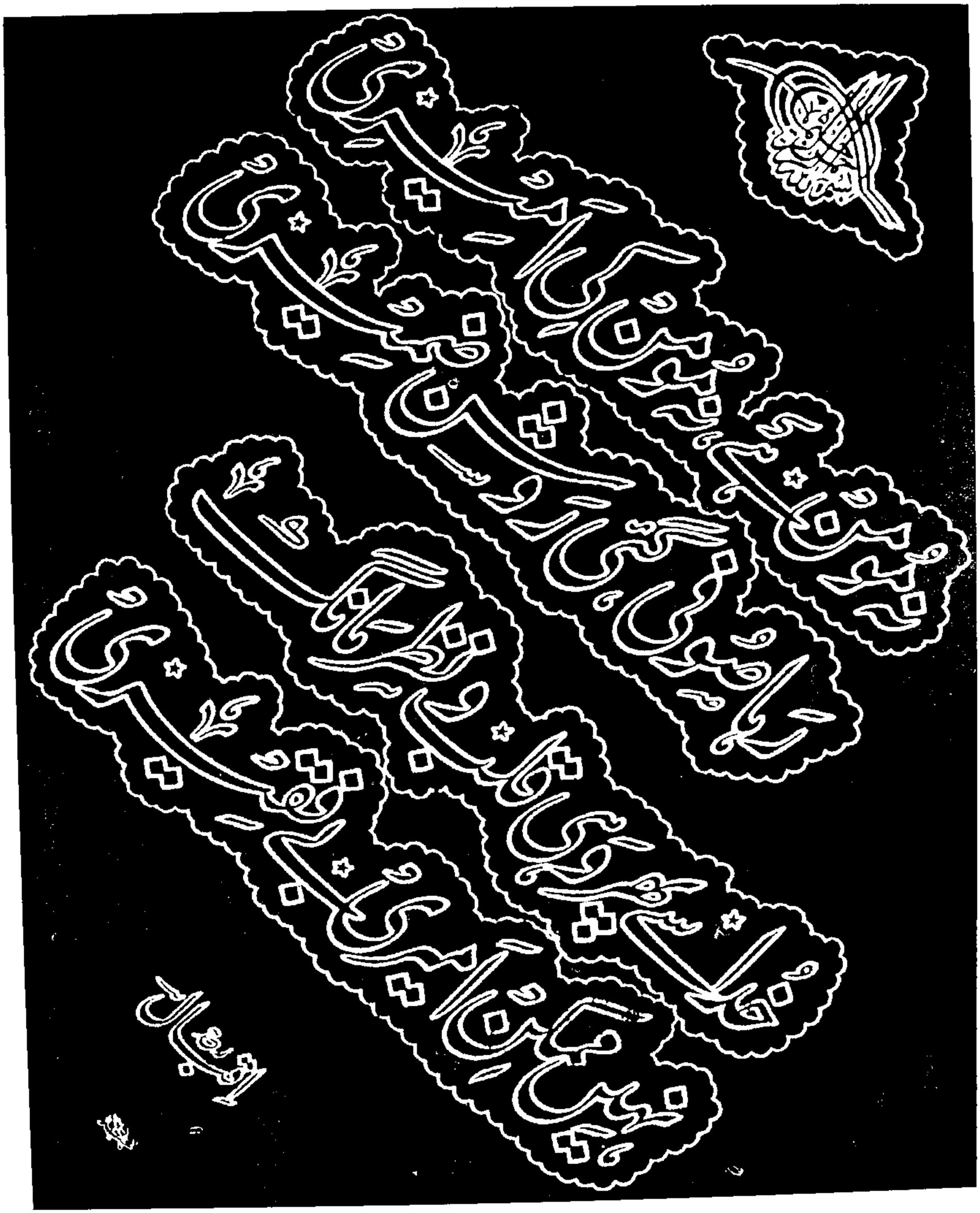
عبداللہ (اوّل)

آپ نے خط ثلث اور خط نسخ میں عبداللہ قریمی سے مہارت حاصل کی تھی۔ (مناقب ہنروران)

عبداللہ تبریزی ملاّ مشکین قلم

شیخ فیض اللہ سہارنپوری کے مرید اور شاہ نعمت اللہ ولی کی اولاد میں سے تھے۔ علوم ظاہری اور کثرت اسباب کے ساتھ کمالات باطنی سے موصوف اور خط نستعلیق کے بااصول اور اعلیٰ خوشنویس تھے۔ اکبری اور جہانگیری عہد میں ملازمت شاہی میں داخل رہے اور مشکین قلم کے خطاب سے متفخر ہوئے۔ فن شاعری میں وصفی تخلص تھا۔ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں اس باکمال خطاط نے انتقال فرمایا اور آگرہ میں دفن ہوئے۔ عہد جہانگیر کے اکثر کتیبہ جات مثل کتبہ مزار شاہ بیگم (والدہ خسرو) واقع خسرو باغ الہ آباد اور کتبہ لاٹھ (قلعہ الہ آباد) ان کی یادگار ہیں۔

Marfat.com



نمونہ خط عبدالمجید دہلوی

Marfat.com

Marfat.com

سید عبدالمجید دہلوی

نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانئے

غالب

صبح کا ہونا ہو جانا گانیہ سازِ ہستی ایکدن

نمونہ خط ۱۷۲

عبدالمجید پروین رقم

نوازشِ دلِ ما کن کہ دل نوازتوئی

بپاسخِ طرادرِ عزیز جان من نیز نوازش علی خان سلمہ

عبدالمجید پروین رقم

بسازکارِ غریباں کہ کارسازتوئی

Marfat.com



نمونہ خط عبدالمجید دہلوی

Marfat.com

عبداللہ ضیرفی، مولانا

محمود تبریزی کے فرزند تھے اور فن کتابت میں سید حیدر کے شاگرد تھے۔ آپ عمارتوں پر خط جلی لکھنے میں مشہور تھے۔ اوائل آٹھویں صدی ہجری کے آپ کی کتابت کے نمونے دریافت ہوئے ہیں۔ (مناقب)

عبداللہ قریمی

احمد قرہ حصاری کا شاگرد اور پلادروم کے مشہور آفاق خوشنویسوں میں سے تھا۔[1]

عبداللہ قزوینی، مولانا

آپ سلطان یایسنغر میرزا کے درباری خوشنویس تھے۔ (مناقب ہنروران)

عبداللہ مارہروی

قصبہ مارہرہ کے رہنے والے تھے اکثر کتبات ان کی یادگار ہیں۔ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں بقید حیات تھے۔

عبداللہ مروی، مولانا

طباخ کے لقب سے مشہور اور خط ثلث، توقیع محقق، نسخ، ریحان، رقاع اور تعلیق کو نہایت خوبی سے لکھنے میں مشہور تھا۔[2]

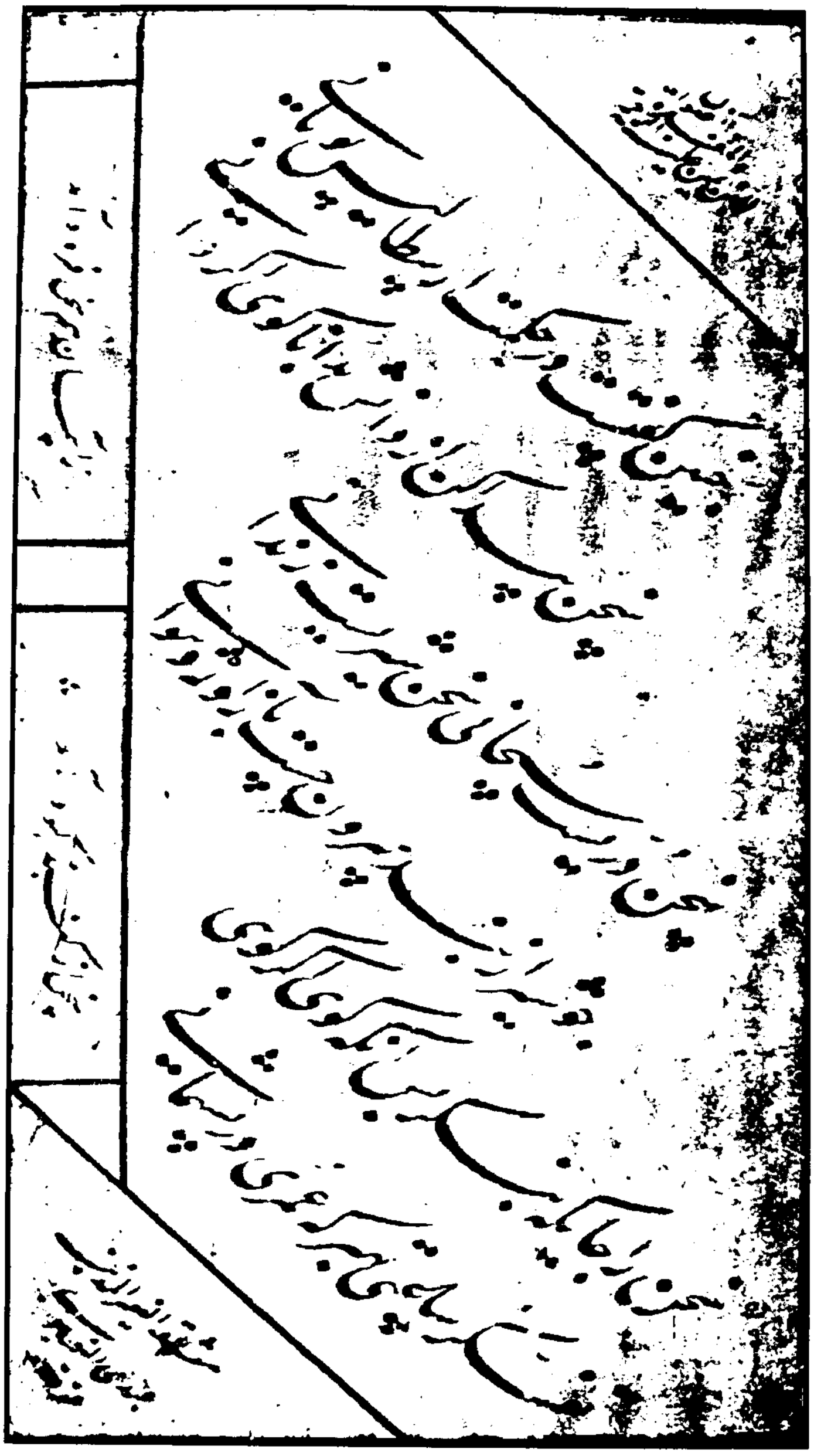
عبداللہ مشہدی، مولانا

(متوفی ۸۳۸ھ/۱۴۳۴ء) آپ مولانا سلطان علی مشہدی کے تلامذہ میں سے تھے۔ (مناقب)

عبداللہ، ملا

بقول ڈاکٹر مہدی بیانی (آثار واحوال خوشنویسان) کے اس نام (عبداللہ) کے بیس خوشنویس گزرے ہیں۔ یہ فیصلہ کرنا سخت دشوار ہے کہ یہ تحریر کس دور کے عبداللہ کی ہے۔

Marfat.com



نمونہ خط عبدی نیشاپوری

Marfat.com

عبداللہ، میر

مورخین نے میر علی تبریزی کے فرزند میر عبداللہ تبریزی کو بھی بالاتفاق اعلیٰ خوشنویس لکھا ہے انہوں نے خط کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی ان کے لکھے ہوئے اکثر کارنامے محفوظ ہیں وہ اپنے ترقیمہ پر نام اس طرح لکھتے تھے:

''اقل المماليک العبد عبداللہ بن الکاتب السلطان ختم اللہ الحسنی فی خامس شہر رمضان المبارک سنۃ تسع وثمانیۃ الہجرۃ بدار السلطنۃ بغداد حمیت عن الاضداد[۲]''

عبداللہ، میرزا

حاجی قاسم شاگرد میر فتح اللہ شیرازی کا بیٹا اور شاگرد تھا۔ خط نسخ میں کمال پیدا کر کے عالمگیر بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہو کر منظور نظر ہو گیا[۳]۔

عبداللہ میرزادہ (اوّل)

حاجی قائم کا شاگرد، میر فتح اللہ شیرازی کا فرزند اور شاگرد تھا۔ خط نسخ میں اس قدر کمال پیدا کیا کہ عالمگیر بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہو کر ان کا منظور نظر ہو گیا۔

عبداللہ میرزادہ (دوم)

سید محمد امیر رضوی دہلوی (میر پنجہ کش) کے شاگرد رشید اور غدر سے قبل نستعلیق نویسان میں مشہور تھے۔ ایک ماہر کا بیان ہے کہ آپ کا نستعلیق آقا عبدالرشید کے خط پر فوق رکھتا تھا۔

عبیداللہ، میرزا

سید محمد امیر رضوی کے شاگرد رشید اور غدر سے قبل خط نستعلیق میں مشہور تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قطعہ راقم الحروف کی نظر سے گذرا ہے جو نہایت نفیس طلائی گلکاری کے درمیان لکھا ہوا تھا اس کا خط نستعلیق بے نظیر اور آقا رشید کے طرز پر لکھا ہوا تھا[۴]۔

نمونه خط عربشاه اشیر ازی



Marfat.com

عرب شیرازی

آپ خط نستعلیق کے بلند پایہ استاد تھے۔ محمود شہابی کی طرز پر لکھتے تھے۔ تلاشِ بسیار کے بعد بھی ان کے حالات نہیں مل سکے۔

عزیز کوکلتاش، میرزا

اکبر کے رضاعی بھائی تھے۔ فن خوشنویسی اور مصوری کے باکمال استاد تھے۔

عصمت اللہ یاقوت رقم، میر

شاہ عالم ثانی علی گوہر ($\frac{۱۲۲۴-۱۱۷۳ھ}{۱۸۰۶-۱۱۷۳ء}$) کے عہد کے مشہور خوشنویس تھے جن کے زورِ قلم کی یادگار ایک قرآن جو بے نظیر اور لاثانی تھا ہندوستان میں موجود تھا۔ اس قرآن شریف کو پنجاب کے مشہور رئیس راجہ جہاندار خاں چیف گھگر (سی، آئی، اے) نے دس ہزار روپے میں ہدیہ کیا تھا۔ یہ اس دور کی بڑی رقم شمار ہوتی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس لاثانی قرآن کے حُسن اور لاگت کے لحاظ سے لاکھوں کی رقم بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

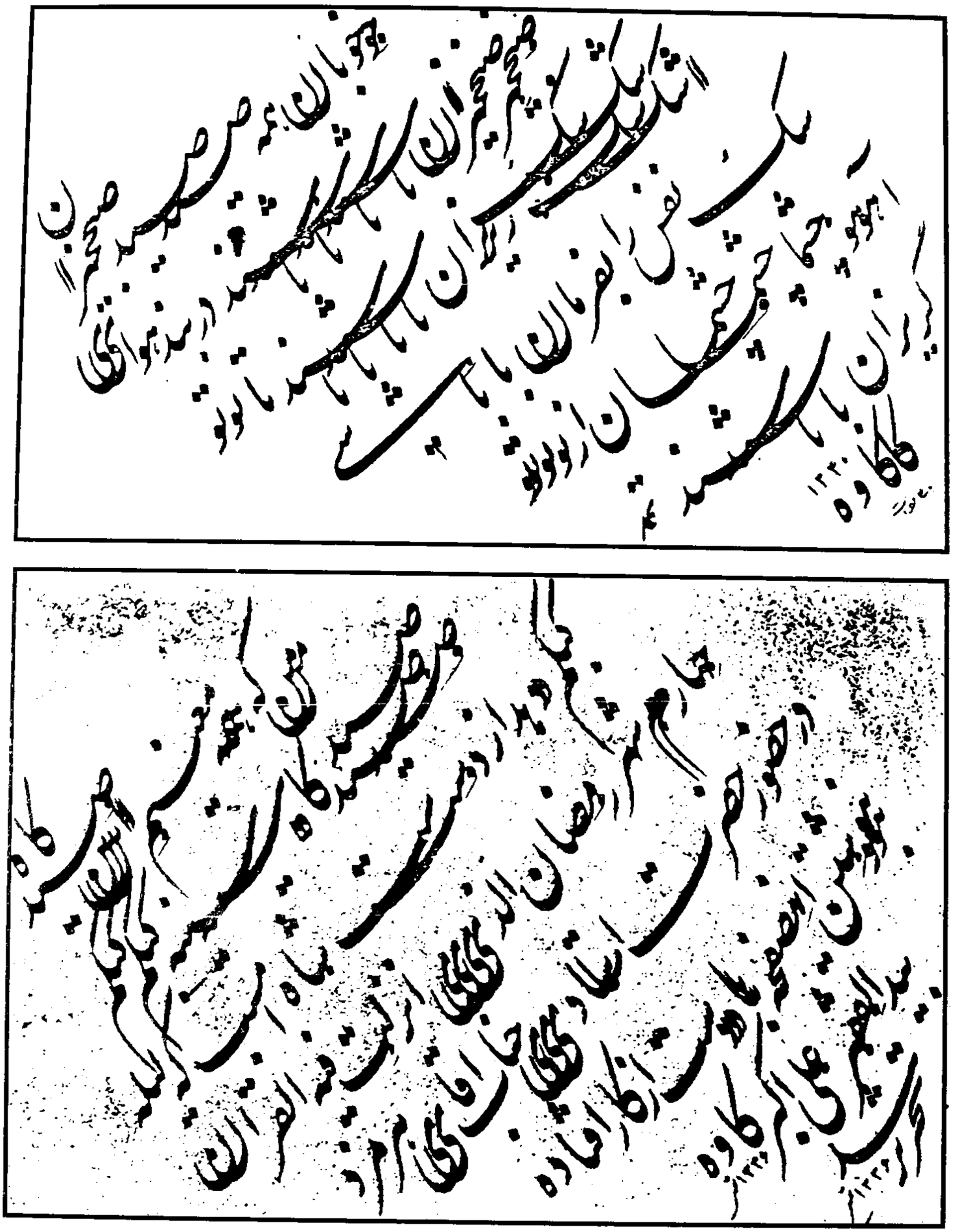
عضد بخاری

عبدالرحیم خوارزمی کے شاگرد تھے صنعت طلاکاری سے بھی واقف تھے۔

علا بیگ تبریزی، خطاط

آپ دسویں صدی ہجری دارالسلطنت تبریز کے مشہور خوشنویس تھے۔ علی بیگ کے شاگرد تھے۔ اور لقب ''جمال الملک'' تھا۔ ''صاحب الزماں'' تبریز اور ''جامع مسجد'' کے کتبیہ جات آپ نے لکھے تھے ان مقامات کے علاوہ قبرستان تخت فولاد کی قبور کے بعض سنگی کتبات بھی آپ کے کتابت کردہ تھے۔ ہندوستان بھی آئے۔ (گلستان ہنر)

Marfat.com



نمونه خط علی اکبر کاوه

علاءالدین مارہروی

وطن مارہرہ تھا اور خط نستعلیق کے ماہر تھے۔ قصبہ ماہرہ میں اکثر کتبے ان کی یادگار ہیں۔ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں بقید حیات[1] تھے۔

علاءالدین محمد، مولانا

ان کا شمار بھی ہرات کے مشہور خوشنویسوں میں ہوتا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے حالات نہیں لکھے۔

علامہ فتح اللہ شیرازی

اکبری نورتن علامہ فتح اللہ کا شمار درجہ اعلیٰ میں ہے۔ ہر علم وفن کی مجالسِ میں یہ صدر نشین ہوتے تھے۔ فن خوشنویسی ان کے کمال کا ایک ادنیٰ درجہ تھا۔ ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء بمقام کشمیر انتقال ہوا۔

علی احمد اکبرآبادی، منشی

خط نستعلیق اور خط نسخ کے استاد اور جامع مسجد اکبرآباد کے مدرسہ میں طلباء کو خوشنویسی کی مشق کراتے تھے[1]۔

علی احمد دہلوی، مولانا

مولانا حسین نقشی مہرکن (دہلوی) کے بیٹے اور کمالات ظاہری اور باطنی سے متصف تھے اور دونوں باپ بیٹے مہرکنی میں اُستاد خصوصاً مولانا احمد علی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ عراق وخراسان اور ماوراالنہر تک کے لوگ تبرکاً اپنی مہریں ان سے کندہ کراتے تھے۔ جمیع فضائل علمی اور کمالات انسانی کے باوجود مہروں کی کندہ کاری میں اپنے فضائل کو پوشیدہ رکھا تھا۔ انشاء اور املا میں بے نظیر اور جملہ خطوط کے لکھنے میں ید بیضا تھے۔ شہزادہ سلیم (جہانگیر) کی استادی کا بھی شرف حاصل[1] تھا۔

علی بیگ

تبریز کے اعلیٰ خوشنویسوں میں شمار ہوتا تھا۔ خطوط ستہ (چھ) پر مہارت تھی اور بہت اچھا لکھتے تھے۔

علی بیگ تبریزی

آپ ملا شمس الدین محمد تبریزی کے شاگرد تھے اور ملا حسین خوشنویس (تبریزی) سے بھی اصلاح لی۔ آپ کا کتابت کردہ قرآن جس پر تاریخ کتابت ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء لکھی ہے محفوظ ہے۔ (دانشمندران آذربائیجان ص ۲۷۷)

علی تبریزی، میر

میر علی تبریزی (متوفی ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء) کو عام طور پر قدوۃ الکتاب واضح خط نستعلیق اور مشاہیر فضلاء عہد تیمور ——— میں شمار کیا جاتا ہے میر علی حافظِ قرآن اور شاعر بھی تھے۔ اس دور کے شائقین نے میر صاحب سے تعلیم خط حاصل کر کے اعلیٰ مراتب حاصل کئے[۲]۔ میر علی تبریزی کے بارے میں عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خط نستعلیق کے موجد ہیں آپ نے خط کے اصول وقواعد بھی نظم کئے ان کے مقرر کردہ قواعد عظیم لائبریریوں کی زینت ہیں۔

میر علی تبریزی کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک مخطوطہ کلیات کمال الدین محمود خواجہ کرمانی'' بخط نستعلیق برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے جس کا نمبر A.D.D.18-113 ہے یہ نسخہ دراصل بغداد میں سلطان احمد جلائر کے دربار سے وابستہ ہونے کی وجہ سے سلطان کی خواہش پر لکھتا تھا[۳]۔

سلطان احمد باشادہ بن جانے کے بعد تبریز سے بغداد آ گیا تھا۔ اور اپنے ہمراہ وہاں کے خطاط، مصورا اور دیگر فن کار لے آیا تھا انہیں میں میر علی تبریزی اور ان کے فرزند عبداللہ بھی تھے جنہوں نے بغداد میں بیٹھ کر فارسی مسودات کو تیار کیا۔ محققین کے نزدیک میر صاحب نے طویل عمر پائی۔ مصنف ''شاہد صادق'' کے بیان کے مطابق ان کا انتقال ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء میں ہوا۔

علی رضا تبریزی، عباسی

عہد صفوی بزرگ ترین خوشنویسوں میں سے تھے اور وطن تبریز تھا۔ ابتدائی تعلیم ملا علا بیگ تبریزی کے یہاں حاصل کی اور وہیں فنِ کتابت کے بارے میں رغبت پیدا ہوئی اس کے بعد وہ تبریز سے قزدین آ گئے اور وہاں کی جامع مسجد میں سکونت اختیار کر لی اور امیر فرہاد کی ملازمت میں داخل ہو کر کتابت میں مشغول ہو گئے۔ قزدین سے امیر فرہاد اپنے ہمراہ خراسان لے آیا۔ جب شاہ عباس کو آپ کے جوہر کا علم ہوا تب اصفہان میں اپنے دربار سے منسلک کر دیا۔ شاہ عباس کے ساتھ سفر وحضر میں

Marfat.com

رفاقت کا موقع ملا اسی وجہ وہ اپنے کتابت کردہ نمونوں میں لفظ عباسی کا اضافہ کرتے تھے۔

علی رضا (عباسی) تبریزی زیادہ تر خط نسخ اور ثلث میں مہارت رکھتے تھے جیسا کہ اس عہد عمارات کے کتبات سے ظاہر ہوتا ہے۔ نستعلیق کی مشق میر علی ہروی کی وصلیوں کو دیکھ کر کی تھی۔ ''مراۃ العالم'' میں لکھا ہے کہ انھوں نے میر علی کے مرقعات کو اس طور پر مجلد کیا تھا کہ دو نمونے میر صاحب کے اور دو نمونے اپنی ذاتی نقل کیے تا کہ دیکھنے والے خط کی مماثلث دیکھ کر داد دے سکیں۔ اسی مماثلث کے زیر اثر علی رضا کو میر علی کا تلمیذ قرار دیا ہے۔ ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں بعمر ایک سو بیس سال انتقال ہوا۔

علی رضا، ملا

آپ خط نستعلیق میں سلطان علی مشہدی کے شاگرد تھے۔ (مناقب ہنروران ص ۱۲۸)

علی شیر نوائی، مولانا

ہرات کے سلطان حسین میرزا بایقراء کے عہد کے مشاہیر م خطاطان میں ممتاز درجہ تھا۔ نستعلیق نہایت صفائی اور خوبصورتی سے لکھتے تھے۔ سلطان حسین کو ان کا خط بہت پسند تھا۔

علی محمد خاں رستم قلم

آپ کا وطن فرخ آباد تھا۔ علی گڑھ میں مقیم رہے۔ میر احمد حسن حسینی سپہر رقم (رامپوری) کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ علی گڑھ میں کثیر طلباء نے فن خوشنویسی میں استفادہ کیا۔ علی گڑھ میں انکی قلمی نگارشات محفوظ ہیں۔

حقیقت میں خط نستعلیق کے رستم قلم تھے زور قلم کا اندازہ انکی وصلیوں سے ہوتا ہے۔ ان کے خط سے متاثر ہو کر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم صدر جمہوریہ ہند نے بھی ان سے اصلاح لی تھی۔ ذی استعداد اور کتابت میں بیحد محتاط تھے (صحیفہ خوشنویسان) خانوادہ میر عیوض علی اور ان کے شاگرد مولوی الہی بخش رامپوری کا رنگ غالب ہے۔

عنایت اللہ

پہلے قاضی عصمت اللہ کی طرز پر لکھتے تھے بعد کو لاہوری طرز میں لکھنے لگے۔ مسجد عباد اللہ خاں (دہلی) میں رہتے تھے اور اکثر افغانی ان سے کلام اللہ م خریدتے تھے۔ آخری عمر میں برص کا داغ ہو گیا تھا۔ اپنے لڑکے کے ساتھ لکھنؤ چلے گئے[۲]۔

عنایت اللہ خاں

میرزا شکر اللہ کشمیری کا فرزند اورنگ زیب عالمگیر کا منظور نظر تھا۔ ان کی ماں حافظہ مریم نہایت تعلیم یافتہ اور صالحہ خاتون تھیں جنہیں شاہزادی زیب النساء کی استادی کا شرف حاصل تھا۔ عنایت اللہ خاں پاکیزہ صورت خوش وضع، متین و پرہیز گار تھے۔ فن خوشنویسی، انشا اور املا کے کمالات سے پیراستہ تھے انکی وساطت سے جو احکام شاہزادوں اور امرا کے نام جاری ہوتے تھے ان کو آپ نے جمع کیا اور مجموعے کو احکام عالمگیری کے نام سے موسوم کیا۔

اس کے علاوہ ''شقہائے دستخطی بادشاہ'' کو فراہم کر کے کلمات طیبات نام رکھا جواب رقعات عالمگیری کے نام سے موسوم ہے۔

۱۱۳۹ھ/۱۷۲۶ء میں جب کہ منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہوئے انتقال کر گئے[۲]۔

عنایت اللہ شیرازی

عہد اکبری میں جس کتاب خانہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اس نے بہت ترقی کی اس کتاب خانہ میں ایک نگارستان (اسٹوڈیو) بھی تھا۔ جس میں بلند پایہ مصور اور خطاط کام کرتے تھے ایک نسخہ بنام ''رزم نامہ'' (مہابھارت) فارسی میں ترجمہ کر کے (۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء) میں تیار کیا گیا۔ اس نادر مصور نسخے کی کتابت عنایت اللہ شیرازی کی تھی۔ اس نسخے کی تیاری کا اہتمام خواجہ محمد شریف بن خواجہ عبدالصمد شیریں قلم کے سپرد کیا گیا۔ جو اکبر کا دین الہای میں ''مرید چہار مرتبہ اخلاص'' تھا۔ ملا بدایونی کے بیان کے مطابق عنایت اللہ شیراز کا باشندہ تھا۔ اور شاہی کتب خانے سے منسلک تھا۔ (سرگذشت ص ۱۳۴)

Marfat.com

عوض علی ملیح آبادی، میر

آپ کا تخلص عدیل تھا اور میر چاند علی کے فرزند تھے ملیح آباد اصل وطن تھا۔ کتب درسیہ مولوی سلامت اللہ لکھنوی سے پڑھیں۔ عربی اور فارسی میں صاحب استعداد تھے۔ فن خوشنویسی حافظ نوراللہ سے حاصل کیا تھا۔ خط نستعلیق کے ماہر استاد تھے۔ جس زمانے میں نواب محمد سعید خاں (جنت آرام گاہ) لکھنؤ میں تشریف فرماتے تھے، نواب سید یوسف علی خاں (فردوس مکاں) کی تعلیم کے لئے میر صاحب کو مقرر کیا تھا اسی وجہ سے میر صاحب رامپور آ گئے۔ اس کے بعد نواب سید کلب علی خاں (خلد آشیاں) کے معلم مقرر ہوئے۔ فن خوشنویسی میں بابرکت ایسے تھے کہ جس نے چند روز بھی مشق کی خوشخطی سے محروم نہ رہا۔ اس دور سے عصر حاضر تک جتنے بھی خوشنویس ہیں وہ سب خانوادہ میر صاحب کی کڑیاں ہیں۔ روہیل کھنڈ میں فن خوشنویسی میر صاحب کے تلامذہ کے ذریعے ہر دلعزیز ہوا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ اور میرزا غالب سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ آپ کے کتبات کا نادر ذخیرہ خلد آشیاں کے عہد سے کتب خانہ سرکاری (رامپور رضا لائبریری) میں محفوظ کر دیا تھا[1]۔

عین علی چلبی

آپ ولایت روم کے شعبۂ دیوانی میں کاتب تھے۔ (مناقب ہنروران)

Marfat.com

غ

غازی الدین خاں

عماد الملک غازی الدین فیروز جنگ امیر الامراء آصف جاہی پہلے محمد شاہ کے وزیر تھے اس کے بعد عالمگیر ثانی کے وزیر ہوئے۔فن خوشنویسی میں ہفت قلم تھے اور ہفت زباں بھی۔شاعری میں نظام تخلص تھا۔عالمگیر کی وفات پر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء میں بمقام کالپی انتقال ہوا۔نستعلیق میرزا محمد علی کی طرز پر اور نسخ یاقوت رقم کے انداز پر لکھتے تھے۔عام مراسلت میں شفیعہ لکھتے تھے۔

غلام رسول خاں، مولوی

رامپور کے رہنے والے تھے۔عربی درسیات پر عبور تھا۔خط نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔قرآن شریف کے املا پر بہت قدرت تھی۔ فضل الرحمٰن خاں آپ کے فرزند تھے یہ عربی فارسی کے استاد اور ریاضی وعلم ہندسہ میں بے مثل تھے۔خط نسخ، نستعلیق اور شکستہ کے استاد تھے۔علم ہندسہ کا ان کے مقابلے میں کوئی نہ تھا۔غلام رسول خاں خوشنویس کا انتقال ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں ہوا[1]۔

غلام علی خاں

یہ خوشنویس کے لقب سے مشہور تھے[2]۔

غلام علی، میر

یہ بھی خط شکستہ کے استاد تھے۔۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء تک بقید حیات تھے۔(تحقیقات ماہر)

غلام محمد خاں

استاد زمانہ تھے فن مصوری میں استاد کامل اور ناخن نویسی میں یدِ طولی رکھتے تھے۔

Marfat.com

غلام محمد ہفت قلمی، مولانا

آپ دہلی کے باشندے تھے۔ اکبر شاہ ثانی کے عہد میں مولانا غلام محمد بھی اساتذہ فن میں سے تھے۔ اور طبقہ خوشنویسان پر ان کا یہ احسان ہے کہ نہوں نے ایران اور ہندوستان کے خطاطین کا ایک تذکرہ لکھا اور اس میں خطاطین کے ارتقائی منازل بیان کئے تاریخی موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے جس کو سر ولیم جونس اور مولوی ہدایت حسین نے ایشیاٹک سوسائٹی (کلکتہ) کی طرف سے ۱۹۱۰ء میں بزبان فارسی شائع کیا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے اسی تذکرے کی تحریر اول کا مخطوط بہ عنوان تذکرۃ الکاتبین رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے۔

مولوی غلام محمد صاحب فارسی کے ادیب تھے اور راقم تخلص تھا۔ عربی سے بھی واقف تھے۔ فارسی نثر و نظم بے تکلف لکھتے تھے جس کا اندازہ تذکرہ خوشنویسان سے ہوتا ہے۔ مولانا دہلی کے باشندے تھے اور حکیم قدرت اللہ خاں کے شاگرد تھے۔ نسخ، نستعلیق، ثلث، شفیعہ اور ریحان بے مثل لکھتے تھے۔ علم طب کے ذوق میں دہلی سے لکھنؤ آئے اور حکیم میرزا عشق کے شاگرد ہوئے اور ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء میں لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ (تحقیقات ماہر حصہ دوم)

غلام محی الدین خاں

نصرت خاں کی اولاد میں تھے۔ رامپور میں پیدا ہوئے جس جگہ صدر کچہری ہے اس جگہ مکان تھا تعمیر کچہری کے بعد فرنگی کی گلی میں مکانات بنائے۔ اصول فقہ رامپور میں پڑھا۔ زہد و تقویٰ میں بیمثل تھے۔ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ دہلوی سے بیعت تھے اور حضرت شاہ ابوسعیدؒ صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ خط نسخ کے استاد تھے۔ قرآن شریف کے پارے لکھ کر مساکین کو مفت تقسیم کرتے تھے۔ فقہ اور اصول فقہ میں خوب دستگاہ تھی اسی ۸۰ سال کی عمر میں (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) میں انتقال ہوا۔ مولانا جمال الدینؒ صاحب کے مزار کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

غلام مرتضیٰ، مُنشی

ان کا حافظہ بہت قوی تھا۔ کتابت میں اس قدر تیز دست تھے کہ ایک مرتبہ خان آرزو شاہجہاں آباد سے عظیم آباد جاتے ہوئے لکھنؤ میں ٹھہرے۔ سراج اللغت انہوں نے اسی زمانے میں لکھی تھی۔ یہ ان سے دیکھنے کو لائے اور رات بھر میں نقل کر لی[1]۔

Marfat.com

غیب اللہ امامی، مولانا شیخ

ان کے ایک بھائی کا نام شیخ محمد امامی تھا۔ یہ دونوں مولانا اظہر کے تلامذہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر ''ریحان نستعلیق'' میں موجود ہے۔ یہ دونوں بھائی سلطان علی مشہدی سے مختلف لکھتے تھے۔ ان دونوں حضرات کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ ایک نسخہ ''صد کلمہ'' حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا ذکر ڈاکٹر مہدی بیانی کے مجموعہ (آثار و احوال خوشنویسان) میں موجود ہے جس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے:

"کتبه العبد الا حقر غیب الله امامی غفرذ نوبه وستر عیوبه فی سنة ثلث و تسعین و ثما نئة النبویه"

ان دونوں بھائیوں کی پرورش گیلان میں ہوئی تھی۔ شیخ غیب اللہ امامی بذات خود ایک زبردست خوشنویس تھے۔ ایران کے کتب خانہ میں ایک نسخہ ''انیس العشاق'' از شرف الدین الہامی آپ کا کتابت کردہ محفوظ ہے۔

Marfat.com

ف

فاضل خاں میر منشی

آپ کا نام شیخ مخدوم تھا۔ ابتداء میں شہزادہ محمد اعظم شاہ کی منشی گری سے مفتخر تھے۔ ۲۲ جلوس عالمگیری میں منصب پانچ صدی پر سرفراز ہو کر خدمت دارالانشائے بادشاہی سے نامور اور خطاب میر منشی سے موصوف ہوئے ۲۸ جلوس عالمگیری میں فاضل خاں کے لقب سے معزز ہوئے۔ انشاء اور املا میں بے نظیر اور منشی بے بدل تھے۔ ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء میں فوت ہوئے[1]۔

فاطمہ

(زوجہ جعفر برمکی) محمد حسین کی بیٹی تھی۔ علم و فضل کے ساتھ کمالات شاعری سے موصوف اور فن خوشنویسی اور حساب دانی میں یگانہ روزگار تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے اس کا دودھ پیا تھا۔ خاندانِ برامکہ کی تباہی کے وقت یہ خاتون زندہ تھی۔ اس نے خلیفہ کے سامنے نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کر کے کئی مرتبہ اس کو قائل کیا۔ کوئی بہتر نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ فاطمہ کی بقیہ زندگی بڑی خراب گزری[2]۔

فاطمہ بنت سلطان محمد سلجوق

خلیفہ المقتضی لامر اللہ کی زوجہ تھیں۔ نہایت تعلیم یافتہ، فن خوشنویسی کی ماہر اور امورات ملکی میں صاحب الرائے تھیں۔ خلیفہ کی طرف سے فرامین اور مراسلات خود لکھا کرتی تھیں ۵۴۲ھ/۱۱۴۷ء میں وفات[3] پائی۔

فاطمہ العطاری

حسن بن علی العطار کی دختر اور بنت الاقرع کے نام سے مشہور تھیں۔ آپ نے فن خطاطی میں ایسا کمال پیدا کیا کہ اس کے کاتبین ان کے خط کے نقل کرتے تھے۔ ممالک غیر کو جو صلح نامے جایا کرتے تھے وہ فاطمہ ہی کے قلم کے ہوتے تھے ایک مرتبہ اس نے ایک ورق لکھ کر امیر عمید الملک ابونصر کندی کی خدمت میں روانہ کیا تو اس نے اس کی تحریر کو پسند فرما کر ایک ہزار دینار صلہ مرحمت فرمایا۔ (تذکرہ خوشنویسان، قلمی صفحہ ۵۸)

Marfat.com

صد هزاران صورت اندر قالب حسن و جمال

هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب — هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

ین شعر شان مولی خواجگی مدحیہ آلو سلوک نہایت بجا ہے

ریختند اما ز تو مطبوع تر کم ریختند

کتبہ یہ شعر بخط جمیل الدین صاحب مرحوم جو شاہ جہاں اور بادشاہ الدین مرحوم کے خوشنویس تھے

سب شعر مولوی محمد فاضل مرحوم بخط نستعلیق مرقوم شد

مولوی محمد فاضل
خوشنویس

فاطمہ، اندلسیہ

زکاریہ انرابلیری کی دختر تھی جو خلیفہ الحکم کے عہد میں ایوانِ خلافت کا ایک خادم تھا۔ ابن حسان کا بیان ہے کہ اندلس میں کوئی خاتون حسن معاشرت اور حسن وجاہت میں کوئی اس کی ثانی نہ تھی۔ فن کتابت میں تمام اندلس اس کی قابلیت اور فن تحریر کو تسلیم کرتا تھا۔ اس نے خلیفہ الحکم کے کتب خانے کے لئے بہت سی کتابیں نقل کی تھیں[1]۔

فخری بروسوی

آپ بروسہ کے رہنے والے تھے اور اواخر دسویں صدی ہجری میں موجد تھے آپ کے کتابت کردہ قطعات کتاب خانہ ''خزینۃ الاوقاف'' استنبول میں محفوظ ہیں۔ (مناقب ہنروران)

فدا حسین مارہروی، مولوی

ابن منشی امداد حسین علم وفضل میں یکتا اور خط نسخ، نستعلیق اور شفیعہ میں خوش قلم اور شیریں رقم تھے۔ ابتداء میں پیشہ وکالت تھا اس کے بعد عہدۂ جلیلہ منصفی پر سرفراز ہوئے۔ (تذکرہ خوشنویسان اردو)

فریدالدین خاں اکبرآبادی، منشی

اپنے والد بزرگوار منشی محمد وزیر خاں کے شاگرد اور خط نسخ و نستعلیق اور قطعات اور طغرا نویسی میں ید بیضا رکھتے تھے۔ مصوری اور فوٹوگرافی میں بڑے بڑے ہندوستانی باکمال استادوں اور یورپین پروفیسروں سے فیض حاصل کر کے اپنے فنون لطیفہ میں کمال پیدا کیا اور اپنی جدت طبع اور ذہن کی رسائی سے پتھر کی چھپائی میں مصوری کا ایک خاص طرز ایجاد کیا جس کی وجہ سے لیتھو میں فوٹو کی ہاف ٹون تصاویر اور نقشے بعینہٖ چھپ جاتے تھے۔ اس کے علاہ لیتھو کی چھپائی میں اور بھی باریکیاں اور نفاست پیدا کی تھی۔ نقاشی میں بھی دست قدرت حاصل تھا۔ موزوں طبع تھے۔ اور گوہر مخلص[2] تھا۔

Marfat.com

فصیح الدین، مولانا

موزوں طبع تھے اور صاحبؔ تخلص تھا۔ امیر علی شیر نوائی کے مصاحبوں میں ممتاز تھے۔ سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے عہد حکومت میں عہدہ داروغہ مصحف سے متفخر ہوئے۔فن خطاطی کے علاوہ شطرنج بازی میں یکتا،فن موسیقی میں طاق اور شعر گوئی اور خصوصاً تاریخ گوئی میں بے نظیر تھے۔۱۰۱۷ھ/۱۵۱۱ء بمقام استرآباد انتقال ہوا[1]۔

فضائل خاں عالمگیری

اصلی نام اور لقب فضائل خاں تھا۔علمی کمالات شیخ عبدالعزیز اکبرآبادی سے حاصل کر کے اول شاہزادہ معظم کی سرکار میں ملازم ہوئے۔۵۲ جلوس عالمگیری میں داروغہ کتاب خانہ اور میر منشی کے عہدے سے متفخر ہوئے۔۶ /ذیقعدہ ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کو سفر آخرت اختیار کیا۔

عربی اور فارسی کے مروجہ خطوط لکھنے میں ماہر تھے نہایت بلند استعداد اور وسیع معلومات رکھتے تھے۔فضائل خاں کا کتب خانہ نہایت وسیع تھا۔جس میں نادر و نایاب کتابیں جمع تھیں۔(تذکرہ خوشنویسان اردو، قلمی)

فضل بن حسین مارہروی، مولوی

ابن مولوی خیرات علی مصنف ''تذکرہ خوشنویسان'' کتابت حاضر کے پدر بزرگوار تھے کلام اللہ کے حافظ اور علم و فضل سے موصوف، صلاح وتقویٰ سے آراستہ تھے۔خوش قلم، شیریں رقم اور زود نویسی میں شہرۂ آفاق تھے تمام عمر درس وتدریس میں مشغول اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے[2]۔

فضل بن سہل

خلفاء بنی عباسیہ کے عہد کا مشہور خوشنویس تھا۔خط موسومہ قلم الرباسی کا موجد تھا[3]۔

Marfat.com

فہمید حسین نازکؔ رقم اکبرآبادی، منشی

منشی مجید حسن اکبرآبادی کے شاگرد رشید اور خط نستعلیق کے مشہور خوشنویسوں میں سے تھے۔ موزوں طبع اور نازکؔ تخلص تھا۔ رسالہ ''زبان'' کے ایڈیٹر اور کاتب[۴] تھے۔

فیاض حسن

ولد خوندسید احمد خاں رامپوری (متوفی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء) علوم عقلی ونقلی میں مولانا اسحٰق دہلوی کے شاگرد تھے اور نواب خلد آشیاں کے عہد کے خوشنویس تھے۔ نمونہ خط رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے[۱]۔

فیض الدین صحاف، لاہوری، مولوی

خط نسخ اور نستعلیق کے باکمال استاد تھے اور سررشتہ تعلیم پنجاب کے مطبع میں خوشنویسی کے متہم تھے[۲]۔

فیض اللہ خاں

یہ قاضی عصمت اللہ کے برادر حقیقی تھے اور نسخ کے استاد تھے۔ قلمی قرآن یادگار ہیں۔

فیضی خطاط

شہزادہ بایسنغرؔ خان کے عہد کے خوشنویس ہیں۔ مصطفیٰ علی آفندی (صاحب مناقب ہنروران) نے ان کی تربیت برادر بجاں برابر کی۔

Marfat.com

ق

قابل خاں میر منشی

ابوالفتح قابل خاں، والا شاہی کا بھائی اور عالمگیر کے عہد میں ۲۲ جلوس خدمت میر منشی سے مفتخر اور فن انشاء اور خطاطی میں شہرۂ آفاق تھے[1]۔

قاسم شادی شاہ

''گلستان ہنر'' میں لکھا ہے کہ قاسم شادی شاہ ایک معروف خطاط تھے اور سلطان محمد خندان کے مدمقابل معلوم ہوتے تھے انہوں نے کئی شاگرد کئے تھے۔ایک شاگرد کا نام میرزا حسینؔ باخرزی تھا اور دوسرے شاگرد مولانا دوستؔ محمد ہروی جنہوں نے قرآن کریم کی کتابت خط نستعلیق میں کی تھی۔ مشہور خوشنویس عیشیؔ بھی ان کے شاگرد تھے۔ قاسمؔ شادی شاہ کا لکھا ہوا ''دیوان امیر شاہی سبزواری کا ایک نسخہ کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہے جس کا کاغذ سمرقندی، حاشیہ زرافشاں، سرلوح مذہب و مرصع اور بین السطور طلا کار اور منقش ہیں اس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے:

" کاتب العبد محمد قاسم شادی شاہ غفرذ نوبها وستر عیو بها مشهد ۹۵۵ھ/۱۵٤۸ء"

قاسم علی شیرازی، مولوی

''مناقب ہنروران'' نے میر علی تبریزی کے تلمیذان میں مولانا قاسم' علی شیرازی کو بھی شمار کیا ہے۔آپ خط نستعلیق جلی اور خفی میں ماہر تھے مگر مصنف ''تاریخ رشیدی'' نے آپ کو شاگرد محمد ابریشمی المشہدی لکھا ہے اور آپ کے خط کی تعریف میں یوں لکھا ہے کہ:

''اگرچہ آپ کا خط کُند مگر غایت درجہ لطافت اور استحکام رکھتا ہے۔اور آپ کا خط کسی بھی خوشنویس سے کم نہیں۔''

آپ کو ندیمان سلطان حسین میرزا بایقراء میں شمار کیا جاتا ہے۔آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''خمسہ نظامی'' اور ایک نسخہ ''دیوان نوائی'' کتب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہے جس کا ترقیمہ یہ ہے:

" کتبه العبد المذنب الراجی قاسم علی شیرازی"

Marfat.com



نمونہ خط قطب الدین محمد یزدی

Marfat.com



نمونہ خط محمد امین سمرقندی

Marfat.com

قاضی عصمت اللہ خاں

قاضی صاحب شاہ عالم کے عہد کے مشہور خطاط اور خط نسخ کے استاد مانے جاتے تھے۔ تمام عمر کلام مجید اور حمائل شریف کے لکھنے میں صرف کردی۔ قاضی صاحب کے شاگردوں میں میر گدائی، حافظ ابوالحسن (استاد اکبر ثانی) میر کرم علی، حافظ مسعود اور عنایت اللہ مبروص بہت مشہور تھے۔ ان کے علاوہ قاضی صاحب کے مقلدین میں ایک مشہور خطاط میر محمدی تھے جو ہنگامہ غلام قادر خاں کے بعد لکھنؤ چلے گئے تھے۔ ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں فوت ہوئے۔

قانعی ملا، خطاط

مشہد کے رہنے والے تھے۔ اور میر سید احمد کے شاگرد تھے۔ (احوال و آثار خوشنویسان)

قرہ حصاری، مولانا

احمد قرہ حصاری (۹۶۳-۸۳۷ھ / ۱۵۵۵-۱۴۳۳ء) آپ نے استاد اسد اللہ کرمانی سے یہ فن لطیف حاصل کیا۔ اور چہار تن سلاطین عثمانی (بایزید، محمد فاتح، سلیم اور سلیمان) کا عہد پایا۔ (احوال و آثار خوشنویسان ۴/۱۷)

قرہ محی چلبی مذہب

آپ نقاش خانہ سلطان سلیماں خان کے استاد تھے۔ اپنے فن میں باکمال تھے۔

قطب الدین محمد یزدی خطاط

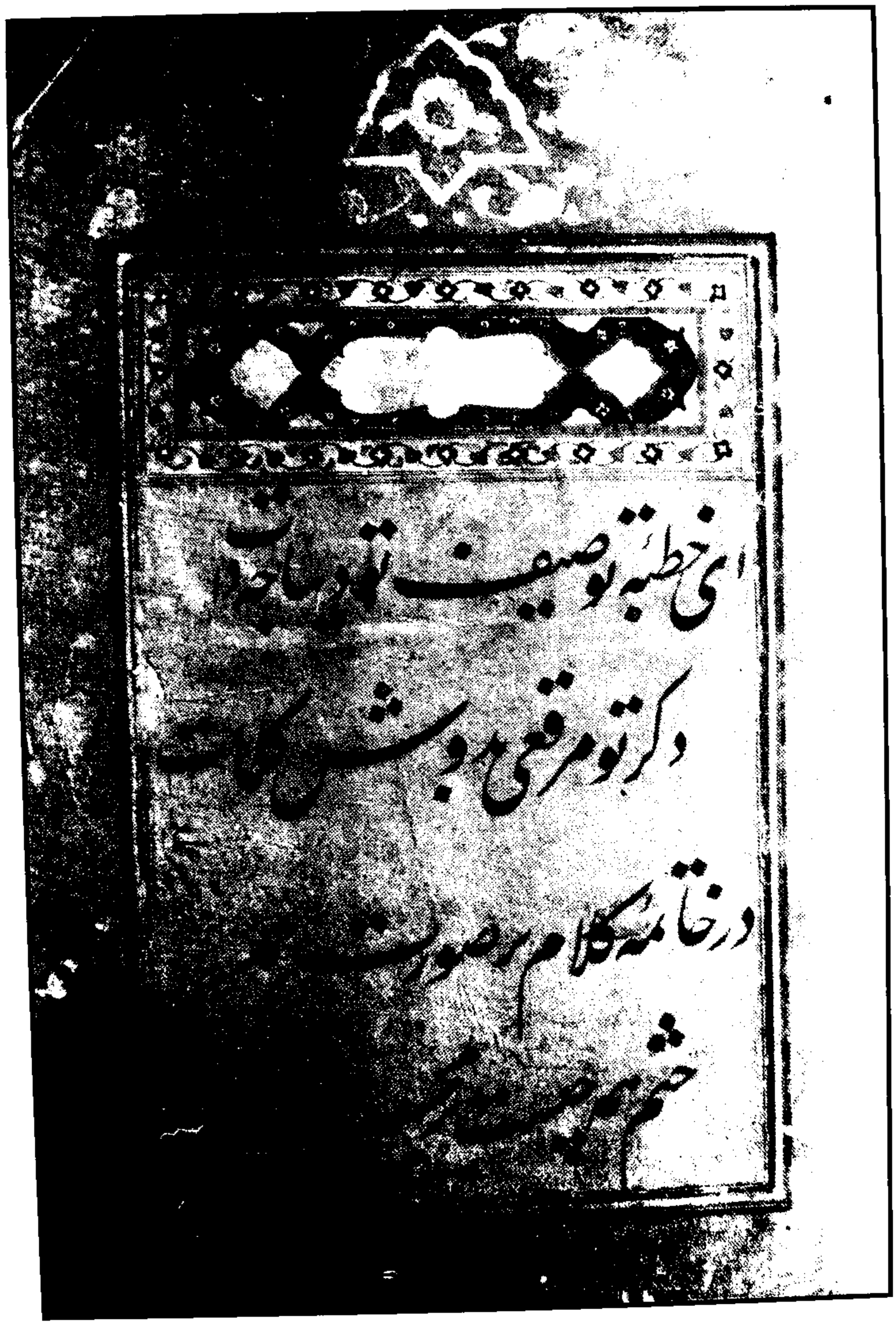
قطب الدین مالک دیلمی کے شاگرد تھے۔ اور نازک نویس تھے۔ آپ نے ایک کتاب ''حیات خطاطان نسا خاں و نستعلیق نویسان'' تالیف کی تھی۔ اس کتاب کا ترجمہ مصطفیٰ علی آفندی نے سلطان مراد خاں کے ایماء پر ترکی زبان میں کیا تھا اور اس کے مطالب کو واضح کردیا تھا۔ (مناقب ہنروران)

Marfat.com



نمونہ خط قوسی بغدادی

Marfat.com



نمونہ خط عماد

قطبۃ المحرر

دور بنوامیہ کے سب سے بڑے کاتب اور مشہور زمانہ خوشنویس تھے۔جس نے سب سے پہلے خط کوفی سے چار قلم وضع کیے[1]۔

قلمہ

خلیفہ عبدالرحمٰن الاوسط (متوفی ۲۳۸ھ /۸۵۲ء) کی کنیز تھی جو حسن و جمال اور عقل و کمال میں لاثانی تھی اور فن خطاطی میں باکمال[1] تھی۔

قلندر کاتب

تاریخ رشیدی میں تلمیذان از مولانا سلطان علی مشہدی کے ضمن میں قلندر کاتبؔ کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے غالباً یہی قلندرؔ کاتب مراد ہیں۔آپ کو شعر و سخن سے خاص لگاؤ تھا۔آپ کے شاگرد اور بھانجے شاہ محمودؔ نیشاپوری قلم برداشتہ لکھنے میں مشہور تھے۔قلندر کاتب نے طویل عمر پائی آپ کا انتقال ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ء میں ہوا۔(سرگذشت)

قوسی بغدادی

بغداد کے رہنے والے تھے اور میر عمادؔ کی روش پر لکھنے کی کوشش کرتے تھے۔مگر خط میر عمادؔ جیسا نہ بنا۔لیکن قوسیؔ کا ہم پلہ بھی کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔(خط و خطاطان)

Marfat.com



کاتب تاج

آپ ولایت روم کے خطاط تھے اپنے خط میں اسلوب تفنن شامل کر دیا تھا جس کی وجہ سے خط دیوانی (ایران) میں تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ (مناقب ہنروران)

کاتب عیشی

(متوفی ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء) متقدمین کے طرز پر لکھتے تھے۔ شیراز کے باشندے تھے۔ ہرات میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہرات سے مشہد آ کر سلطان ابراہیم میرزا صفوی کے شعبہ کتابت سے منسلک ہو کر کام کرتے تھے۔ ''آثار و احوال خوشنویسان'' کے بیان کے مطابق آپ نے ایک نسخہ ''دیوان شاہ اسمٰعیل صفوی متخلص بہ خطائی'' ۹۶۹ھ/۱۵۶۱ء میں لکھا تھا۔

کاتب مہدی قلی

نازک نویس خوشنویس تھے اور معزالدین کے شاگرد تھے۔ حسن خط اور نزاکت قلم کی وجہ استرآباد کے مقبولان میں سے تھے۔ (مناقب)

کاتبی محمد ترشیزی، مولانا

(متوفی ۸۳۹ھ/۱۴۳۵ء) آپ عبداللہ کے فرزند تھے۔ ترشیز (قریہ اوش) کے رہنے والے تھے عالم نوجوانی میں مولانا سیمی سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ استرآباد میں انتقال ہوا۔ امام زادہ معصوم کے معروف قبرستان میں دفن ہوئے۔ (مناقب)

کالکا پرشاد کائیستھ

فارسی زبان کے اعلیٰ درجہ کے ادیب اور مشہور شاعر تھے۔ موجد متخلص تھا۔ خط نستعلیق میں حافظ لطف اللہ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ مشہور ہے کہ چودہ برس تک استاد کے روبرو مشق کی۔ آخر کار خوشنویسان ہمعصر کے ساتھ مطبع منشی نولکشور (لکھنؤ) میں کتابت شروع

کی۔اس مطبع کی بہترین کتابیں آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں جن میں سے مثنوی مولانا روم اور اخلاق جلالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔(تذکرہ خوشنویسان اردو)

کرامت علی واعظ، مولانا، جونپوری

ہندوستان کے مشہور علماء اور واعظین میں سے تھے۔سنی المذہب، صوفی مشرب اور جمیع علوم معقول میں کمال کا درجہ رکھتے تھے۔عمر عزیز کا زیادہ حصہ بلاد شرقیہ کی سیاحی میں گزرا۔ ہزاروں اشخاص نے آپ کے وعظ ونصیحت سے صراط مستقیم پر قدم رکھا۔فن خطاطی میں خط نستعلیق ونسخ اور طغرانویسی میں آپ کا ہاتھ ید بیضا تھا۔خط غبار کے باکمال استاد تھے۔ چنے کی دال کے ایک دانہ پر نہایت خوشخط سورہ ''قل ہواللہ احد'' تحریر فرمائی تھی۔۳/ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں بمقام رنگ پور رحلت فرمائی۔

کریم اللہ خاں، مولوی

ولد امیر خاں (لودھی قندھاری) گھیر سیف الدین خاں میں مکان تھا۔کتب فارسی مولوی غیاث الدین عزت اور شیخ احمد مرحوم سے پڑھیں۔علوم عربی مفتی محمد سعد اللہ سے حاصل کیے۔فن خوشنویسی میں میر عوض علی ملیح آبادی کے شاگرد تھے۔نستعلیق جلی اور خفی پر بڑی قدرت تھی سیکڑوں شاگردوں نے فیض پایا۔تہجد گزار اور خوش اوقات تھے۔نواب سید محمد حامد علی خاں بہادر کی استادی کا شرف حاصل تھا۔نواب جنت آرامگاہ کے عہد سے نمک خوار ریاست تھے۔دستور قدیم کے موافق سرکار سے محض اس لئے تنخواہ عطا ہوتی تھی کہ مشق کتابت کرتے رہیں۔ بعد انتقال خلد آشیاں جنرل اعظم الدین خاں یہ قید لگادی تھی کہ مدرسہ عالیہ کے طلباء کو جا کر مشق کرائیں۔۱۸۹۶ء کو اپنی ملازمت اپنے فرزند اصغر محمد رشید اللہ خاں خوشنویس کے نام منتقل کرادی تھی۔۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں فوت ہوئے[2] آپ کے کتبات رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کفایت خاں

میرزا حسین کا نواسہ، میرزا مقیم کا بیٹا اور وزرائے عالمگیری میں سے تھا۔شکستہ نویسی میں ایسا کمال پیدا کیا کہ جملہ متقدمین پر سبقت لے گیا[3]۔

کلّن دہلوی، میر

نام ابوالحسن ہے۔سادات رضویہ میں سے تھے۔اور دو تین پشتوں سے ان کے اہل خاندان شاہجہاں آباد میں رہ رہے تھے۔

Marfat.com

خط نستعلیق میں محمد حفیظ خاں کے شاگرد تھے۔ ان کے بیٹے محمد حسین بھی خوشنویس تھے۔ اس وقت لکھنؤ میں سرکار مرشد زادہ مرزا سلیمان کے دربار میں میر منشی گری کے عہدے پر فائز ہیں۔ (تذکرۃ الکاتبین صفحہ ۶۴)

کمال الدین بہزاد مصوّر

آپ کا نام کمال الدین تھا بہزاد کے لقب سے معروف تھے۔ ہرات وطن تھا۔ اواخر عصر تیموری اور اوائل دور صفوی میں تولد ہوئے۔ سید احمد تبریزی سے فن حاصل کیا اور باکمال فنکار ہوئے۔

کمال الدین حسین

(متوفی ۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء) ہرات کے رہنے والے تھے اور یک چشم تھے۔ چھ قلم پر عبور تھا۔ خراسان سے عراق آئے اور شہر قم میں شاہ طہماسپ کے پاس گئے۔ شاہ بہت خوش ہوا اور انعام واکرام سے نوازا۔ نمدے کا لباس پہنتے تھے اور پیادہ سفر کرتے تھے۔

کمال الدین حسین شیرازی

مولانا حسن شیرازی کے فرزند تھے۔ صاحب ''منتخب التواریخ'' کا بیان ہے کہ انسان کی صورت میں فرشتہ تھے۔ ان کمالات اور اخلاق حد بیان سے باہر ہیں۔ اکبر اعظم ان کا بڑا معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ملازمت میں رہیں۔ مگر وہ دور بھاگتے تھے۔ آغاز جوانی سے اخیر عمر تک سوائے تسبیح وتہلیل اور تلاوت قرآن اور سخاوت کے اور کوئی کام ان کو نہ تھا۔ علمی قابلیت میں کامل اور شاعری اور فن خوشنویسی، املا اور انشاء ان کے موروثی علم تھے اور ہفت قلم خطاط تھے[1]۔

کوسہ محی الدین، مولانا

آپ شیخ زادہ پورانی اور ارغون کامل کے ہمعصر تھے۔ (مناقب)

کولہ قاسم

آپ غلام تھے اور غلامی کے دوران مشق کتابت کرتے رہے۔ تکمیل فن کے ہنرمندان میں شہرت پائی۔ ۱۰۰۰ھ /۱۵۹۱ء تک بقید حیات تھے۔ (مناقب)

Marfat.com

گلزار رقم خاں

دہلی کے رہنے والے تھے۔ خط نستعلیق، شکستہ نستعلیق، خط غبار اور نسخ کے باکمال استاد تھے۔ عصر حاضر میں خط غبار کا قلم تراشنا اور اس سے اصول وقواعد کے تحت لکھنا امر محال ہے۔ آپ کی چند وصلیاں رامپور رضا لائبریری کے مرقعات میں محفوظ ہیں جن کو دیکھ کر آنکھوں میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ ایک وصلی پر ترقیمہ یہ ثبت ہے۔

"راقمه گلزار رقم، سنة احد"

گلشن رائے

اورنگ زیب کے عہد کے خوشنویس تھے۔ آپ کے ہاتھ کا کتابت کردہ قطعہ پشاور (پاکستان) میں موجود ہے جس پر تاریخ کتابت اور نام اس طرح ہے۔

"کتبه گلشن رائے سنة ٤٤ جلوس اورنگ زیبی" کہ مطابق است باسال ۱۱۱۲ ھ/۱۷۰۰ء"[1]۔

گلشن علی شیخ

صاحب "نتائج الافکار" کا بیان ہے کہ جونپور کے رہنے والے تھے اور انصاری برادری سے تھے۔

گلشن علی، مولوی جونپوری

علم وفضل سے موصوف اور خوشنویسی میں شہرۂ آفاق تھے۔ خط شفیعہ میں شیخ علی حزیں کے شاگرد تھے۔ ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء میں وفات پائی۔ رمل اور جفر پر اکثر کتابیں تصنیف کی تھیں۔ رسالہ کوہ قاف (نظم) مثنوی صورت حال اور ایک دیوان بھی آپ کی یادگار ہے۔[2]

گوہر شاد

میر عماد الحسنی کی بیٹی تھیں اور نستعلیق لکھنے میں بلند مرتبہ تھیں۔ میرزا سنگلاخ کا بیان ہے کہ میر محمد علی خدیو الخطاطین کی ہمسر تھیں۔ آپ کے بہت سے فرزند تھے جو سب خوش نویس تھے۔

گوہر شاد میر عماد کے قتل (۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء) کے بعد اصفہان میں برسوں سوگوار رہیں۔ جب اس شہر میں رہنا قوتِ برداشت سے باہر ہو گیا تو قزوین چلی گئیں اور اسی غم میں ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں راہی ملکِ بقا ہوئیں۔

چونکہ آپ نے خط کی تعلیم براہ راست میر عماد سے حاصل کی تھی اس لئے عورتوں میں ان سے بہتر کوئی اور کاتبہ نہ[1] تھی۔

ایک نسخہ ''گلستان سعدی'' خوشخط بقلم جلی کتاب خانہ سلطنتی سابق میں محفوظ ہے جس پر ترقیمہ ہے:

"کتبه العبد المذنب گوهر شاد غفر له ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶"[2]

Marfat.com

لالہ جے سکھ رائے

عہد امجدی کے خوشنویس، مقبول تخلّص اور سلطانی فرماں نویس تھے۔

لالہ درگا پرشاد

''شاہجہاں نامہ'' میں لکھا ہے کہ یہ لالہ دیاناتھ خوشنویس زودنویس کے لڑکے تھے۔ نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ مضطرب تخلص تھا اور زبان فارسی سے بخوبی آشنا تھے اور فن شاعری میں ان کا ایک شاگرد محمد عیسیٰ تنہا تھا۔ اوائل ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء میں لکھنؤ میں فوت ہوئے۔[1]

لالہ سندر لال

خط گلزار اور نستعلیق لکھنے میں کامل تھے۔ لکھنؤ میں اس فن کی تعلیم پائی تھی۔ نواب امین الدولہ بہادر وزیر اعظم کے ملازم تھے۔[2]

لالہ سیل چند عرف للو جی

سنجیدہ اور اوصاف حمیدہ اور پسندیدہ سے متصف، عربی و فارسی، انشا پردازی، تقریر و تحریر اور شکستہ و نستعلیق نویسی میں کامل و یکتا تھے۔ آغاز میں خط شفیعہ میں غلام محمد ہفت قلمی سے استفادہ کرتے تھے۔ (تذکرۃ الکاتبین)

لالہ شنکر سہائے دریا آبادی

فن خوشنویسی میں ہفت قلم تھے۔ لکھنؤ میں اس فن کی تعلیم پائی تھی۔ خوشنویسی کی ہر طرز پر قادر تھے۔ خط گلزار اور نستعلیق میں خاص طور پر شہرت حاصل تھی۔ نصیر الدین کے دیوان خاص تھے۔[1]

Marfat.com

لالہ لچھی رام پنڈت[۲]

خط نستعلیق اور شکستہ میں حفیظ خاں کے شاگرد تھے اور فن مصوری میں بے نظیر تھے۔ ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء میں فوت ہوئے۔

لالہ لچھی رام پنڈت

''شاہجہاں نامہ'' کا بیان ہے کہ آپ زبردست منشی، فارسی اور عربی زبان کے ماہر اور فن نقاشی کے استاد تھے۔ نستعلیق اور شکستہ بہت اعلیٰ لکھتے تھے۔ سرکار ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں صدر اعظم شاہ عالم (متوفی ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء) کے عہد میں عزت اور احترام سے زندگی گزارتے تھے۔

نستعلیق محمد حفیظ خاں سے سیکھا تھا اور انہی کے شیوہ پر کتابت کرتے تھے۔ اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ بعد وفات شنکر ناتھ نے یہ تاریخ کہی۔ ''قادر دل خستہ تار بخش بگفت۔ رفت لچھی رام صد حیف از جہان۔ سال ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء[۳]۔

لالہ مہتاب رائے

نبیرہ رائے منسا رام۔ پرون اور جون صاحبان کے زمانے میں منصب دیوانی پر فائز تھے۔ ان کی نیک نامی کے بڑے قصے مشہور تھے۔ لالہ مہتاب رائے ایک صالح اور مؤدب شخص تھے اور اخلاق حمیدہ سے متصف بھی۔ خط شکستہ اور شفیعہ میں اچھی مہارت حاصل کر لی تھی۔ ابتداء میں غلام محمد ہفت قلمی دہلوی سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ درایت خاں اور حفیظ خاں کی طرح لکھتے تھے۔ ہفت قلمی نے گلستاں لکھوائی تھی جو تیزی سے لکھ کر حوالے کر دی تھی۔ (تذکرۃ الکاتبین صفحہ ۹۹)

لالہ نرہان

ابن سدا سکھ رائے۔ نوجوان، حلیم الطبع، خوش ذوق اور خوش اخلاق۔ خط نستعلیق نہایت خوش سلیقگی اور میر عماد کے شیوہ پر اعلیٰ لکھتے تھے اور خط شکستہ میں لالہ لچھی رام کی پیروی کرتے تھے۔ عربی اور فارسی، انشا پردازی میں بھی کافی مہارت بہم پہنچائی۔ ہفت قلمی سے پرانی دوستی تھی۔ (تذکرۃ الکاتبین، صفحہ ۹۹)۔

Marfat.com

لچھمن سنگھ منشی

محمد حفیظ خاں کے شاگرد تھے۔ علوم عربی اور شعر و شاعری نیز انشاء نویسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ شاعری میں میر شمس الدین فقیر کے شاگرد تھے۔ انشاء نویسی میں جلال طباطبائی اور طاہر وحید نیز طاہر دکنی کی پیروی کرتے تھے۔ ہفت قلمی سے شناسائی تھی۔ جب بھی ملاقات ہوتی تھی دورانِ گفتگو نظیری اور ظہوری کے اشعار سنایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الکاتبین صفحہ ۹۳)

لچھمی نرائن

تخلص شفیق تھا۔ منسا رام کھتری کے بیٹے تھے۔ ۱۱۵۸ھ/۱۷۴۵ء میں بمقام اورنگ آباد پیدا ہوئے۔ جب سن تمیز کو پہنچے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت میں جا کر علم و فضل حاصل کیا۔ اول صاحب تخلص تھا اس کے بعد استاد کے ارشاد کے مطابق شفیق تخلص رکھا۔ فارسی، اردو، ہندی، تین زبانوں میں اپنا دیوان مرتب کیا۔ انشاء، املا اور خوشخطی میں شہرت رکھتے تھے۔ ''گل رعنا'' نام کا ایک تذکرہ شعرائے ہفت اقلیم کے حال میں قلمبند کیا تھا۔ (تذکرۃ خوشنویسان اردو)

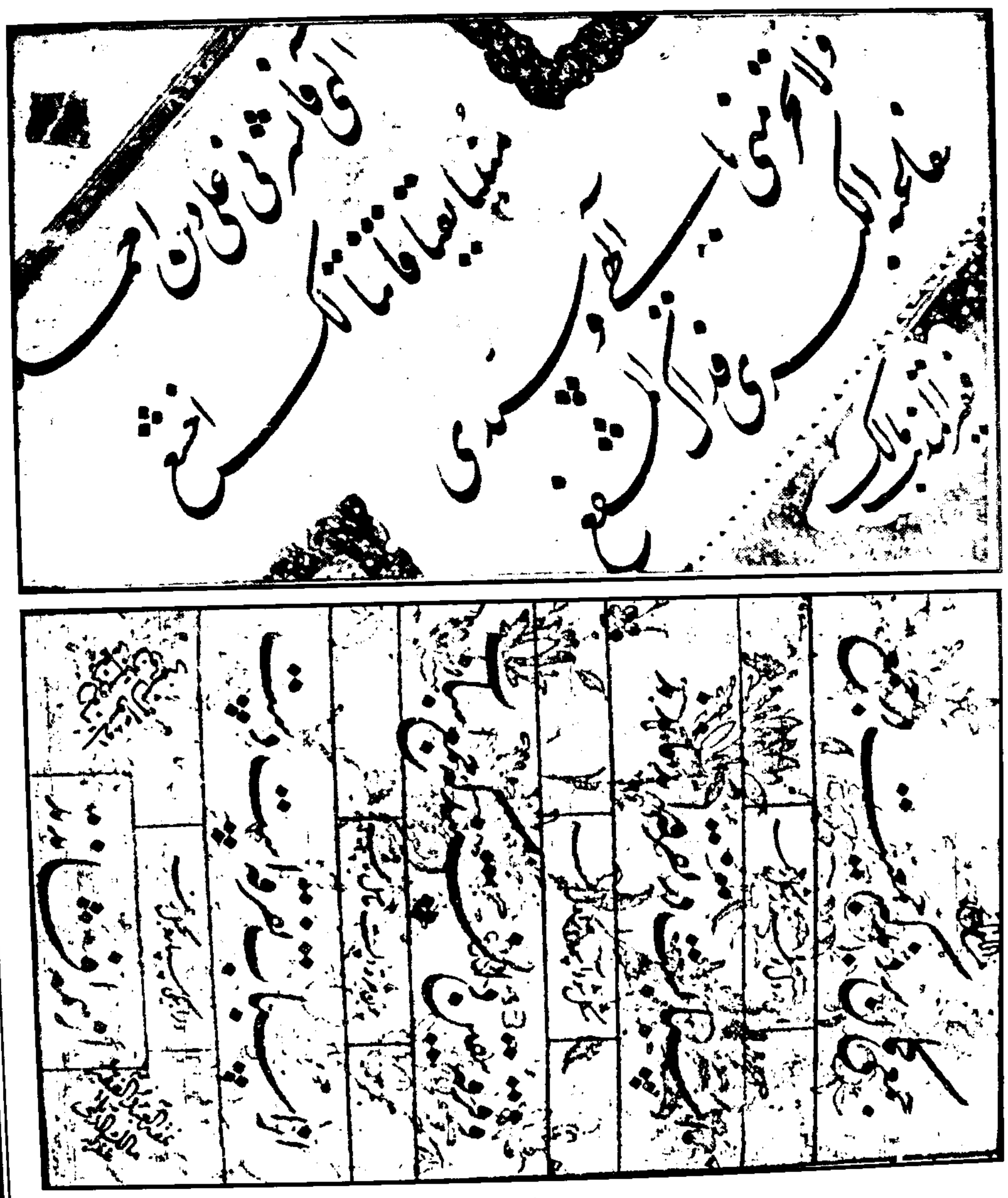
لطفا اصفہانی

بارہویں صدی ہجری کے کاتب تھے۔ محمد صالح اصفہانی نے لکھا ہے کہ لطفا نے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا۔ ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء میں بقید حیات تھے[1]۔

لطفا تبریزی

بارہویں صدی ہجری کے نستعلیق نویسان میں سے تھے اور بقول محمد صالح اصفہانی میرے ساتھ ہندوستان کا سفر کا کیا تھا۔

(احوال و آثار، جلد سوم)



نمونہ خط مالک دیلمی

Marfat.com



مالک دیلمی

فیلواگوش (قزوین) کے رہنے والے تھے اور قزوین ہی میں زندگی گزاری مالک ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں اپنے والد (شہرہ امیر) سے خط ثلث اور نسخ کی اصلاح لی اس کے بعد ان خطوط میں بڑی شہرت پائی۔ چنانچہ لوگوں کا بیان ہے کہ آپ کے خط اور یاقوت مستعصمی کے لکھے ہوئے میں امتیاز کرنا دشوار تھا۔ اس کے بعد خط نستعلیق کی تعلیم حاصل کی اور بقول صاحب ''قواعد خطوط'' رستم علی اور حافظ باباجان کی خدمت میں (۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء) قزوین گئے دونوں حضرات سے خط نستعلیق کی اصلاح لی۔ ایک جگہ آپ نے اپنی تحریر میں خود لکھا ہے کہ جناب مولانا رستم علی اور

مالک قمی

نستعلیق جلی اور خفی بہت اچھا لکھتے تھے۔ قُم میں رہ کر پوری زندگی درویشانہ انداز سے گزاری۔ چونکہ قُم سے باہر نہیں گئے اس لئے شہرت سے محروم رہے۔ سپہر نے آپ کی تاریخ وفات ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۷ء بیان کی ہے[1]۔

مانی رقم خاں

عہد امجد علی شاہ (۱۲۶۴-۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۷-۱۸۴۲ء) میں اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے پرنس سلیمان قدر محمد حسن علی بہادر کو خوشنویسی سکھانے کے لئے مقرر تھے۔

ماہ شرف

''مجمع الفصحا'' میں لکھا ہے کہ آپ ابوالحسن بیگ کی دختر تھیں۔ عورتوں میں خوبصورت، دانشمند اور ہنرمند اور بہترین کاتبہ تھیں۔ ماہ شرف شاعرہ بھی تھیں اور مقصورہ تخلص تھا۔ ابوالحسن بیگ خسرو خان والی کردستان کا ہمسر تھا۔ ماہ شرف ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء میں فوت[1] ہوئیں۔

Marfat.com

مبارک شاہ سیوفی، مولانا

آٹھویں صدی ہجری کے ریحانؔ نویس تھے۔ وطن دمشقؔ تھا۔ ایک مرقعات کا مجموعہ جس پر تاریخ کتابت ۷۴۰ھ/۱۳۳۹ء درج ہے یادگار ہے۔ (مناقب ہنروران)

مبارک شاہ قطب نسخؔ نویس

آپ تبریزؔ کے رہنے والے تھے اور لقب زرّینؔ رقم تھا۔ ۷۳۲ھ/۱۳۳۱ء کے کتبات موجود ہیں۔ (احوال و آثار خوشنویسان)

مبارک شاہ، مولانا زرّین قلم

شیخ جمال الدین یاقوت کے شاگرد رشید اور ہفت قلم خطاط تھے[۲]۔

متین ملاّ جیون

زندگی بھر لاہور میں رہے اور باپ کی طرح پیشہ مکتب داری تھا۔ ''تذکرۂ مردم'' میں لکھا ہے کہ خط نسخ اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ متسعد نوجوان تھے اور فکر شعر میں مستغرق رہتے تھے۔ مادہ تاریخ نکالنے کے ماہر اور اپنے اشعار کی اصلاح ''حاکم لاہوری'' مولف ''مردم دیدہ'' سے لیتے تھے[۴]۔

مجنون

کمالؔ الدین محمود رفیقی کے فرزند، شاعرؔ اور باکما خوشنویس تھے۔ اپنا اصل نام نہ خود لکھا اور نہ تذکرہ نگاران نے لکھا۔ خط میں کافی اختراعات کیں۔ توامؔ معکوس، طغرا بشکل انسان وغیرہ۔ سب سے پہلے قواعد خط پر نسخہ ''رسم الخط'' نظم کیا تھا۔ روانی شعر کا یہ عالم تھا کہ مثنوی کی چار سو ابیات ایک ماہ کی مدت میں نظم کی تھیں۔ مجنونؔ مرد درویش تھا اور طبیعت شوخ رکھتا تھا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ فن کتابت کبھی دست راست اور کبھی دست چپ سے کرتے تھے۔ ''صاحب گلستان ہنر'' کا بیان ہے کہ نستعلیق بہت اعلیٰ اور پختہ لکھتے تھے اور خط میں اختراعات کر کے کبھی صورت حیوان کبھی صورت انسان بشکل طغرا تخلیق کرتے تھے۔

Marfat.com

میرزا حبیب نے عبداللہ طباخ کا شاگرد لکھا ہے جو ہفت قلم تھا۔ سپہر نے مجنونؔ کی تاریخ وفات ۹۸۴ھ/۱۵۷۶ء لکھی ہے یہ سہو بیان کیا ہے مجنون کا تحریر کردہ قطعہ مرقع بہرام میرزا میں موجود ہے جس پر ترقیمہ ہے ''مشقہ مجنون الرفیقی''۔ یہ قطعہ کتاب خانہ خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے۔ دوسرا قطعہ دست چپ کا تحریر کردہ ہے جس کا ترقیمہ ہے۔ ''لشاء مجنون، حررہ فی سنۃ ۹۰۲ھ/۱۴۶۹ء''[1]

مجیدالدین، مولانا مارہروی

مولوی حیدر حسین کے شاگرد رشید اور خط نستعلیق لکھنے میں ماہر تھے۔ اوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ رکھتے تھے[2]۔

مجید حسین، منشی اکبرآبادی

مولوی حیدر حسین اور اپنے والد بزرگوار منشی علی احمد کے شاگرد رشید تھے۔ خط نستعلیق خفی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کا خط عام طور پر بہت پسند کیا جاتا تھا اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی کتابیں آپ نے لکھی تھیں[3]۔

محبّ علی نایی

رستم علی خوشنویس کے فرزند، شاگرد اور سلطان ابراہیم میرزا کے کتابدار تھے محبّ علی نے صرف کتابداری پر قناعت نہ کی اور پر پروازی اختیار کی اور میرزا ابراہیم کے امور ملکی میں دخل اندازی بھی کرنے لگے اور آٹھ سال تک شہزادے کی خدمت میں رہے۔ ۹۵۵ھ/۱۵۴۸ء میں قزوین میں فوت ہوئے اور جنازہ کو مشہد لایا گیا اور باپ کی قبر کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔

محبّ علی نستعلیق جلیؔ اور خفیؔ بہت اچھا لکھتے تھے اور چہل تن خوشنویسان کتاب خانہ بایسنغر میرزا میں سے[2] تھے۔

محبّ علی ہروی

(متوفی ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء) آپ ملا رستم علی کے فرزند تھے۔ استادان چہل گانہ میں سے تھے۔ جب سلطان ابراہیم میرزا کے کتابدار مقرر ہوئے۔ ابراہیمی لقب اختیار کیا۔ شاہ طہماسپ نے انھیں قزوینؔ بلایا۔ بعد وفات مصرع تاریخ یہ نکلا: ''ملا محبّ علی را شافع امام بادا''۔ (مناقب ہنروران)

Marfat.com

محبی مولانا

آپ مولانا محمد قاسم شادی شاہ کے شاگرد تھے۔ دولت عثمانیہ میں کافی شہرت تھی۔ (مناقب ہنروران)

محراب بیگ

محمد صالح اصفہانی اور میرزا سنگلاخ کا بیان ہے کہ آپ تبریزی تھے اور ''پیدائش خط وخطاطان'' اصفہانی اور ''دانشمندان آذربائیجان نے تبریزی لکھا[3] ہے۔

میر عماد کے شاگرد لکھنے میں سریع القلم تھے۔ ہر روز پانچ سو بیت کتابت کرتے تھے۔ نہایت پرہیزگار اور عالی صفات تھے۔ دربار شاہ عباس سے منسلک تھے اور شہزادگان کو تعلیم دیتے تھے اصفہان میں فوت ہوئے اور تاریخ وفات ۱۰۶۱ھ /۱۶۵۰ء ہے[4]۔

محسن آشتیانی میرزا

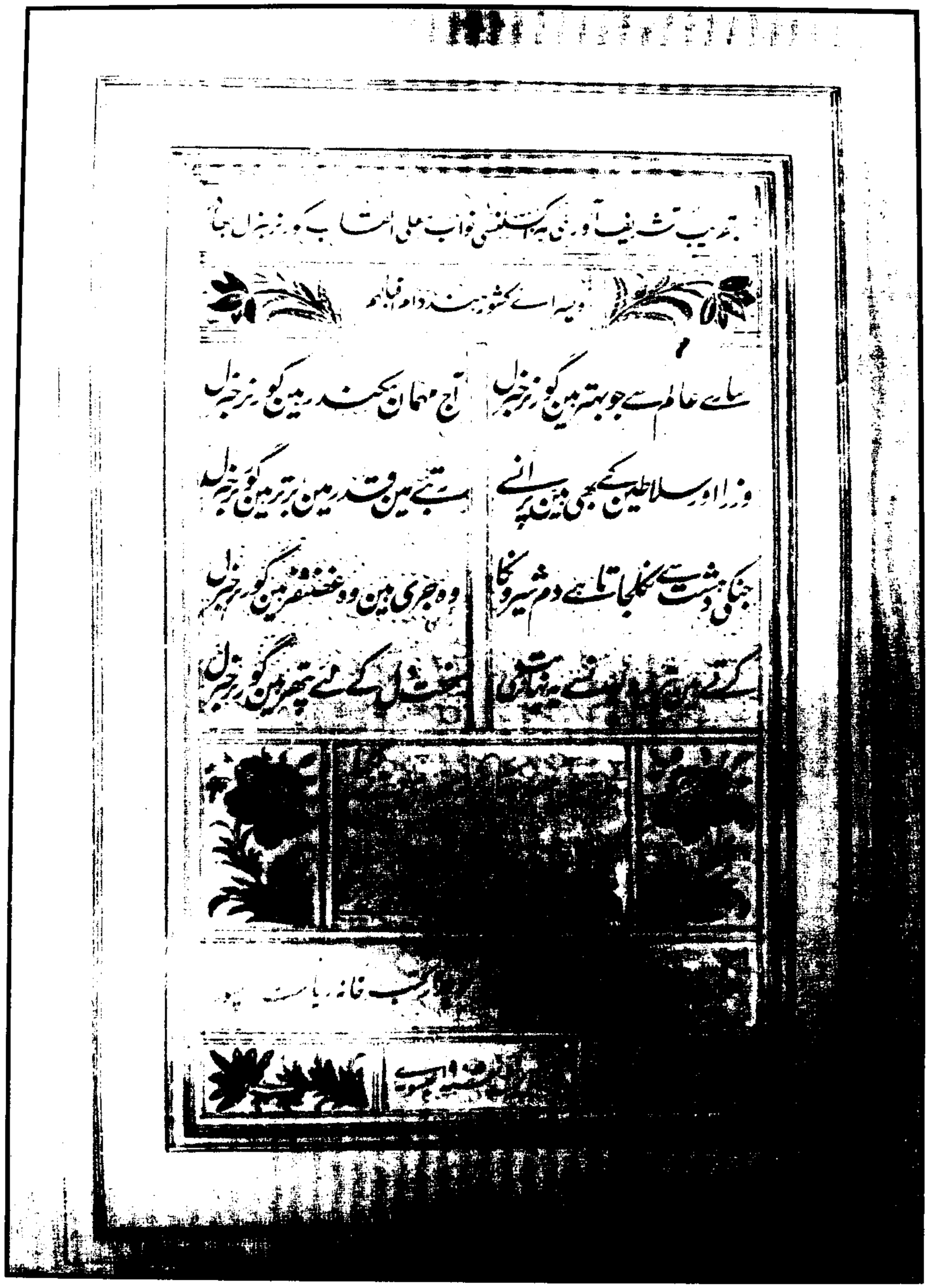
سپہر کا بیان ہے کہ علم انشاء میں ماہر تھے اور خط نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء میں فوت ہوئے۔

محسن گلپایگانی، سید

تیرہویں صدی ہجری کے کاتب تھے ان کے خط کے نمونے سنگی طباعت کے موجود ہیں زینت المجالس کا ایک نسخہ جو اعلیٰ کتابت سے مزین ہے ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء میں تہران میں طبع ہوا تھا اور دوسرا نسخہ ''ناسخ التواریخ'' جلد اول جس پر تاریخ طباعت ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء تحریر ہے[1]۔

محسن میرزا، تبریزی

تاثیر تخلص تھا۔ اصفہان میں محلہ عباس آباد میں تولد ہوئے۔ میرزا طاہر وحید اور دیگر ارباب کمال سے علم وفضل حاصل کیا۔ حساب دانی میں ماہر اور خط شکستہ کے استاد تھے۔ دو سال تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہ کر خانہ نشینی اختیار کی۔ صاحب دیوان تھے[2]۔


بتقریب تشریف آوری یہ اسکلپٹی نواب علی الشاب کو زرخبال جاگیر

ویسہ اسے کشور ہند داد فلاطم

سلامے عام ہے جو بہتر مین کو زرخبال
آج مہمان ہے سکندر مین کو زرخبال

وزرا و سلاطین کے بھی بند پرانے
سب تبے مین قدر مین برتر مین کو زرخبال

جنکی دشت سے نکلجاتا ہے دم شیر و نگا
وہ جری مین وہ غضنفر مین کو زرخبال

کرتے ہین تنے پیادی
بخشدل کے مے پتھر مین کو زرخبال

دارالکتب خانہ ریاست رامپور

(وصلی محفوظ راجپور رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط فدوی مہدی علی خاں تحویلدار کتب خانہ ریاست رامپور

Marfat.com

(اشعار دیگر از این شاعر در همین مجموعه)

نمونه خط مهدی مرزا ملازم کتب خانه



محمد

صاحب ''خط وخطاطان'' کا بیان ہے کہ ابتداءً خط ثلث اور نسخ لکھتے تھے۔اس کے بعد نستعلیق بھی لکھنے لگے۔شاہ عباس صفوی نے اپنی ملازمت میں رکھ لیا تھا[۳]۔

محمد آفندی ددّازادہ

استنبول کے نستعلیق نویسان میں سے تھے اور بقول میرزا سنگلاخ اور سپہر اسمٰعیل آفندی کے شاگرد تھے۔نستعلیق اور نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء میں فوت ہوئے[۴]۔

محمد ابراہیم

بارہویں اور تیرہویں صدی کے گمنام خوشنویس تھے۔آپ کے کتابت کردہ چار قطعات کتاب خانہ باڈلین (Bodelin) متوسط قلم سے نستعلیق میں تحریر کردہ محفوظ ہیں جن پر حسب ذیل ترقیمے مرقوم ہیں:

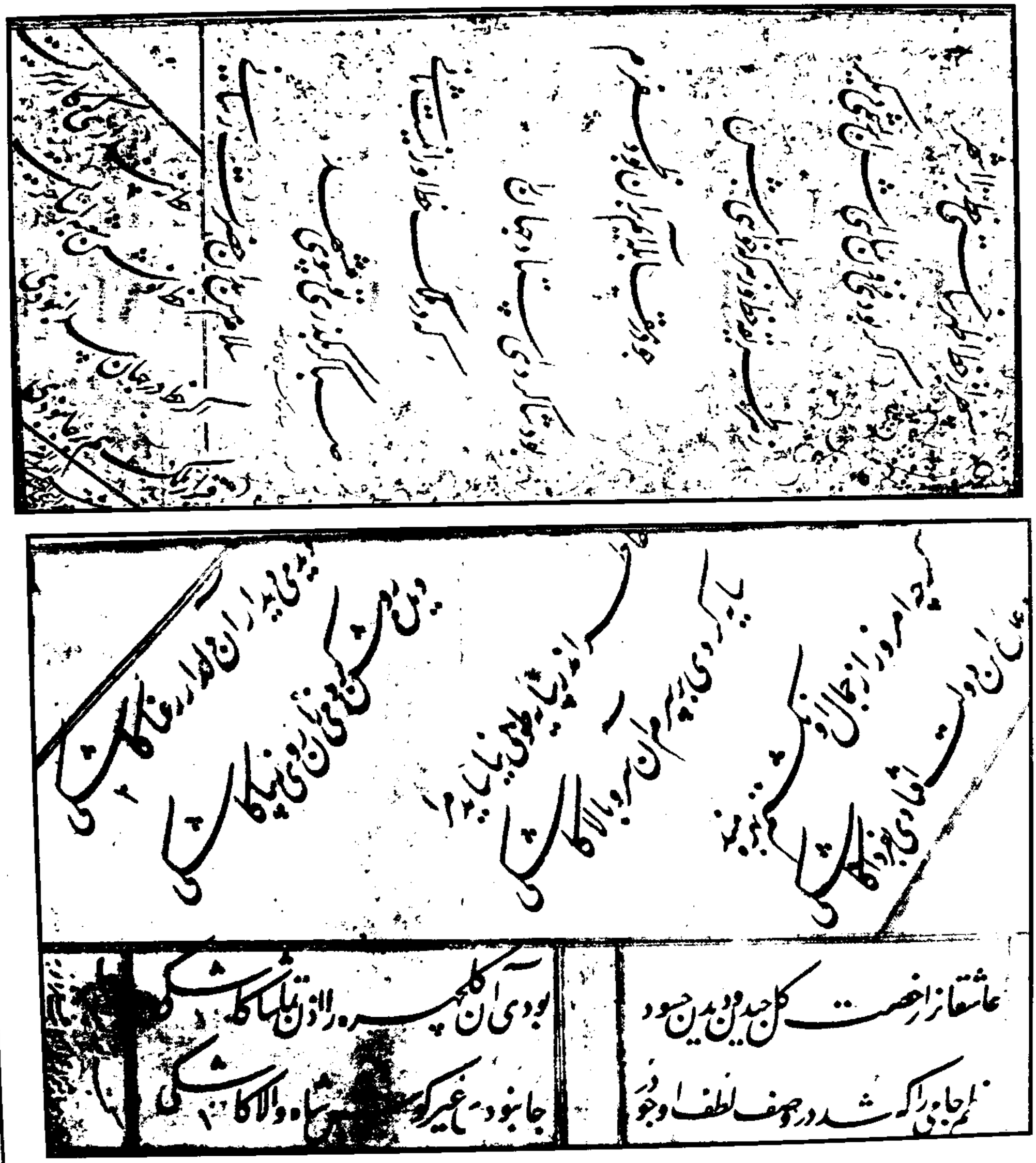
''بنده کمترین محمد ابراهیم'' اور دوسرے پر ''مشقه العبد المذنب محمد ابراهیم سنة ۱۲۱٦ھ/۱۸۰۱ء[۵]''

محمد ابراہیم فیضان

محمد حسین ناجی شاعر کے فرزند تھے اور خود بھی شاعر تھے اور بہادر شاہ ظفر کے عہد کے نستعلیق کے اچھے خوشنویس تھے۔علوم معقول اور انشاء میں اپنے دور کے مشاہرین میں سے تھے[۶]۔

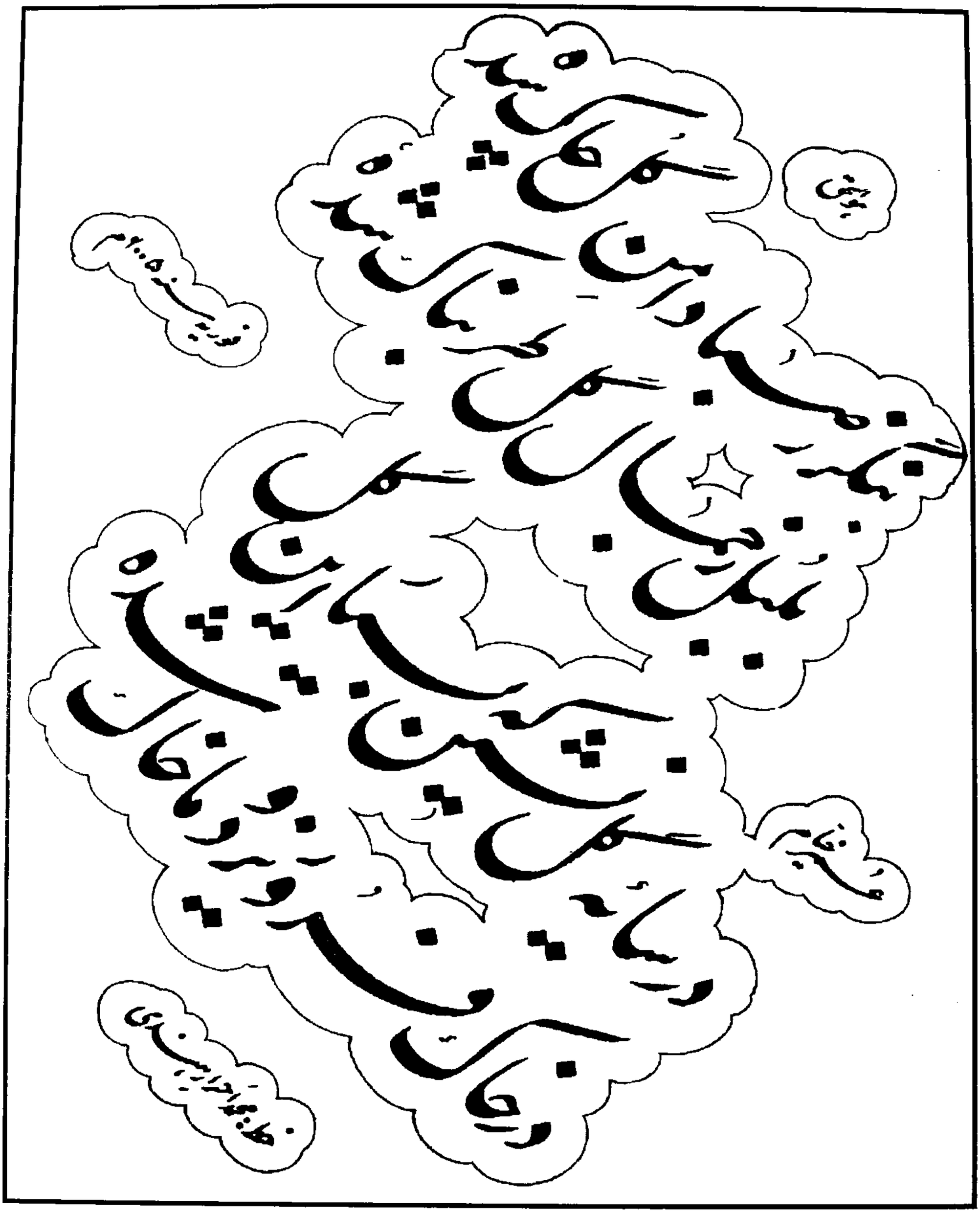
محمد ابراہیم مشکین قلم، شیرازی

انیسویں صدی کے نستعلیق کے خوشنویس تھے۔ایک نسخہ ''باباجان کوہی'' شیراز میں طبع ہوا تھا جو متوسط جلی قلم سے کتابت کیا تھا جس پر یہ ترقیمہ ہے: ''بید اقل محمد ابراهیم مشکین قلم شیرازی تحریر یافت درسنة ۱۳٤۷ھ/۱۹۲۸ء[۱]۔



نمونه خط محمد ابریشمی

Marfat.com



نمونہ خط محمد احرار ہندی

Marfat.com

محمد ابریشمی المشہدی

آپ تلامذہ مولانا سلطان علی مشہدی میں سے تھے اور آپ نے اپنے استاد کی لوح قبر کا کتبہ بھی لکھا تھا۔ آپ بحیثیت خوشنویس زودنویسی میں مشہور تھے۔ آپ بھی خوشنویسان (دبستان) میر علی شیرنوائی میں سے تھے۔ آپ کی کتابت کے نمونے بالخصوص ''نادعلی'' کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہے جس کا ترقیمہ ہے: "العبد الفقیر محمد ابریشمی المشهدی غفر ذنوبه فی ۹۲۹ھ/۱۵۲۲ء"

محمد ابن یعقوب شیرازی

مجدالدین لقب اور عام طور سے ''صاحبِ قابوس'' کے خطاب سے مشہور تھے۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے دوسرے سال شیراز تشریف لے گئے اور نہ صرف شیراز بلکہ عراق، بغداد، خراسان اور عرب کے تمام مشاہیر علماء وفضلاء سے علم و فضل حاصل کیا۔ شیراز کے باکمال خوشنویسوں سے فن کتابت کمال حاصل کیا۔ اکثر مشرقی ممالک کی سیاحت کی۔ ہندوستان بھی آئے۔ چنانچہ دہلی اور قنوج کا حال قابوس نامہ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عزت عطا فرمائی تھی کہ جہاں بھی جاتے وہاں کا حاکم اور بادشاہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آتا اور نذرانے سے مالا مال کر دیتا تھا۔ اکثر شاہوں نے ایک ایک ملاقات کا ایک ایک لاکھ روپیہ پیش کیا۔ کتابوں کے جمع کرنے کا بے انتہا شوق تھا۔ پچاس ہزار مثقال کی کتابیں خریدی تھیں۔ سفر میں کتاب خانہ اونٹوں پر ساتھ چلتا تھا۔ اتحاد البلاد میں ان کی تصنیف کردہ بیالیس (۴۲) کتابوں کے نام درج ہیں جن میں ''قاموس'' سب سے مشہور ہے۔ لکھنے میں خوش رقم اور زود قلم تھے۔ حافظہ بہت اچھا تھا۔ ۲۰ / شوال ۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء کو نوے برس کی عمر میں زبید دارالحکومت یمن میں انتقال ہوا[۲]۔

محمد احرار ہندی

آپ ۲۲/ ستمبر ۱۹۵۶ء کو صوبہ بہار کے مشہور صنعتی خطہ ضلع دھنباد میں علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مقامی طور پر تعلیم کے مراحل طے کئے۔ اب سرکاری افسر کی حیثیت سے ملازم ہیں۔ بچپن ہی سے مغل آرٹ اور ایرانی جمالیات سے محبت اور فنی لگاؤ رکھتے ہیں۔ ذوق خداداد کی بدولت اساتذہ کے کتبات سامنے رکھ کر مشق کرتے رہے اور رفتہ رفتہ نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویسان میں شمار ہونے لگے۔ آپ نے کسی کے آگے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ آپ تلمیذ الرحمٰن ہیں۔ آپ نے خدا بخش لائبریری پٹنہ میں

اساتذہ کی وصلیوں سے استفادہ کیا۔ آپ کے کتبات کے عکس ہندوستان کی بیشتر لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ خط میں طرز ایرانی کی جھلک نمایاں ہے۔

محمد اسلم

مرد متقی اور پرہیز گار تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ محمد حفیظ انصاری قادری مصنف ''فرحۃ الناظرین'' (تاریخ مسلمین ہندوستان) کے فرزند تھے۔ ایک بار غلام محمد ہفت قلمی دہلوی نے ان سے ملاقات کی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ آقا عبدالرشید کے شیوہ پر کتابت کرتے تھے۔ خط میں متانت اور شیرینی تھی[1]۔

محمد اسمٰعیل عاقل

آپ حاجی اسمٰعیل کے نام سے معروف تھے۔ عالمگیر کے پروانے خط نستعلیق میں لکھتے تھے۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں شاہ کی طرف سے روشن رقم کا لقب عطا ہوا تھا۔

محمد اسمٰعیل غافل

مازندران کے رہنے والے تھے۔ ہندوستان آکر اورنگ زیب (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ / ۱۶۵۷-۱۷۰۶ء) کے دربار سے منسلک ہو گئے اور روشن قلم کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ خط ثلث و ریحان و رقاع اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ فنی لحاظ سے زبردست خوشنویس تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور غافل تخلص تھا۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک قطعہ مشہد میں موجود ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

''العبدمحمد اسمعیل، فی شھور سنة احد و تسعین و الف'' ۱۰۹۱ھ/۱۶۸۰ء

تاریخ وفات نہ معلوم ہو سکی[2]۔

محمد اصغر ہفت قلم

آپ اشرف خاں کے نام سے مشہور تھے خاص خاص فرامین لکھنے پر مقرر تھے۔ اکبر کے میر منشی اور ہفت قلم خطاط تھے۔ نستعلیق کے استاد تھا۔ ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء میں فوت ہوئے۔

محمد افضل

ہندوستان کے گمنام خوشنویسوں میں سے تھے۔ گیارہویں صدی کی دوسری دہائی میں بقید حیات تھے۔ ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک قطعہ کتاب خانہ باڈلین (Bodelen) میں محفوظ ہے جو خوشخط اور اچھا لکھا ہوا ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔ ''فقیر دعا گو محمد افضل تحریر نمود در سنۃ ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء''[1]

محمد افضل حسینی

غلام محمد ہفت قلمی کا بیان ہے کہ سرکار قمر الدین خاں اعتماد الدولہ (وزیر محمد شاہ متوفی ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کے عہد کے خوشنویس تھے اور شیوہ جواہر رقم اور ہدایت اللہ کے متبع تھے ایک قطعہ بقلم جلی محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"میر محمد افضل علوی مشق کرد، فی شهر محرم الحرام ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء بدار الملك شاهجهان آباد"

محمد افضل قریشی

آقا عبدالرشید دیلمی کے شیوہ پر کتابت کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ کتبہ نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"کتبه العبد المذنب الراجی محمد افضل قریشی غفر ذنوبه"[2]

محمد افضل لاہوری قادری

محمد شاہی زمانے میں آپ فن خطاطی کے استاد کامل مانے جاتے تھے اور یہ عبدالرشید ثانی کے لقب سے موسوم تھے کیونکہ ان کا خط آقا عبدالرشید دیلمی کے مثل تھا۔

محمد افضل، محمد عسکری مولانا فضل اللہ، زین الدین

یہ چاروں خوشنویس محمد عارف یاقوت رقم خاں کے شاگرد تھے۔ ان حضرات کا خط استاد سے بہت مشابہ تھا۔

Marfat.com

عہد شاہجہانی میں حسب ذیل خطاط نستعلیق، نسخ اور شکستہ کے استاد تھے ملاّ باقر کشمیری، مقصود علی، میر محمد کاشی، حافظ عبداللہ، شکر اللہ، محم مقیم عہد شاہجہانی کے یہ خطاط عہد عالمگیر تک بدستور اپنے اپنے عہدوں پر کام کرتے رہے۔

محمد اکبر

محمد اکبر علی بن کفایت خاں خوشنویسوں کے خاندان میں سے تھے۔ خط نستعلیق اصول اور آئین کے تحت بہت اچھا لکھتے تھے[1]۔

محمد اکرم

ہندوستان کے گمنام خوشنویس تھے۔ حالات کہیں نہیں ملے۔ ایک قطعہ بخط نستعلیق رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے جو بہت پرکشش اور دلکش لکھا ہوا ہے جس پر تاریخ اور نام درج ہے ''کمترین خانہ زادان محمد اکرم فی سنۃ ۴۵''[1]۔

محمد امان

ظاہراً ہندوستان کے دسویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ پشاور (پاکستان) میں موجود ہے جو ہندوستان کا اعلیٰ نمونہ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ''کتبہ محمد امان سنۃ ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء''[2]۔

محمد امین

آپ میر محمد باقر بن میر علی ہروی کے شاگرد تھے۔ پسندیدہ اسلوب کتابت تھا۔ ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء تک بقید حیات تھے[3]۔

محمد امین الہروی

آپ اپنے زمانہ کے گمنام کاتب تھے اور محمد امین مشہدی کے ہمعصر تھے۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ قطعہ کتاب خانہ خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ''مشقہ محمد امین الہروی''۔

اس کے علاوہ چند اور نسخے ''یوسف وزلیخا، تحفۃ الاحرار، سبحۃ الابرار اور خردنامہ سکندری''، بقلم کتابت جلی متوسط جوان الفاظ پر تمام ہوئی ہیں ''کتبہ الفقیر محمد امین الکاتب الہروی بمجروستہ مصرفی شہور سنہ ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء''[۴]۔

محمد امین بن بابا خان

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کے چار قطعے کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہیں جن پر یہ ترقیمہ ہے ''جامعہ وکاتبہ فقیر المذنب محمد امین بن بابا خان''[۱]۔

محمد امین ترمذی

میرزا حبیب کا بیان ہے کہ معاصرین میر عماد میں سے تھے اور ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء میں فوت ہوئے[۲]۔

محمد امین حافظ

عہد عثمانی کے مشہور خوشنویس اور کتبہ نگاران میں سے تھے۔ آپ کے خط کے نمونے آثار اسلامی استنبول (ترکی) میں محفوظ ہیں جو طرز نستعلیق طغرائی میں ہیں[۳]۔

محمد امین سمرقندی

دسویں اور گیارہویں صدی کے گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کا ایک قطعہ رامپور رضا لائبریری میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ''الفقیر محمد امین سمرقندی''[۴]۔

محمد امین شامی

میرزا حبیب کا بیان ہے کہ آپ بابا شاہ اصفہانی کے شاگرد اور میر عماد کے معاصر تھے۔ اور خود کو حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد کہتے تھے۔ آپ کے والد شاہ طہماسپ صفوی کے درباری تھے۔ محمد امین اصلاً قزوینی تھے۔ شام کے ملک میں پیدا ہوئے اس لئے شامی

Marfat.com

(ریشه‌ای کوتاه و نامشخص)



(اشعار از ترکیب‌بند اشتیاق بخاری)



نمونه خط ✻ جواد مختاری

Marfat.com



نمونهٔ خط محمد باقر

نمونه خط محمد باقر

Marfat.com

مشہور ہوگئے۔ ادب، انشاء، فارسی اور عربی میں پوری مہارت تھی اور شعر بھی کہتے تھے اور بہت اعلیٰ نستعلیق کی کتابت کرتے تھے۔ ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء میں فوت ہوئے[۵]۔

محمد امین مشہدی (اوّل)

شاہ محمد مشہدی کے شاگرد رشید تھے۔ بقول صاحب ''گلستانِ ہنر'' عالم نوجوانی ہی میں خوشنویسی میں شہرت پائی۔ خراسان سے ہندوستان آگئے تھے اور یہیں وفات پائی۔ آپ کا ایک قطعہ کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ''علی ید العبد المذنب محمد امین سنۃ ثمان وثمانین وتسعمائۃ ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء[۱]۔

محمد امین مشہدی (دوم)

یہ اسی نام کے دوسرے کاتب تھے۔ انھوں نے ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ ۱۰۷۸ھ/۱۶۵۷ء میں بقید حیات تھے۔ ایک نسخہ ''بادشاہ نامۂ شاہجہانی'' بہت اعلیٰ اور خوشخط کتابت کیا تھا۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک صفحہ بیاض بختاور خاں دہلی میوزم (نیشنل میوزیم) میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"الکاتبہ محمد امین المشہدی ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء"۔

آپ سید علی خاں جواہر رقم کے معاصر تھے اور آپ کا ذکر محمد صالح اصفہانی نے اپنے تذکرہ میں کیا ہے[۱]۔

محمد باقر (ثانی)

اول الذکر محمد باقر بن میر علی عہد ہمایوں میں ہندوستان آئے تھے۔ میر محمد باقر (ثانی) یہ عہد عالمگیری کے خوشنویس تھے۔ عالمگیر کو ان کا خط بہت پسند تھا۔ اپنے خطوط (رقعات عالمگیری) میں ان کی تعریف لکھی ہے اور بعض شہزادے بھی ان کے شاگرد تھے۔ درباری خوشنویسوں کے زمرہ میں شامل تھے[۲]۔

Marfat.com

محمد باقر زرّین قلم

محمد حسین عطا خاں خوشنویس مرصع رقم کے فرزند تھے اور خط طغرا کے ماہر تھے اور اسی روش میں مشہور تھے۔ نواب شجاع الدولہ والئ اودھ (۱۷۵۳۔۱۷۷۵ء) کے عہد میں بڑی شہرت پائی۔ آپ کا تحریر کردہ قطعہ بخط نستعلیق نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس کا ترقیمہ ہے ''المذنب محمد باقر زرین قلم تحریر نمود''[۳]۔

محمد باقر زرّین قلم، حافظ

اپنے دور کے گمنام خوشنویس تھے۔ تیرہویں صدی ہجری میں بقید حیات تھے۔ ایک بڑا کتبہ حیدرآباد میوزیم میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔ "کتبه حافظ محمد باقر زرین قلم ۱۲۹٤ھ/۱۸۷۷ء"۔

محمد باقر کاشانی

عادل شاہ ثانی کے دربار میں محمد باقر کاشانی بحیثیت شاعر اور کاتب وابستہ تھے اور مشہور خطاط نظام الدین کاشانی کے شاگرد تھے۔ محمد باقر ابتدائی زمانہ (۹۷۵ھ/۱۵٦۷ء) میں صدرالدین محمد واعظ شیرازی کے کتاب خانے کے مہتمم تھے اور اس کے بعد وہ فرہاد خاں کے یہاں بھی مہتمم کتب خانہ رہے جو شاہ عباس (صفوی) کا وزیر اعلیٰ تھا۔ محمد باقر جب بیجاپور آئے تو یہاں بھی کتابدار کے عہدے پر متعین ہوئے۔ وہ اپنی وفات (۱۰۲۴ھ/۱٦۱۵ء) تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ آپ کے زمانے کی تصنیف ''مآثر رحیمی'' میں آپ کا ذکر خوشنویس کے لقب سے کیا ہے اور آپ کو ریحان خط لکھا ہے۔

محمد باقر میر

مراۃ العالم میں لکھا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰٦۹ - ۱۱۱۸ھ) کے درباری خوشنویس تھے اور میر زین العابدین ایرانی کے فرزند تھے۔ اورنگ زیب کو میر محمد باقر کا خط بے حد پسند تھا اور یہ شہزادگان کے معلم تھے۔

آپ کے سال وفات کا کہیں تذکرہ نہیں ملا۔ بہر صورت تاریخ تالیف ''مراۃ العالم'' (۱۰۷۸ھ/۱٦٦۷ء) تک بقید حیات تھے۔

Marfat.com

محمد باقر، مولوی

تہرانی الاصل اور شہید تخلص تھا اور احمد آباد گجرات میں سکونت اختیار کی تھی۔ وہاں سے ترک سکونت کر کے اورنگ آباد میں بود و باش اختیار کی۔ اس کے بعد حج کو تشریف لے گئے، وہاں سے فارغ ہو کر بمقام ٹھٹھہ (سندھ) شیخ علی حزیں سے ملاقات کر کے شرف تلمذ حاصل کیا اور خط نسخ کے باکمال خوشنویس بن گئے۔ ۱۱/رجب ۱۱۵۸ھ/۱۷۴۵ء کو وفات پائی[1]۔

محمد بسطامی شمس الدین

مشہد میں سید احمد مشہدی سے خط کی تعلیم حاصل کی اور کتاب خانہ شاہ عباس صفوی میں مشغول کتابت رہتے تھے۔ نستعلیق بہت اعلیٰ تھا۔ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء تک بقید حیات[2] تھے۔

محمد بن اسد

مشہور و معروف خطاط ابن علی بن ہلال مشہور ابن بواب کا استاد اور مشاہر خوشنویسان میں سے تھے[2]۔

محمد بن مظہر نیشاپوری

سلطان بایسنغر میرزا کے درباری خوشنویس تھے۔ ایک نسخہ ''شاہنامہ فردوسی'' اور ''خمسہ نظامی'' تہران کے کتب خانے میں محفوظ ہے[1]۔

محمد پسر سلطان محمد استرآبادی

آپ کا شمار نامور خطاطین میں ہوتا ہے۔ تذکرہ دولت شاہ، مجالس النفائس اور تحفہ سامی میں آپ کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔

محمد تبریزی منشی، میرزا

اصلاً تبریزی تھے۔ ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء کو اصفہان میں پیدا ہوئے۔ علوم و ہنر میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ فقہ، حدیث،

Marfat.com

حکمت، تصوف، موسیقی، ریاضی، جفر اور رمل سے کما حقہ واقف تھے اور قوت حافظہ اتنا تیز تھا جو ایک بار سن لیتے تھے وہ فوراً نقل کر دیتے تھے اور چار زبانوں- فارسی، عربی، ترکی اور پشتو سے بخوبی واقف تھے۔ زبان پشتو اور دوسری زبانوں میں صاحب تصنیف تھے اور تمام اقلام لکھنے پر عبور تھا۔

علی قلی خاں والہ داغستانی (صاحب تذکرہ ریاض الشعراء) مدتوں آپ کے پاس بیٹھ کر خط نستعلیق کی تعلیم حاصل کرتے رہے[۲]۔

محمد تقی عبدالجبار

محمد صالح اصفہانی کا بیان ہے کہ زبردست نستعلیق نویس تھے۔ آپ کے فرزند محمد تقی اور محمد شفیع، جو میر عماد کے شاگرد تھے قزوین میں رہتے تھے اور وہیں فوت ہوئے[۳]۔

محمد تقی کاتب السلطان

تیرہویں صدی ہجری کے گمنام کاتب تھے۔ خود کو رشیدائے ثانی (آقا عبدالرشید) کہتے تھے۔ نستعلیق اور نسخ دونوں اچھا لکھتے تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''جوشنِ کبیر'' کتاب خانہ سلطنتی ایران میں محفوظ ہے جو خط نسخ اور نستعلیق میں متوسط قلم سے تحریر شدہ ہے۔ اور اس عبارت پر تمام ہوا ہے:

"حسب الامر سلالة السادات الاطياب، ميرزا عبدالوهاب، و انا العبد محمد تقی كاتب السلطانی رشيدائے ثانيا"۔[۴]

محمد جان

میاں محمد عاشورا کے فرزند اور میر کلن کے شاگرد تھے۔ نستعلیق اپنے استاد کی طرز پر لکھتے تھے اور ابوظفر کی سرکار میں بزمانہ ولیعہدی بزمرۂ خوشنویسان ملازم تھے۔

محمد جان مہرکن

رامپور کے رہنے والے تھے۔ مولوی الٰہی بخش مرجان رقم کے فرزند اور شاگرد تھے۔ کتابت کے علاوہ مہروں کی کندہ کاری پیشہ تھا۔ نواب حامد علی خاں کے عہد کے مہرکن اور معکوس خوشنویس تھے۔ نمونے رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

Marfat.com

محمد جعفر کشمیری

بارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے اور محمد حسین کشمیری زرین قلم کی اولاد سے تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک قطعہ کتاب خانہ باڈلین (Bodelin) میں محفوظ ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

''کمترین خانہ زادان درگاہ آسمان جاہ محمد جعفر بن محمد علی نبیرہ زرّین قلم مرحوم''[1]۔

محمد جمال الدین وحشت

سادات طباطبائی میں سے تھے۔ ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنا دیوان مرتب کیا تھا جس میں بیس (۲۰) ہزار بیتیں تھیں۔ ہفت قلمی خوشنویس تھے۔ بالخصوص نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ عرصہ دراز تک ہندوستان میں رہے۔ ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء میں ایران واپس چلے گئے[2]۔

محمد حاجی

دسویں و گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ ایک قطعہ مرقع در کتاب خانہ خزینۂ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے: "اضعف العباد احقرهم، حاجی محمد"[1]

محمد حاجی امیر

آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد اور جانشین تھے۔ آقا رشید کے ساتھ مسافرت میں خستہ حالی کی حالت میں کشمیر تک ساتھ رہے اور اس کے بعد جدا ہو گئے۔ بقول میرزا سنگلاخ ہو بہو آقا رشید کی طرز پر لکھتے تھے۔ نوجوانی میں آقا رشید کے داماد بھی رہے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ چند واسطوں تک شاہ محمود نیشاپوری سے خود کو منسوب کرتے تھے۔ ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء میں کشمیر میں فوت ہوئے[2]۔

محمد حافظ رہتکی

اکبر کے زمانے کے مشہور خوشنویس تھے۔ آپ کے قلم کا لکھا ہوا خوشخط شاہنامہ نصیر الدین حیدر (والئی اودھ) کے کتب خانہ میں موجود تھا جس میں کئی ہزار بیتیں تھیں۔ اور اعلیٰ خوشخط اور صحت میں بے نظیر تھا[3]۔

Marfat.com



نمونہ خط محمد حسین الحسینی

Marfat.com

محمد حسین

آپ کا لقب رزہ تھا۔ خواجہ محمود شہابی کے شاگرد تھے عالم تھے اور علوم میں جامع کمالات تھے (مناقب ۱۵۳)

محمد حسین باخرزی

آپ نے فن کتابت شاہ محمود نیشاپوری اور مولانا محمد قاسم شادی شاہ سے حاصل کیا تھا۔ زمانہ سلطنت شاہ طہماسپ صفوی میں قزوین آ گئے تھے۔ شاہ کے انتقال کے بعد دوبارہ خراسان چلے گئے۔ (مناقب)

محمد حسین تبریزی

آپ کا خاندانی تعلق آذربائیجان سے تھا۔ تبریز میں پیدا ہوئے۔ ''مناقب ہنروران'' میں مصطفیٰ عالی آفندی نے آپ کا ذکر کیا ہے کہ آپ کو قدرت تحریر، وقوف قلم اور مختلف علوم میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ اشعار کہنے کا بھی ذوق تھا۔ چنانچہ آپ کو وحید زماں شمار کیا ہے۔ آپ کے دو شاگردوں کو فن خوشنویسی میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ایک میر عمادالحسنی قزوینی اور دوسرے علی رضا عباسی تبریزی آپ دونوں ماہرین کتابت نے اپنے استاد محمد حسین تبریزی کے نام کو زندہ و تابندہ کیا۔ محمد حسین تبریزی نے علم و ادب اور لغت عرب سے مستغنی ہو کر کتابت کی طرف متوجہ ہوئے اور روز بروز ترقی کے مدارج طے کرتے رہے۔ اس فن کو حاصل کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو کر نہیں بیٹھے بلکہ استاد عصر میر سید احمد مشہدی کے پاس خط کی تعلیم حاصل کرنے تبریز سے مشہد آئے اور مدت دراز تک آپ سے اصلاح لے کر اس کی مشق کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ خود بھی زمانے میں مشہور ہو گئے۔ شائقین خط نستعلیق آپ کے پاس تعلیم کتابت کی غرض سے جمع ہونے اور استفادہ حاصل کرنے لگے۔ اکثر لوگ دور دراز علاقوں سے سفر کر کے شاگردی کا شرف حاصل کرتے رہے۔

میر حسین تبریزی نے میر عمادالحسنی اور علی رضا عباسی ہر دو کی نسبت تعریف میں اشعار کہے۔ تبریز کی اکثر عمارات کے کتبات آپ نے لکھے جن میں مساجد، محرابات، مینار اور گنبد شامل ہیں۔ یہ کتبات آج بھی آپ کے عظیم فن کی داد دے رہے ہیں۔

گلشنِ ہنر کے بیان کے مطابق آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ اول مشہد آ کر میر سید احمد مشہدی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میر علی ہروی کے براہ راست شاگرد تھے۔ مشہد سے عراق گئے اور شاہ اسمٰعیل صفوی ثانی کے عہد میں عہدہ مدارملا۔ آپ کے اکثر نمونے استنبول کے عجائب گھر (ٹوپ کاپی) میں محفوظ ہیں۔

Marfat.com

محمد حسین تہرانی، کاتب السلطان

محمد شاہ اور ناصر الدین شاہ قاچار کے درباری خوشنویسوں میں سے تھے اور چند قلموں کے ماہر تھے۔ نستعلیق بطرز غبار استادانہ لکھتے تھے اور ہر طرز تحریر میں قوی دست تھے۔ ایک نسخہ ''آداب المشق'' (تالیف بابا شاہ اصفہانی) آپ نے کتابت کیا تھا جس پر یہ ترقیمہ ''کتبہ محمد حسین التہرانی غفرلہ ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء''۔ اس کے علاوہ بہت سے نسخے نسخ و شکستہ اور نستعلیق میں کتاب خانہ سلطنتی تہران میں محفوظ ہیں[۴]۔

محمد حسین جونپوری

مولوی رجب علی کے چھوٹے فرزند اور مولانا کرامت علی کے بھتیجے تھے۔ علوم درسیہ مفتی سعد اللہ سے اور علوم قراءت اور مشق کتابت (خط نستعلیق و نسخ) اپنے چچا سے حاصل کر کے خطاطی میں ایسا کمال پیدا کیا کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے۔ اتنے قوی النظر تھے کہ خط غبار میں چاول کے ایک دانے پر پوری سورہ اخلاص لکھ دیتے تھے۔ ۱۹۰۰ء کے اوائل تک بقید حیات تھے[۱]۔

محمد حسین حکیم میر

غلام محمد ہفت قلمی کا بیان ہے کہ مرد متواضع اور خوش گفتار تھے۔ ابتدا میں نستعلیق کی تعلیم خلیفہ سلطان سے حاصل کی اس کے بعد آقا عبدالرشید دیلمی کے شیوہ پر مشق شروع کی اور ''مجموعہ نفسی'' کے عنوان سے آقا رشید کی وصلیاں جمع کیں اور خط نسخ میں عصمت اللہ خاں کے شاگرد ہوئے اور تیس (۳۰) پارے قرآن کے کتابت کئے۔ موسیقی اور شاعری سے بھی واقف تھے۔ مولانا فخر الدین پسر مولانا نظام الحق چشتی کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔ ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء میں فوت ہوئے[۱]۔

محمد حسین شریف ہندی

انیسویں صدی کے خوشنویس تھے۔ آپ نے ایک کلام مجید نستعلیق و شکستہ نستعلیق اور شکستہ تعلیق میں کتابت کیا تھا اور جس کو بصیر الملک نے تہران میں ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء میں طبع کیا تھا[۳]۔

محمد حسین عرب

اورنگ زیب کے زمانے میں ملازمت شاہی میں داخل تھے اور خط نستعلیق کے باکمال خوشنویس تھے[۵]۔

محمد حسین عطا خاں میر

محمد باقر زرین قلم کے فرزند تھے اور اپنا لقب مرصّع رقم لکھتے تھے اور حکومت شجاع الدولہ (والئی اودھ ۱۷۷۵-۱۷۵۳ء) میں بڑی شہرت تھی۔ داستان ''چہار درویش'' کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ ایک قطعہ متوسط جلی نستعلیق میں نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔ ''میر محمد حسین عطا خاں سنہ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء''[۱]۔

محمد حسین کاشانی

میرزا محمد تقی کاشانی کے فرزند تھے اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں فوت ہوئے[۲]۔

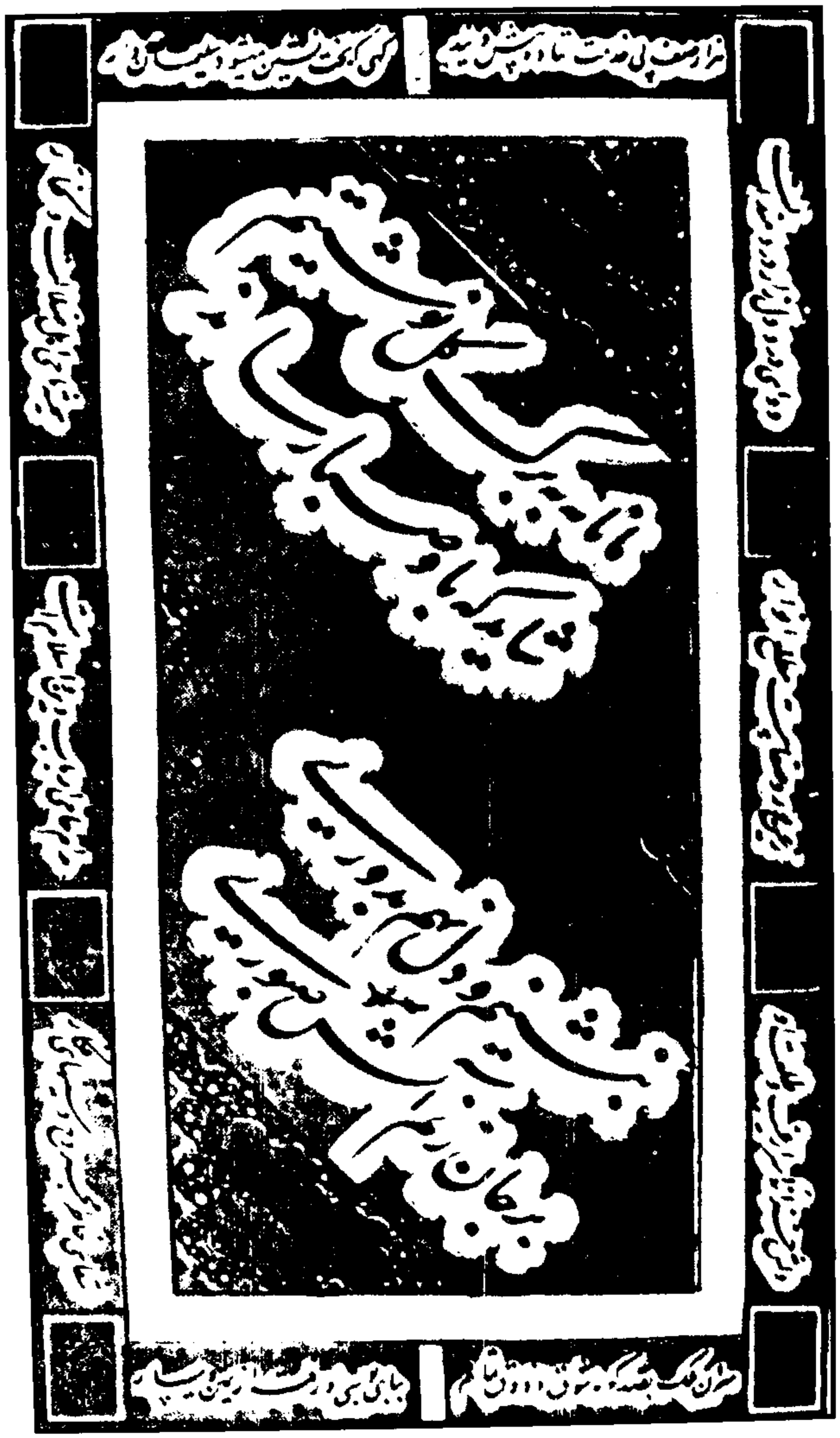
محمد حسین کشمیری، میرزا

میرزا محمد حسین عرف آغا منّو خوشنویس و تذہیب کار، ملا محمد علی خوشنویس کے فرزند اور غلام رسول کشمیری کے پوتے تھے۔ کشمیری خاندان کے یہ تیسرے ہونہار فن کار اور اعلیٰ خوشنویس تھے جنھوں نے کتب خانہ سرکاری (رضا لائبریری) سے وابستہ ہو کر بے مثال کام انجام دیئے۔ خط نسخ، ثلث اور طغرا نویسی، اعلیٰ قسم کی طلا کاری اور کشمیری تزئین کاری میں بلند مقام حاصل تھا۔ نوابین رامپور نواب کلب علی خاں خلد آشیاں (۱۸۶۵-۱۸۸۷ء)، نواب مشتاق علی خاں عرش آشیاں (۱۸۸۷-۱۸۸۹ء) اور نواب حامد علی خاں جنت مکان (۱۸۸۹-۱۹۳۰ء) کے عہد زرین میں اپنی اعلیٰ فنکاری کے لازوال نقوش چھوڑے۔ آپ کے متعدد کتبات رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔ ایک[۳] مخطوطہ جس کا نمبر ۴۶۵ ہے، نہایت مذہب ہے۔



نمونہ خط محمد حسین زرّیں قلم اکبر شاہی

Marfat.com



نمونه خط محمد حسین کشمیری

Marfat.com

محمد حسین کشمیری زرّین رقم، اکبر شاہی

نستعلیق کے باکمال استاد تھے۔ اکبر نے زرین رقم کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ ابوالفضل نے ان کے جادو رقم لکھا ہے۔ اکبر کے حکم سے آئین اکبری کا پورا نسخہ کتابت کیا تھا اور مصوروں نے اعلیٰ تصاویر اور نقش و نگار سے مزین و مذہب کیا تھا۔ اس نسخہ کی تیاری پر اس عہد میں تین لاکھ روپے صرف ہوئے تھے۔ برٹش دور حکومت میں یہ نادر و نایاب نسخہ صرف دس ہزار روپے میں فروخت ہو کر لندن چلا گیا[1]۔

محمد حسین کشمیری نزاکت خط اور حسن تشکیل میں اپنے استاد مولانا عبدالعزیز پر سبقت لے گئے تھے۔ مدات اور دوائر حروف لکھنے میں میر علی ہروی کے ہم پلّہ تصور کئے جاتے تھے۔

مرقع اکبری ابوالفضل نے مرقع اکبری کا ذکر اپنے سہ دفتر میں کیا ہے جو دراصل شہزادہ سلیم (مابعد جہانگیر) کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس مرقع میں مشاہیر خطاطین کے نمونے یکجا کر دیئے تھے اور ان پر محققانہ بحث کی گئی تھی۔ مرقع کے اخیر میں مشاہیر نستعلیق نویسان کا ذکر بھی کیا تھا۔ اس زمانے کے ماہر نستعلیق نویس محمد حسین زرین رقم (کشمیری) کا خاص طور پر ذکر ہے[2]۔ یہ عظیم خوشنویس ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء میں فوت ہوا۔

محمد حسین، مولانا

بعض کا بیان ہے کہ آپ نے فن خوشنویسی میر محمد باقر (فرزند میر علی) سے حاصل کیا۔ (مناقب)

محمد حسین، میر

میر کلن کے فرزند اور میرزا سلیمان شکوہ کے میر منشی تھے۔ نستعلیق کے استاد تھے۔ دہلی میں اکثر ان کے شاگرد تھے۔

محمد حسین، ناجی

شاہجہان آباد (دہلی) میں پیدا ہوئے۔ نثر اور نظم لکھنے میں عبور کامل تھا اور نستعلیق بہت اعلیٰ لکھتے تھے۔ اوائل عہد عالمگیری میں دربار کے منشیان میں سے تھے اور فرخ سیر کے عہد میں مناصب میر بحری (بنگالہ) مقرر ہوئے اور ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء میں بنگالہ ہی میں فوت ہوئے[3]۔

Marfat.com

محمد حسین نائب الصدر

رحمت علی شاہ قاچار کے فرزند تھے اور ماں کا نام گوہر سلطان تھا۔ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے علوم عقلی و نقلی میں بلند مرتبہ تھے اور خط نسخ، نستعلیق اور شکستہ نستعلیق لکھنے میں ماہر تھے۔ بہت سی ادبی کتابوں منطق و حکمت اور ہیئت پر حواشی لکھے اور عربی و فارسی کے شاعر بھی تھے اور منصور تخلص تھا۔ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فوت ہوئے[1]۔

محمد حسین ہروی

''مناقب ہنروران'' میں لکھا ہے کہ آپ میر محمد باقر بن میر علی ہروی کے شاگرد تھے۔

محمد حفیظ خاں

شکستہ نگاری کے کامل استاد تھے۔ نستعلیق، تعلیق، ثلث اور نسخ میں ان کے بہت سے شاگرد تھے اور اپنے وقت کے کامل اساتذہ میں شمار ہوتے تھے قرآن شریف کی کئی جلدیں مطلا اور مذہب تیار کر کے شاہ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔

محمد خاں دہلوی

میر کلن خوشنویس کے شاگرد رشید اور خود بے نظیر اور خوش قلم خوشنویس تھے۔ ۱۸۲۵ یا ۱۸۲۶ء میں وفات[2] پائی۔

محمد خاں قزوینی

مشہور خوشنویس تھا۔ کتب خانہ نصیر الدین حیدر میں اس کی جادو نگاری کی یادگار شاہنامہ موجود تھا جو ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء کا تحریر شدہ اور ایسا خوشخط تھا کہ کوئی دوسرا نسخہ اس کے مثل نہ تھا[3]۔

محمد دائم عظیم آبادی، شیخ

تذکرہ روز روشن میں ہے کہ نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویس تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء میں فوت ہوئے[4]۔

Marfat.com


فراغت دار دار تلخی لبانش
که از شکر شبانگ امد دهانش

نمونه خط محمد درویش السمرقندی

محمد درویش سمرقندی

اسی نام سے معروف تھے۔بعض تذکرہ نگاران نے آپ کا نام درویش عبدی بھی لکھا ہے۔میر عماد کے شاگرد تھے۔خدمت اور ارشاد استاد کی بجا آوری اور کثرت مشق کے باعث درجہ اُستادی پر فائز ہوئے۔ درویشانہ وضع سے رہتے تھے۔اسی حالت میں استنبول پہنچے۔سلطان مراد خاں کے امراء نے بڑی تنظیم وتوقیر کی اور محمد پادشاہ وزیر اعظم ترکی کی خدمت میں پہنچا دیا۔محمد درویش نے وزیر اعظم کی خواہش پر شاہ نامہ فردوسی نہایت اعلیٰ بخط نستعلیق لکھکر پیش کیا اور انعام پایا[1]۔

مولانا محمد درویش ۱۰۳۶ھ/۱۶۲۶ء میں بقید حیات تھے اور ایک وصلی کشمیر آ کر لکھی تھی۔تذکرہ نگاران نے آپ کے حالات زیادہ نہیں لکھے۔

محمد رحیم گرایلی

سفینہ ہندی میں ہے کہ اوائل دور ترقیات نادر شاہ (درانی) کے ہمراہ رہے اور افاغنہ کو دفع کرنے میں بڑی خدمت پر سرفراز ہوئے۔اسی ہنگامے میں جب نادر شاہ بغداد کی طرف گیا اس کی خدمت ترک کر کے درویشانہ لباس میں نجف جا کر مقیم ہو گئے اس کے بعد ہندوستان کا سفر کیا۔

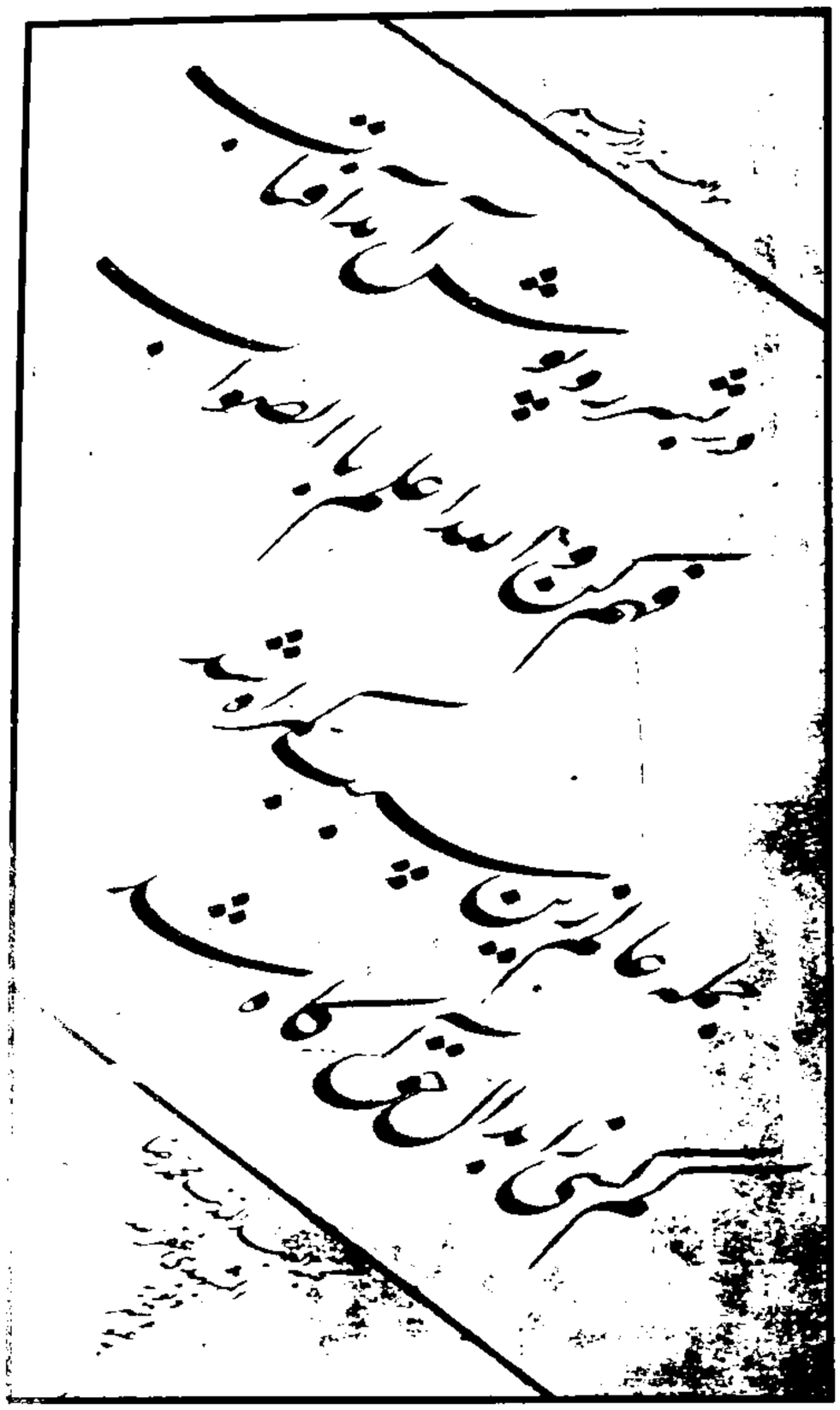
محمد رحیم شعر بھی کہتے تھے اور فن سیاہ گری میں بے بدل تھے اور خط نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے[2]۔

محمد رحیم مشہدی

سید احمد مشہدی کے شاگرد تھے۔دس سال تک گوشہ نشین رہ کر مشق کتابت جاری رکھی اور اپنے لکھے ہوئے۔خط کا کسی کو نشان نہیں دیا جب تک خود کو اس قابل نہ سمجھ لیا۔آپ کے خط کے نمونے بغداد، ایران اور استنبول میں محفوظ ہیں۔ایک نسخہ رسالہ ''کنور المرموز'' بطریق محفوظ ہے۔جس پر یہ ترقیمہ ہے۔

"تم الرساله علی ید الفقیر محمد رحیم غفر الله ذنوبه و ستر عیوبه"۔میرزا

Marfat.com





نمونہ خط محمد رضا المشہدی

Marfat.com

محمد رزہ ای

آپ علاء الدین رزہخزی کے فرزند ہیں اور براہ راست سلطان علی مشہدی کے تلمیذ ہیں۔ ۹۴۳ھ/۱۵۳۶ء تک بقید حیات تھے۔ مصطفیٰ عالی آفندی نے آپ کے والد کا نام علاء الدین محمد لکھا ہے۔ (مناقب ہنروران)

محمد رشید اللہ خاں

مولوی کریم اللہ خاں کے فرزند تھے۔ رامپور وطن تھا۔ نستعلیق کے پختہ خوشنویس تھے۔ جلی اور خفی پر عبور کامل تھا۔ مدرسہ عالیہ میں اپنے والد کے قائم مقام بن کر طلباء کو فن خوشنویسی کی مشق کراتے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں تعلیم کے دوران راقم السطور سید احمد کو بھی خط کی اصلاح دیا کرتے تھے۔

محمد رضا اصفہانی

آپ کا لقب صدر الکتاب تھا۔ عباس آباد (اصفہان) میں رہتے تھے۔ سید علی خاں کے شاگرد تھے اور زود نویس کاتب تھے۔ شاعر اور صوفی مشرب تھے۔ صحن امام رضا (مشہد) میں آپ کا کتابہ بخط نستعلیق محفوظ ہے۔ ۸۱۱ھ/۱۴۰۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا[۳]۔

محمد رضا بن محمد سعید

بارہویں صدی ہجری کے خط نسخ کے خوشنویس تھے اور نستعلیق بھی بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کریم کتاب خانہ سلطنتی ایران میں محفوظ ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

"کتبہ العبد الاقل محمد رضا بن حاجی محمد سعید عفی عن جرائمهم فی سنة ۱۱۳۰ وسنة ۱۱۳۳ھ"[۲]۔

۱۷۱۷ —— ۱۷۲۰ء

محمد رضا تبریزی

(متوفی ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء) آپ محمد حسین تبریزی کے تلامذہ میں سے تھے۔ ۹۹۴ھ/۱۵۸۵ء میں استنبول چلے گئے۔ فن کے قدردانوں نے بڑی دولت دی۔ دولت لے کر تبریز واپس آ گئے۔ تبریز ہی میں انتقال ہوا۔ (احوال و آثار خوشنویسان)

Marfat.com

محمد رضا شیرازی

آپ کا لقب سلطان الکتاب اور تخلص صفا تھا۔ سلطان ناصر الدین شاہ قاچار کے درباری خوشنویس تھے۔ اوائل انیسویں صدی میں آپ کی لاتعداد کتابت طبع ہو کر منظر عام پر آئی[1]۔

محمد رضا کشمیری

مشتاق تخلص فن محاورہ، شاعری اور خوشنویسی میں ممتاز و بے نظیر تھا۔ تمام عمر مثنوی مولانا روم کی کتابت میں صرف کی۔ ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء میں انتقال کیا[2]۔

محمد رضا کلہر

محمد رحیم بیگ کے فرزند تھے۔ ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے نوجوانی میں اسپ سواری اور تیراندازی مشغلہ تھا۔ جسمانی طور پر تنومند اور قوی ہیکل تھے گزراوقات کے لئے کتابت کا پیشہ اختیار کیا اور تہران میں میرزا محمد خوانساری (شاگرد آقا محمد مہدی تہرانی) سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ جب استاد فوت ہو گئے تو میر عماد الحسنی کے طرز تحریر کی تقلید شروع کی۔ اس کے بعد اصفہان کا سفر اختیار کیا تاکہ میر عماد کے مشہور کتبہ جات سے استفادہ کر سکیں۔ اس کے بعد قزوین گئے تاکہ میر عماد کے تحریر کردہ کتب حمامی سے مستفید ہو سکیں چنانچہ میر عماد کی تحریروں کا چربہ ان کے کتبات کو دیکھکر کیا۔ میرزا کلہر نے جب عمادی نستعلیق میں عبور کامل حاصل کر لیا اور شہرت کی منزلوں پر پہنچ گئے تو ان دنوں ناصر الدین شاہ قاچار کو ہنرمندان نستعلیق کی ضرورت تھی طلب کر کے اعزازات شاہی سے نوازا اور وزارۃ الطباعات کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ خراسان میں بیمار ہوئے اور ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں تہران میں فوت ہوئے۔ آپ نے کتابت کے لاتعداد نمونے اہل نظر کے لئے چھوڑے ہیں[1]۔

محمد رضا کوزہ کتانی

تیرہویں صدی ہجری کے اعلیٰ خوشنویس تھے اور چھ خطوط لکھنے پر مہارت تھی۔ بالخصوص نستعلیق اور نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ایک قطعہ خطوط ستہ (چھ خط میں لکھا ہوا) اور نستعلیق میں لکھا ہوا ایران میں موجود ہے جس پر ترقیمہ ہے:

"حرّہ العبد الاقل الآثم الجانی محمد رضا کوزہ کتانی سنة ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء من الهجرة"[2]۔

Marfat.com



نمونہ خط معزالدین محمد الحسنی

Marfat.com

محمد رضا لاہیجی

لاہیجان کے رہنے والے اور میرزا عبدالکریم کے فرزند تھے اور بہت زیادہ کتابت کرنے والے تھے[۴]۔

محمد رضا مشہدی

معروف بہ چرخ تاب، بقول گلستان ہنر آپ سید احمد مشہدی کے شاگرد تھے اور خراسان میں رہ کر کتابت کرتے تھے۔ سپہر نے تاریخ وفات ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء تحریر کی ہے[۵]۔

محمد رضا منشی

تیرہویں صدی ہجری کے نستعلیق اور شکستہ کے خوشنویس تھے اور کاتبان مظفر شاہ قاچار تھے۔

محمد رضا نیاز شیرازی

محمد ہاشم درویش کے فرزند تھے۔ شیراز میں تربیت حاصل کی اور چند دیوان حسن علی میرزا دیوان کے زمرۂ اہل قلم میں داخل رہے۔ آخر کار ملازمت سے استعفیٰ دے کر باپ کے طریقہ درویشی کو اختیار کرلیا۔ شعر بھی کہتے تھے اور نیاز تخلص تھا۔ فن انشاء سے بھی واقف تھے۔ نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء تک بقید حیات تھے[۱]۔

محمد رفعت

عثمانی کتبہ نگاران میں سے تھے۔ آپ کے خط کا نمونہ ترکی اشعار میں مولانا جلال الدین رومی (قونیہ) کے مزار پر آویزاں ہے جو نستعلیق میں بقلم جلی تحریر ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے: ''کتبه الفقیر محمد رفعت ۱۲۶۳ھ/۱۸٤٦ء''[۲]۔

محمد رفیع

گیارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی خوشنویس تھے۔ مثنوی کا ایک نسخہ شمس الدین عباسی دہلوی کا اس کو علی قلی خاں کے لئے کتابت کیا تھا جس پر ترقیمہ ہے۔

Marfat.com

"تمت مثنوی المسمی واله و سلطان بخط کمترین بندها محمد رفیع۔ احمد شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکه و سلطانه باتمام رسید فی سنة ۱۱۶۱ھ/۱۶۵۰ء من الهجرة"[۳]۔

محمد رفیع آفندی

متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء آپ استنبول کے رہنے والے تھے۔عثمانی نستعلیق نویساں میں سے تھے۔آپ نے یہ فن قاضی عسکر عارف آفندی سے سیکھا تھا۔آپ کے کتیبہ جات استنبول کی عمارات میں کندہ ہیں[۱]۔

محمد زاہد

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے جس پر ترقیمہ ہے۔
"دعا گو قدیم الخدمت محمد زاهد"۔ دوسرا قطعہ "مجموعہ آقا مجید"
تہران میں ہے جس پر ترقیمہ یہ ہے۔ "کتبه الفقیر محمد زاهد غفرله"[۱]

محمد زاہد اصفہانی

(کاتب گمنام دسویں ہجری) محمد زکی استنبولی حاج (متوفی ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء) عثمانی نستعلیق نویسان محمد زیاں بیگ شاگرد محمد صالح اصفہانی (متوفی ۱۱۲۶ھ/۱۷۴۸ء)[۲]۔

محمد زمان تبریزی

اصلاً کرمانی تھے۔تبریز میں نشوونما پائی۔اسی نسبت سے معروف ہوئے۔آپ کے کتابت کردہ نمونے کتاب خانہ خزینہ اوقاف استنبول میں موجود ہیں۔۹۹۴ھ/۱۵۸۵ء میں فوت ہوئے[۳]۔

محمد سبحان

بارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی خوشنویس تھے۔ایک قطعہ بقلم اوسط جلی اعلیٰ لکھا ہوا نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر کاتب تحریر کا یہ نام "محمد سبحان تحریر نمود" مرقوم ہے[۴]۔

Marfat.com

محمد سبزواری (اوّل)

بذلہ گواور خوش اطوار تھے۔ نقاشی اور تصویر گری میں استاد کامل تھے۔ سب سے پہلے انگلش تصاویر کو ایرانی رنگ میں پیش کرنے والے آپ ہی تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور ماہر اساتذہ کی تقلید کرتے تھے[1]۔

محمد سبزواری (دوم)

آپ کا لقب غیاث الدین تھا اور سید احمد مشہدی کے شاگرد تھے۔ نستعلیق اور نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ایک قطعہ کا ترقیمہ ہے :

"فقیر شیخ محمد بن شیخ کمال سبزواری غفر ذنوبھما وسترعیوبھما ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء"۔ ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء میں فوت ہوئے۔

محمد سروستانی

بقول صاحب "مناقب ہنروران" آپ سلطان علی مشہدی کے شاگرد تھے اور شاہ طہماسپ صفوی کے ندیمان میں سے تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے[1]۔

محمد سعداللہ آفندی

استنبول کے رہنے والے تھے اور عرب زادہ کے نام سے معروف تھے اور محمد بیسارؔی سے نستعلیق کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء میں فوت ہوئے[2]۔

محمد سعیداللہ خاں رامپوری

آپ مولوی کریم اللہ ابن محمد امیر خاں لودھی قندھاری کے فرزند تھے۔ کتابت نستعلیق میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔ مولوی کریم اللہ خاں نے قواعد خوشنویسی خط نستعلیق کے بارے میں ایک کتاب بنام "دفتر خطاط" مرتب کی تھی۔ جنرل اعظم الدین خاں کے حکم سے عوام کے فائدے کے لئے اس کتاب کو ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں مطبع حیدری نے طبع کیا تھا۔ اور کتابت کے فرائض

Marfat.com

حافظ محمد سعید اللہ خاں نے انجام دیے تھے۔ یہ کتاب منشی شمس الدین اعجاز رقم لکھنوی کتاب ''نظم پروین'' اور ''اعجاز رقم'' کا بعینہٖ چربہ ہے۔

اعجاز رقم کی تحریر کردہ فن خوشنویسی پر کتابیں آج بھی زندہ ہیں اور دفتر خطاط پردۂ گمنامی میں معدوم ہوگئی۔ دفتر خطاط کی مطبوعہ جلد رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے۔

محمد سعید، سید (اوّل)

سید فیض اللہ آفندی کے داماد اور سید محمد دوّا کے بھانجے تھے۔ اسی وجہ سے دوازادہ سے معروف تھے۔ خط نستعلیق کی تعلیم محمد رفیع سے حاصل کی تھی اور سند یافتہ خطاط تھے۔ زبان عربی و ترکی اور فارسی سے آشنا تھے۔ ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء میں فوت ہوئے[۳]۔

محمد سعید، سید (دوم)

میرزا حبیب نے اپنے تذکرہ میں یہ دوسرا نام لکھا ہے کہ آپ عثمانی عہد کے نستعلیق نویسان میں سے تھے اور خواجہ زادہ حسن کے نام سے معروف تھے۔ آپ نے نستعلیق شیخ الاسلام ولی الدین آفندی سے سیکھا تھا۔ اس کے بعد کاتب زادہ محمد رفیع سے فن کی تکمیل کی[۱]۔

محمد سعید لاہیجانی (اوّل)

سعیدائے گیلانی نام سے معروف تھے۔ فن نقاشی، طلا کاری سے بھی واقف تھے۔ مآثر الامراء میں لکھا ہے کہ شعر کہتے تھے۔ عہد جہانگیر بادشاہ (۱۰۱۲-۱۰۳۷ھ / ۱۶۰۳-۱۶۲۷ء) میں ہندوستان آئے اور درباری شعرا میں داخل ہوئے اور عہد شاہجہانی میں اعلیٰ کام انجام دینے کے سبب خطاب ''بے بدل خاں'' سے ممتاز ہوئے اور مدت تک داروغہ زرگراں بھی رہے اور ''سریر مرصع'' بنام تخت طاؤس ان ہی کے اہتمام سے تکمیل کو پہنچا تھا[۲]۔

Marfat.com

محمد سعید لاہیجانی (دوم)

''تذکرہ روز روشن'' کا بیان ہے کہ یہ خواجہ علی کے فرزند تھے اور عہد شاہ سلیمان صفوی (۱۰۷۷-۱۱۰۵ھ / ۱۶۶۶-۱۶۹۳ء) میں تجارت کرتے، شعر کہتے اور اعلیٰ کتابت کرتے تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''مجالس المومنین'' (قاضی نوراللہ شوستری) بقلم اوسط جوان الفاظ میں تمام ہوا:

"حسب الاشارہ، زینت بخش مسندِ وزارت، میرزا محمد باشما وزیر گیلان فقیر حقیر محمد سعید لاهیجانی" الخ۔[۴]

محمد سعید، مُلّا یازندرانی

اشرف تخلص تھا۔ ملا محمد صالح کے فرزند اور ملا محمد مجلسی کے نواسے تھے۔ عالمگیر کے عہد میں ملازمان شاہی میں منسلک ہوکر کمالات شاعری، فن خطاطی اور مصوری میں وہ جوہر دکھائے جس کی وجہ سے شہرۂ آفاق ہوئے۔ ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے واسطے حجاز مقدس گئے اور وہاں سے واپسی پر بمقام مونگیر انتقال ہوا[۳]۔

محمد سعید ہروی

قطب شاہ (والئی دکن ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء) کے درباری خوشنویسوں میں تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''ثمانیہ امیر خسرو'' کتاب خانہ سلطنتی ایران میں موجود ہے جو خفی متوسط قلم سے کتابت کیا ہے۔ کتاب کا اختتام ان الفاظ پر ہے:

''تمام شد ثمانیہ خسرو دہلوی برسم خزانہ، اعلیٰ حضرت قطب شاہی، بدست کمترین بندگان درگاہ خسروی، محمد سعید بن مسعود الہروی درسال نہ صدو ہفتاد و دو ہجرت نبوی''[۱]۔

محمد سلیمان شکوہ

آپ داراشکوہ بن شاہجہان کے بزرگ ترین فرزند تھے۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک قطعہ بقلم اوسط نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے ''راقمہ میرزا محمد سلیمان شکوہ بہار''[۲]۔

Marfat.com

محمد سمرقندی ملاّ

ملاّ محمد زاہد کا فرزند تھا۔ شعر خوب کہتا تھا اور عابد تخلص تھا، ہفت قلم خطاط تھا۔[۴]

محمد سمرقندی میر

صاحب ''مناقب ہنروران'' کا بیان ہے کہ آپ میر علی ہروی کے شاگرد تھے اور میر معصوم کے ہم مشق تھے۔ میر محمد قطعہ نویسی میں لاجواب تھے اور میر معصوم بھی اچھا لکھتے تھے۔ میر محمد کا ایک جلی قلم سے تحریر کیا ہوا کتاب خانہ خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔ "قل العباد میر محمد سمر قندی"[۴]۔

محمد سوزی

عہد عثمانی کے نستعلیق نویسان میں سے تھے۔ آپ کے ہاتھ کی تحریر کردہ لوح مزار مولانا جلال الدین بلخی پر بقلم جلی نستعلیق میں کندہ ہے جس پر نام اور تاریخ کتابت اس طرح ہے: "عبدہ محمد سوزی ۱۳۲۷–۹۳۳۲ ھجری[۵]۔"
۱۹۰۹–۱۹۱۳ء

محمد سیمی نیشاپوری

علی نیشاپوری کے فرزند تھے اور مشہد میں سکونت تھی اور مکتب میں معلم تھے۔ دولت شاہ سمرقندی کا بیان ہے کہ مختلف فنون سے آراستہ تھے اور سات قلم لکھنے پر عبور تھا۔ مرأۃ العالم میں لکھا کہ آپ زود نویس تھے۔ ایک روز صبح سے شام تک لوگوں کی موجودگی میں ایک سو بیس (۱۲۰) اور ہر مکتوب میں دس دس سطریں تھیں۔ کتابت کر کے ناظرین کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس کارنامہ کو دیکھ کر انشاء پرداز اور استادان تحریر نے آفرین کی۔ ایک نسخہ ''دیوان لطف اللہ نیشاپوری'' کتاب خانہ تہران میں موجود ہے[۱]۔

محمد شاہ دارابی

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ ایک نسخہ ''خمسہ امیر خسرو دہلوی'' سلطنت ایران کے کتاب خانہ میں موجود

Marfat.com



نمونہ خط محمد صالح دردمند

Marfat.com



نمونہ خط محمد صالح

Marfat.com



نمونه خط محمد صالح



نمونه خط محمد باقر زرین قلم

Marfat.com

ہے جو نستعلیق میں اوسط قلم سے تحریر ہے اور ان الفاظ پر تمام ہوا ہے:

"کتاب خمسه امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه ، فی تاریخ غره شهر ذی الحجة الحرام سنة ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء کتبه الفقیر الحقیر محمد شاه دارابی"۔

محمد شاہ قاچار

عباس میرزا ابن فتح علی شاہ قاچار کے فرزند تھے۔ ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سیاہ مشق کے قطعات نستعلیق میں کتب خانہ ملی تہران میں محفوظ ہیں۔ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۷ء میں فوت ہوئے [۳]

محمد شرقی یزدی

نویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ ایک نسخہ صد کلمہ حضرت علی ابن ابی طالب (فارسی ترجمہ) خط ثلث اور نستعلیق میں متوسط قلم سے کتابت کیا ہوا دانش گاہ استنبول میں محفوظ ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

"کتبه محمد بن نظام الشرقی الیزدی فی سنة ۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء" [۱]

محمد شریف (اوّل)

صاحب مناقب ہنروران کا بیان ہے کہ آپ اخلاق حسنہ میں بے مثال اور محمد حسین تبریزی کے شاگرد تھے۔ اور گلستانِ ہنر کا بیان ہے کہ آپ بزرگ زادگان اعراب نمیری میں سے تھے۔ با فضیلت بزرگ اور نستعلیق جلی اور خفی بہت اچھا لکھتے تھے اور فن حکا کی (عقیق پر کندہ کاری) میں بھی مشہور تھے۔ سپاہی گری اور شجاعت میں صاحب میراث تھے [۲]

محمد شریف (دوم)

گیارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کے تحریر کردہ دو قطعہ بقلم جلی کتب خانہ مجلس شورا ملی تہران میں موجود ہیں جن پر یہ ترقیمے ہیں۔

"مشقه محمد شریف سنة ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء"، "محمد شریف غفر ذنوبه و ستر عیوبه"۔

Marfat.com

محمد شریف تجرید

بلند اخلاق اور اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔ تحصیل علوم کے لئے کتابت میں مشغول رہتے تھے۔ مصاحف کی کتابت کرتے اور نستعلیق بھی اچھا لکھتے تھے۔ ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۸ء تک بقید حیات تھے۔[۳]

محمد شریف کاتب السلطان

میر عبداللہ خوشنویس کے بھانجے تھے۔ شاہ جہاں بادشاہ نے خطاب ''کاتب السلطان'' سے سرفراز فرمایا تھا۔ صاحب ''مراءۃ العالم'' کا بیان ہے کہ میر عبداللہ نے اپنے فرزند کی طرح تربیت کر کے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔[۴]

محمد شمس الخطاطین، میرزا

اصفہان میں پیدا ہوئے۔ ہنرمند، خوش منظر اور اعلیٰ زندگی بسر کرنے والے عاشق مزاج تھے۔ آقا عبدالرشید دیلمی کے شاگرد تھے۔ گھوڑ سواری، چوگان بازی اور تیراندازی میں بھی ماہر تھے۔ ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں لاہور کے اندر فوت ہوئے۔[۲]

محمد شفیع

خطاطی میں مشہور اور خط شفیعہ کی خاص روش کے موجد مانے جاتے تھے۔ انھوں نے یہ خط، خط شکستہ اور نستعلیق کو آمیز کر کے وضع کیا تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ خط ریحان سے اخذ کیا تھا۔[۱]

محمد شفیع ارسنجانی

علی عسکر ارسنجانی نسخ نویس کے فرزند تھے اور ہفت قلم خوشنویس تھے۔ آپ کے ہاتھ کا تحریر کردہ نسخہ قرآن ایران میں محفوظ ہے جس کا متن نسخ اور رقاع اور ترجمہ نستعلیق میں تحریر کیا ہے۔ خاتمہ قرآن کے بعد یہ الفاظ تحریر ہیں:

''علی ید الاقل الاحقر الفانی محمد شفیع بن علی عسکر الارسنجانی صورت اتمام پذیرفت فی شهر ذی القعده سنة ۱۲۹۱ھ/۱۸۷٤ء''۔

محمد شفیع قزوینی

محمد صالح اصفہانی (متوفی ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء) کا بیان ہے کہ عبدالجبار (شاگرد میر عماد) کے فرزند تھے۔ سلطنت ایران کے کتاب خانہ میں ملازم اور اپنے دور کے باکمال خوشنویسوں میں ممتاز تھے۔ کتاب خانے سے بیس ۲۰ تومان وظیفہ مقرر تھا۔ میرزا سنگلاخ کا بیان ہے کہ آپ بارہ سال کی عمر میں قزوین سے اصفہان گئے اور اپنے باپ سے خط کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد میر عماد سے فن کی تکمیل کی۔ شعر بھی کہتے تھے اور شاہ عباس کے کتابدار بھی رہے۔ باپ کے انتقال کے بعد قزوین واپس آ گئے اور مشاغل دیوانی میں مصروف ہو گئے۔ خط نستعلیق میں اپنے باپ عبدالجبار اور میر عماد کا شیوہ اختیار کیا۔[۲]

محمد شیخ

شاہ طہماسپ صفوی کے درباری خوشنویس تھے اور سرعت قلم میں مشہور تھے۔ لقب ''نظام الدین'' تھا۔ ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں بقید حیات تھے۔ ایک نسخہ ''تحفۃ الاحرار جامی'' بقلم کتابت خفی نستعلیق میں موجود ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

''تم الکتاب علی ید الحقیر الفقیر شیخ محمد غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ''۔[۳]

محمد صادق

اورنگزیب عالمگیر (۱۰۶۸-۱۱۱۹ھ / ۱۶۵۷-۱۷۰۷ء) کے عہد کے درباری خوشنویس تھے ایک صفحہ ''بیاض بختاور خاں''، بقلم نستعلیق و شکستہ جس کی کتابت اوسط قلم سے کی ہے نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ عبارت ہے۔

''حسب الامر، مقرب حضرت الٰہی بختاور خاں، در دوشنبہ پنجم جمادی الاولیٰ اتفاق افتاد، حررہ العبد المذنب محمد صادق'' دوسرا قطعہ بقلم جلی خوشخط کتاب خانہ باڈلین انگلستان میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے — ''کتبہ العبد محمد صادق''۔[۳]

محمد صادق خاں بیگ ولی، حاج

سپہر کا بیان ہے کہ سیدھے سادھے مرد تھے اور نستعلیق اچھا لکھتے تھے ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

محمد صادق شیرازی

دولت زندیہ کے بزرگ زادگان شیراز میں سے تھے۔اپنے باپ کے ساتھ بکار دیوانی میں مشغول رہتے تھے۔علوم ریاضی سے بہرہ مند تھے۔نثر بہت اچھی لکھتے تھے۔شعر بھی کہتے اور کوکب تخلص تھا۔خوش مزاج ظریف الطبع اور بلند نظر تھے مگر نصیب کے بلند نہ تھے۔ شکستہ اور نستعلیق لکھنے میں مہارت تھی۔دولت زندیہ کے زوال کے بعد ہندوستان آئے اور کچھ مدت رہ کر شیراز چلے گئے[۴]۔

محمد صادق میرزا

محمد صالح اصفہانی نے (متوفی ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء) لکھا ہے کہ مدت دراز تک میرے والد اور اس کے بعد مجھ سے نستعلیق کی اصلاح لیتے رہے اور بہت اچھا لکھتے تھے[۱]۔

محمد صالح اصفہانی (اوّل)

امیر نور سعید کے فرزند اور نستعلیق کے کاتب تھے۔سلطان ابوسعید میرزا کے مقرر کردہ صاحب اختیار حاکم تھے اور بداخلاقی میں مشہور تھے[۲]۔

محمد صالح اصفہانی (دوم)

فرزند میرزا ابوتراب خوشنویس (شاگرد میر عماد) میرزا سنگلاخ کا بیان ہے کہ میر عماد کے قتل کے بعد آقا عبدالرشید کے ساتھ ہندوستان آ گئے تھے اور ان کے ساتھ شاہجہاں کے در سے منسلک ہو گئے مگر دل نہ لگا اور اصفہان واپس چلے گئے۔کافی تعداد میں آپ کے کتبے ایران میں موجود ہیں[۳]۔

محمد صالح خاتون آبادی

میرزا سنگلاخ نے لقب ''خاقان الخطاطین'' دیا تھا۔میر عمّاد کے شاگرد تھے۔میرزا کے بیان کے مطابق شاہ عباس صفوی کی نظروں میں معزز تھے اور پانچ سو تومان کے وظیفہ یاب تھے اور اسی (۸۰) برس کی عمر تک اصفہان میں رہے۔آپ کے تین قطعات

Marfat.com

''کتب خانہ ملی پریس'' میں موجود ہیں اور بہت سے کتابت کردہ نسخے کتاب خانہ سلطنتی تہران میں بھی موجود ہیں۔ سپہر نے تاریخ وفات ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء لکھی ہے[۴]۔

محمد صالح کشفی

''شاہجہان نامہ'' اور ''مراۃ العالم'' کا بیان ہے کہ آپ میر عبداللہ مشکین قلم کے فرزند اور میر محمد مومن کے بھائی اور شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان کے والد ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ اور کشفی دہلی میں پیدا ہوئے۔

میر محمد صالح ابتداء میں فقر و قناعت کی درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اخیر عمر میں شاہجہاں بادشاہ کے دربار سے منسلک ہو گئے تھے۔ محمد صالح بہت دانشمند تھے۔ فارسی نظم اور ہندی پر عبور کامل تھا۔ فارسی اشعار میں کشفی اور ہندی میں سبحان تخلص تھا۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ ان کی تالیفات میں اعجاز مصطفوی اور مناقب مرتضوی بہت مشہور کتابیں ہیں۔ مقام اجمیر میں میر داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد صالح ملا

آپ خواجہ محمود شہابی سیاؤشانی کے شاگرد تھے اور اسکندر خاں و عبداللہ خاں (امرائے شیبانی) کے خطاط تھے۔ ہنگام تالیف مناقب ہنروران۔ ۹۹۵ھ/۱۵۹۶ء میں فوت ہوئے۔ (مناقب ہنروران)

محمد صالح، میر

کشفی تخلص تھا۔ میر عبداللہ مشکین قلم کے فرزند تھے۔ علم و فضل سے آراستہ اور کمالات معنوی سے پیراستہ تھے۔ ابتدائے حال میں فقر و قناعت سے گوشہ نشین تھے۔ شاہجہان بادشاہ نے انتہائی اسرار سے ملازمت شاہی میں منسلک کر کے منصب پانچ صدی پر سرفراز کیا۔ فن کتابت سے آراستہ تھے[۱]

محمد صدرالدین قزوینی

میر شرف الدین قاضی جہاں کے فرزند اور سادات سیفی قزوینی میں سے تھے۔ رنگ آمیزی اور فن موسیقی سے بہرہ مند تھے۔ مولانا مالک دیلمی کے شاگرد اور معروف خوشنویس تھے۔ ایام نوجوانی میں بہت اعلیٰ لکھتے تھے۔ اخیر عمر میں نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے مشق ترک کردی تھی۔ سلطان علی مشہدی کے شیوہ پر کتابت کرتے تھے۔ ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء میں فوت ہوئے۔

محمد طالع شیرازی

میرزا محمد صادق کے فرزند تھے اور نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویس تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور ''مطلع'' تخلص تھا۔

محمد طاہر منیف آفندی

سید عبداللہ نافع کے فرزند تھے۔ جو وزیر مختار دولت عثمانی تھے۔ علوم ادبی اور عربی زبان سے بخوبی واقف تھے اور خط نستعلیق اعلیٰ لکھتے تھے۔ ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں فوت ہوئے۔[1]

محمد طاہر میرزا

مالک دیلمی کے شاگرد تھے۔ سخاوت، شجاعت اور لطافت طبع میں مشہور تھے۔ علماء اور حکماء کے محاورات زبانی زد تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ شاہ طہماسپ صفوی کی طرف سے شاہ سلیم عثمانی کے سفیر بن کر استنبول گئے۔ تین سال مقیم رہ کر سلطان کے لئے قطعہ نویسی کرتے رہے۔ استنبول سے ایران آئے اور شاہ طہماسپ کی طرف سے ''اعتمادالدولہ'' کے لقب سے مفتخر ہوئے۔ زود نویسی میں مشہور تھے اور مختلف خطوط لکھنے پر عبور تھا۔ دن میں صرف ایک بار کھانا کھاتے تھے۔ ۹۷۵ھ/۱۵۶۷ء میں فوت ہوئے۔[2]

محمد طاہر وحید

کاتب زبردست دور صفویان محمد طاہر وحید (دوم) ماہر نستعلیق شاگرد میر عمادالحسنی۔

Marfat.com

محمد عارف خاں، یاقوت رقم

حداد کے شاگرد رشید خط نسخ اور ثلث کے استاد تھے ان کے لکھے ہوئے قرآن شریف یادگار ہیں۔ محمد معظم شاہ اول کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے بھانجے عباد اللہ بھی یاقوت رقم خاں کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔

محمد عالم

بارہویں صدی کے نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویس جو ہندوستانی تھے آپ کا ایک قطعہ کتب خانہ باڈلین انگلستان میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے۔ ''مولفه ومحرره فدوی علی محمد عالم''[1]۔

محمد عاملی بہاء الدین

بارہویں صدی کے گمنام خوشنویس تھے۔ مختلف خطوط لکھنے میں ماہر تھے۔ آپ کے تحریر کردہ دو قطعہ بقلم ثلث، نسخ، رقاع، نستعلیق جلی، توقیع اور نستعلیق خطوط سے مزین کا ڈاکٹر مہدی بیانی نے تذکرہ کیا ہے جن پر یہ ترقیمہ ہے:

"ذرۂ بیمقدار تحریر نمود۔ بهاء الدین محمد عاملی فی سنة ۱۱۲۸ھ/۱۷۱۵ء"[3]۔

محمد عباس (اوّل)

بارہویں صدی کے گمنام خوشنویس تھے ان کا ایک قطعہ نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے — ''محمد عباس تحریر نمود''[2]۔

محمد عباس (دوم)

آصف الدولہ کے عہد میں حافظ نور اللہ کے شاگرد تھے اور باکمال خوشنویس تھے[4]۔

محمد عتابی

محمد نام اور عتابی تخلص تھا۔ عربی و فارسی کے شاعر اور انشاء پردازی اور خطاطی میں کامل مہارت تھی۔ دکن میں بڑے با اعتبار

Marfat.com

تھے۔ وہاں سے آ کر اکبر بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے ان کی ہجو گوئی سے ناراض ہو کر گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا تھا۔ دس برس بعد شہزادہ سلیم کی سفارش سے نجات پائی۔ صاحب دیوان تھے۔[۵]

محمد عطری

گیارہویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کے خط کے نمونے اور قطعات خزینہ اوقاف استنبول میں محفوظ ہیں ایک نمونہ پر یہ ترقیمہ ہے: ''کتبه الفقیر الحقیر المذنب محمد الشهیر بعطری الکاتب غفرذ نوبه وسترعیوبه''

محمد علاء الدین

باخرز کے رہنے والے تھے۔ سلطان علی مشہدی کے شاگرد اور کتاب خانہ میر علی شیر نوائی سے پیوستہ تھے اور مشق کتابت میں مشغول رہتے تھے بعض تذکرہ نگاران کا بیان ہے کہ ایک نسخہ ''خمسہ امیر خسرو'' کتابت کیا تھا جس کو محمد معصوم خان حاکم جونپور نے ایک ہزار روپے میں خرید کر داخل کتب خانہ کیا تھا۔[۱]

محمد علی

شاہ عالم ثانی (۱۱۷۳-۱۲۲۱ھ / ۱۷۵۹-۱۸۰۶ء) کے درباری خوشنویس اور ان کے فرزند شہزادو کام بخش کے معلم تھے اور نستعلیق آقا عبدالرشید دیلمی کے شیوہ پر لکھتے تھے۔ آپ کے کتابت کردہ دو قطعہ نیشنل میوزیم دہلی میں موجود ہیں جس پر یہ ترقیمہ ہے:

''کتبه العبد المذنب محمد علی غفر الله ذنوبه دسترعیوبه'' اور دوسرے پر ''محمد علی ۱۱۹۶ھ/۱۶۹۴ء'' تحریر ہیں۔[۲]

محمد علی بن خیر اللہ میرزا

آپ فرمان نویس تھے۔ نستعلیق جلی اور خفی آقا عبدالرشید کے شیوہ پر لکھتے تھے۔ مدت دراز تک عماد الملک کی سرکار سے وابستہ رہے۔ غلام محمد ہفت قلمی نے بعہد نواب آصف الدولہ ان سے اکثر ملاقاتیں کیں اور ان کا ایک نسخہ ''پندنامہ'' اور ''گلستان سعدی'' کتابت کیا ہوا بہت پسند آیا۔ غلام محمد نے ان کے شاگردوں میں قاضی نعمت اللہ اور خلیفہ بخش اللہ اور میر نثار علی کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

محمد علی حکاک

میرزا ہفتؔ قلمی کا بیان ہے کہ میرزا محمد علی بن خیراللہ کے شاگرد تھے۔ دیکھنے میں خوبصورت اور اعلیٰ طبیعت تھے اور اپنے ہمعصروں میں بے مثال تھے۔ قطعات جلی نستعلیقؔ، نسخؔ، ثلثؔ اور ریحانؔ بہت اعلیٰ لکھتے تھے۔

محمد علی رضوی

بارہویں صدی ہجری کے زبردست کتیبہ نگار تھے۔ آپ کے خط کے نمونے ''محراب ایوان طلائے نادری'' آستانِ رضوی میں موجود ہیں۔

محمد علی شیرازی، سید، میرزا

فرزند میرزا سید حسین خاں شیراز میں پیدا ہوئے۔ نستعلیقؔ بہت اچھا لکھتے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ ''وجدؔی'' تخلص تھا۔ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں فوت ہوئے۔[1]

محمد علی شیرازی، میرزا

آپ منشی کے نام سے معروف تھے۔ کتیبہ نگاری اور الواح سنگ پر لکھنے میں قوی دست تھے۔ ایک اعلیٰ کتبہ ناصرالدین شاہ قاچار کی خواہش پر لکھا تھا جس کا ترقیمہ یہ ہے: "کتبه العبد محمد علی ۱۲۷٤ھ/۱۸۵٦ء"۔[2]

محمد علی عُرف دولہ خاں خوشؔ رقم

آپ سید عزتؔ علی کے ہمعصر خوشنویس تھے اور خانوادہ میر عوضؔ علی کے اعلیٰ خوشنویسوں میں سے تھے۔ وصلیوں کے علاوہ ایک کتاب جو شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ لائبریری میں محفوظ ہے، پوری کتاب دوہری پنسل سے بخط جلی کتابت کی ہے۔ دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کی کتابت فاختیٔ روشنائی سے کی ہے۔ پورے الفاظ کو پنسل سے دوہرا لکھنا اور خلا کو پُر کرنا وصلؔ و فصلؔ، مدات، دوائر اور حروف کی کرسی (نشست) کا پورا لحاظ انتہائی مشکل کام ہے۔ دولہ خاں کی مشقی تحریریں اور وصلیاں عرشی صاحب کے مشورے سے نیشنل میوزیم (دہلی) میں محفوظ کر دی گئیں۔

Marfat.com

محمد علی قاینی بیرجندی، سید، میرزا

اپنے ہم عصروں میں باکمال دانشمند تھے۔ علوم فلسفہ، ہیئت، نجوم اور ریاضیات کے استاد تھے۔ شکستہ، تعلیق، نستعلیق اور شکستہ نستعلیق کے استاد تھے۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں فوت ہوئے۔[۲]

محمد علی کابلی غریبی

برادر میر سعید کابلی۔ نیک سیرت اور اچھی طبیعت کے مالک تھے اور فن موسیقی مہارت اور تمام خطوط لکھنے پر قدرت حاصل تھی۔ سلطان حسین میرزا بایقرا کی ان پر عنایت تھی۔ شعر بھی کہتے تھے اور غریبی تخلص تھا۔ عالم جوانی میں سمرقند میں قتل ہوئے۔[۳]

محمد علی، مولوی کاکوروی

بہت قابل اور اچھے خوشنویس تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق بے حد پاکیزہ لکھتے تھے۔ متعدد کلام مجید دلائل الخیرات اور بہت سی کتابیں لکھی ہوئی ان کے ہاتھ کی موجود ہیں۔ فن خوشنویسی میں ان کے متعدد شاگرد تھے۔ (مشاہیر کاکوری ۴۲۴)

محمد علی، میر (اوّل)

گوہر شاد (دختر میر عماد) اور میرزا اسنگلاخ نے آپ کا لقب ''خدیو الخطاطین'' بیان کیا ہے۔ شعر بھی کہتے تھے اور فن معما سے بخوبی واقف تھے۔ میر عماد کے طریقہ پر مشق کرتے تھے عرصہ دراز تک بیمار رہے اور مشق چھوٹ گئی۔ میر عماد کے شاگرد ہونے کے باوجود سلطان علی مشہدی اور میر علی ہروی کے شیوہ پر لکھنے لگے۔ میرزا اسنگلاخ نے تاریخ وفات ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء اور سپہر نے ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء لکھی ہے۔

محمد علی میر (دوم)

دسویں اور گیارہویں صدی کے گمنام خوشنویس تھے۔ ایک قطعہ کتاب خانہ آستانِ رضوی مشہد میں موجود ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"بدار السطنة سمرقند، جمعیت عن الآفات، سمت تحریر پذیرفت۔ فقیر میر محمد علی فی شهور سنة ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲"

Marfat.com



نمونہ خط نورالدین علی



نمونہ خط محمد قاسم الجرجانی

Marfat.com

محمد علی نوری، میرزا

فرزند میرزا حسین علی بہاء اللہ (پیشوا بہائیان) ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئے اور اسی ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ میرزا محمد علی تمام اقسام کے خطوط اچھا لکھتے تھے۔ ثلث، نسخ، کوفی، شکستہ نستعلیق اور نستعلیق میں قوی دست تھے۔ آپ کے تحریر کردہ خطوط کے تمام نمونے ''پیدائش خط وخطان'' میں موجود ہیں[1]

محمد فضل حسن صابری

رامپور کے رہنے والے تھے آپ کے جد اعلی محمد حسن خاں نے ۱۸۶۶ء میں اخبار ''دبدبہ سکندری'' جاری کیا تھا محمد فضل حسن صابری اسکے آخری ایڈیٹر تھے فن خوشنویسی واقف تھے وصلی لائبریری میں محفوظ ہے۔

محمد فیض

قصبہ ملانوہ (مضافات لکھنؤ) کے رہنے والے تھے۔ امیر الدولہ انتظام الملک میرزا حیدر بیگ خان نصرت جنگ کے منشی تھے اور خط نستعلیق اور شکستہ کے ماہر تھے۔

محمد قاسم ملک الشعراء

فتح علی خاں (ملک الشعرا) کاشانی کے فرزند تھے اور محمد حسین خاعندلیب (ملک الشعراء) کے بھائی تھے۔ محمد قاسم دانشمند، ہنرمند اور سخندان ومورخ وحکیم اور شاعر تھے فروغ تخلص تھا۔ نقاشی اور منبت کاری کے ماہر اور تمام خطوط اعلی لکھتے تھے۔ مدتوں خراسان میں رہے اس کے بعد تہران واپس آگئے۔ سال جلوس ناصر الدین شاہ قاچار ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء میں فوت ہوئے[2]۔

محمد قاسم (اوّل)

بارہویں صدی کے ہندوستانی گمنام کاتب تھے۔ ان کا ایک قطعہ کتاب خانہ باڈلین میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے: "العبد الاثم محمد قاسم"۔

Marfat.com

محمد قاسم (دوم)

مولانا سلطان علی مشہدی کے شاگرد رشید اور نستعلیق کے استاد تھے۔[1]

محمد قلی خاں

شعر کہتے تھے۔ نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھتے تھے۔ ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں فوت ہوئے۔[2]

محمد کاتب

دسویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ نستعلیق کے علاوہ تمام خطوط لکھنے پر عبور تھا۔[3]

محمد کاتبی ترشیزی

باپ کا نام عبداللہ تھا قریہ داراوش (ترشیز) کے رہنے والے تھے۔ جوانی میں نیشاپور آئے اور سیمی نیشاپوری سے خط کی تعلیم حاصل کی رفتہ رفتہ کاتبی اعلیٰ خوشنویس بن گئے۔ شعر بھی کہتے تھے اور کاتبی تخلص تھا۔ دربار سنغر میرزا کے چہل تن کاتبان میں سے تھے۔

محمد کاظم، میر

(فرزند جواہر رقم) جواہر رقم متعدد خوشنویس ہیں۔ لہذا فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ یہ کس کے فرزند ہیں۔ مگر ان کی وصلیوں کو دیکھ کر ماہرین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ سید علی خاں حسینی کی طرز پر لکھتے تھے۔ میر محمد کاظم عہد شاہجہاں کے مشہور خطاط تھے۔ آپ کی کتابت کے کمالات مشہور ہیں۔

محمد محسن مصوّر

نویں اور دسویں صدی ہجری کے زبردست خوشنویس تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''دیوان حافظ'' موزۂ کابل میں ہے جو سلطان حسین میرزا بایقرا (والیٔ ہرات) $\left(\frac{۸۴۲-۹۱۱ھ}{۱۴۳۸-۱۵۰۵ء}\right)$ کے لئے بقلم جلی کتابت کیا تھا۔[2]

Marfat.com

محمد محسن ہروی

دسویں صدی ہجری کے گمنام کاتب تھے۔ میرزا حبیب کے بیان کے مطابق آپ میر محمد باقر بن علی کے شاگرد تھے۔

محمد محیط

ہمایوں بادشاہ (۹۶۲-۹۳۷ھ / ۱۵۵۴-۱۵۳۰ء) کے عہد کے درباری خوشنویس تھے۔ ہمایوں نے ''کاتب الملک'' کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ نستعلیق بہت اعلیٰ لکھتے تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ دبیری تخلص تھا۔[۲]

محمد مراد شیریں قلم

عہد شاہجہانی کے ماہرین نستعلیق میں ممتاز درجہ حاصل تھا آپ کے کتابت کردہ بیشمار قطعات محفوظ ہیں۔ عمل صالح میں آپ کا خاص تذکرہ ملتا ہے۔ آپ کے خط کو ماہرین نے محمد حسین زرین قلم (کشمیری) کے قریب بیان کیا ہے اور انہیں سحر طراز اور جادو رقم لکھا ہے آپ کو خط نستعلیق کے یکساں دوائر، کرسی اور حروف کی نشست میں ایک خاص امتیاز حاصل تھا۔ آپ کو خط کی پختگی اور حسنِ خط کی وجہ سے میر علی ہروی ثانی اور سلطان علی کہتے تھے۔[۳]

محمد مراد کشمیری

نوجوانی میں سوداگری کرتے تھے خط نستعلیق کی طرف مائل ہو گئے اور محمد حسین کشمیری زرین قلم سے باقاعدہ خط کی تعلیم حاصل کی کثرت مشق اور ارشاد استاد کی بدولت ترقی کے مدارج طے کر کے جہانگیر اور شاہجہاں کے درباروں تک رسائی حاصل کر لی اور اکثر کتبہ جات عمارات ان دو بادشاہوں کے لئے اپنے قلم سے لکھے۔ صاحب مراۃ العالم کے بقول آپ کا خط محمد حسین کشمیری کے مثل تھا۔ اور صاحب ''شاہجہاں نامہ'' کے بقول آپ میر علی ہروی کے ہم پلّے تھے۔

شاہجہاں نامہ میں آپ کا خطاب ''شیریں قلم'' اور ''مراۃ العالم'' میں زرّین قلم لکھا ہے۔[۴]

Marfat.com

محمد مسعود شیخ

حافظ محمد معصوم پنجابی کے فرزند تھے۔ آپ کے والد نے عہد محمد شاہ بادشاہ پنجاب سے دہلی ہجرت کی اور دہلی مقیم ہو گئے۔ اور محمد مسعود دہلی میں پیدا ہوئے۔ خط نستعلیق اور شکستہ کے ماہر خوشنویس تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور ''معنی'' تخلص تھا۔[1]

محمد مسیح شیرازی

گیارہویں صدی کے گمنام اور زبردست خوشنویس تھے۔[2]

محمد مصطفیٰ خطاط

سلطان عادل شاہ (ابن مبارک شاہ فاروقی) کے عہد میں یہ باکمال خوشنویس تھے جو خط نسخ میں لاثانی تھے۔ آپ کے قلم ایجاز کا تحریر کردہ کتبہ برہان پور کی جامع مسجد میں اب بھی موجود ہے جس کو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ یہ کتبہ ۸۹۷ھ/۱۴۹۱ء میں کندہ ہوا تھا۔[3]

محمد مصور، شیخ

دسویں صدی ہجری کے خوشنویس اور نقاش تھے اور فن خوشنویسی میں میر علی کے شاگرد تھے۔[5]

محمد معصوم بخاری

بخارا کے سادات حسینی میں سے تھے۔ صاحب (مناقب ہنروران) نے میر علی ہروی کا شاگرد لکھا ہے۔[6]

محمد معین الدین تبریزی

میر علی ہروی کے شاگرد تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ ''شریفی'' تخلص تھا۔[7]

Marfat.com

محمد مقیم تبریزی

اصلاً تبریزی تھے اور ساکن عباس آباد اصفہان کے تھے۔ محمد مقیم سید علی خاں جواہر رقم کے پدر بزرگوار تھے۔ باپ اور بیٹے دونوں ہندوستان آ گئے اور عہد شاہجہانی (۱۰۳۷-۱۰۶۹ھ / ۱۶۲۷-۱۶۵۸ء) میں بڑی شہرت پائی۔[1]

محمد مقیم میر عماد کے شاگردوں میں سے تھے۔ نستعلیق خفی بہت اچھا لکھتے تھے اور دہلی میں کالی مسجد میں زندگی گزاردی اور بہت سے شاگرد تیار کیے۔

محمد منیر، شیخ ہروی

ابن محمد عمر، علم و فضل سے موصوف اور انشا پردازی اور فن خطاطی خصوصاً خط نسخ میں بہت مشہور تھے۔[2]

محمد موسیٰ سرہندی، میر

دور محمد شاہ بادشاہ (۱۱۳۱-۱۱۶۱ھ / ۱۷۱۸-۱۷۴۸ء) کے درباری خوشنویسوں میں سے تھے اور تحریر میں میر عماد کے مقلد تھے۔ آپ کا کتابت کردہ ایک قطعہ نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"العبد المذنب محمد موسیٰ الحسینی غفر ذنوبه"۔[3]

محمد موسیٰ، میر

آپ سرہند کے رہنے والے تھے اور ملازمین شاہی میں داخل تھے۔ رائے سدہ رائے (دیوان خالصہ) کی استادی کا بھی فخر حاصل تھا۔ میر عماد کے پیرو تھے اور ان کی روش پر لکھتے تھے۔

محمد مومن اکبر آبادی، میر

میر عبداللہ مشکین رقم کے فرزند تھے۔ داراشکوہ (ابن شاہجہاں) نے اپنے فرزند سلیمان شکوہ کا استاد مقرر کیا تھا۔ بعد فراغت اس خدمت سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ شعر بھی کہتے تھے اور عرشی تخلص تھا۔ آپ کا تحریر کردہ خط کا نمونہ بقلم جلی نستعلیق

Marfat.com

کتاب خانہ ملّی پریس میں محفوظ ہے جس پر حسب ذیل ترقیمہ ہے:

"الفقیر الحقیر محمد مومن الحسینی غفر ذنوبه و ستر عیوبه ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء"۔[۳]

محمد مومن ہروی

شاہ محمود ہروی کے فرزند اور محمد حسین مجلد کے بھائی تھے۔ برسوں اپنے بھائی کے ساتھ کتاب خانہ خان خانان میں کاموں میں مشغول رہے۔ محمد مومن نستعلیق جلّی اور خفّی دونوں میں استادانہ مہارت رکھتے تھے۔ ایک نسخہ ''شاہنامہ فردوسی'' دو جلدوں میں خان خانان کے لئے کتابت کیا تھا جس کا قلم جلی تھا اور اس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے:

"محمد مومن بن شاه محمود الهروی فی شهور سنة ۱۰۱۳ھ/۱۶۰۴ء"

یہ نسخے کتاب خانہ تہران میں موجود ہیں۔[۱]

محمد مہدی تبریزی

گیارہویں صدی ہجری کے نسخ اور نستعلیق نویس تھے۔

محمد مہدی تہرانی

کتیبہ نگاری میں قوی دست تھے۔ دربار فتح علی شاہ قاچار اور سلطان ناصر کے زمانہ میں ان کے خوشنویس تھے۔[۳]

محمد مہدی حسینی

بارہویں صدی ہجری کے کتیبہ نگار تھے اور نستعلیق اور ثلث کے ماہر خوشنویس تھے۔

محمد مہدی فراہانی

ملقب بہ ''ملک الکتاب'' اور تخلص عشرت تھا۔ فراہان کے سادات حسینی میں سے تھے۔ نوجوانی میں فرہان کی تحصیلات میں

مقدمات دیوانی کا کام انجام دیتے رہے۔ کتابت کی طرف متوجہ ہوئے تو مشق کتابت نستعلیق اور شکستہ بہت اچھا لکھنے لگے۔ فتح علی خاں (ملک الشعراء) کے توسط سے دربار فتح علی شاہ قاچار تک رسائی ہوگئی۔ شاہ کی خصوصی توجہ سے ''ملک الکتاب'' کے لقب سے مفتخر ہوئے۔

سرعت کتابت میں بہت مشہور تھے۔ ایک روز آٹھ گھنٹہ میں دو ہزار بیت کتابت کر ڈالیں۔ اخلاق حسنہ اور صفات پسندیدہ اور سلیقہ شعر، شعر فہمی اور شعر شناسی پورے طور پر واقف تھے۔ آپ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۶ء میں فوت ہوئے۔[1]

محمد مہدی میرزا

(متوفی ۱۹۴۸ء) میر احمد حسن الحسینی کے شاگرد تھے۔ زور قلم میں یکتائے عصر تھے۔ اسٹیٹ لائبریری (رامپور رضا لائبریری) سے وابستہ تھے۔ مشہور شاعر منے میاں صابر کے والد تھے۔ آپ کے خط کے نمونے رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

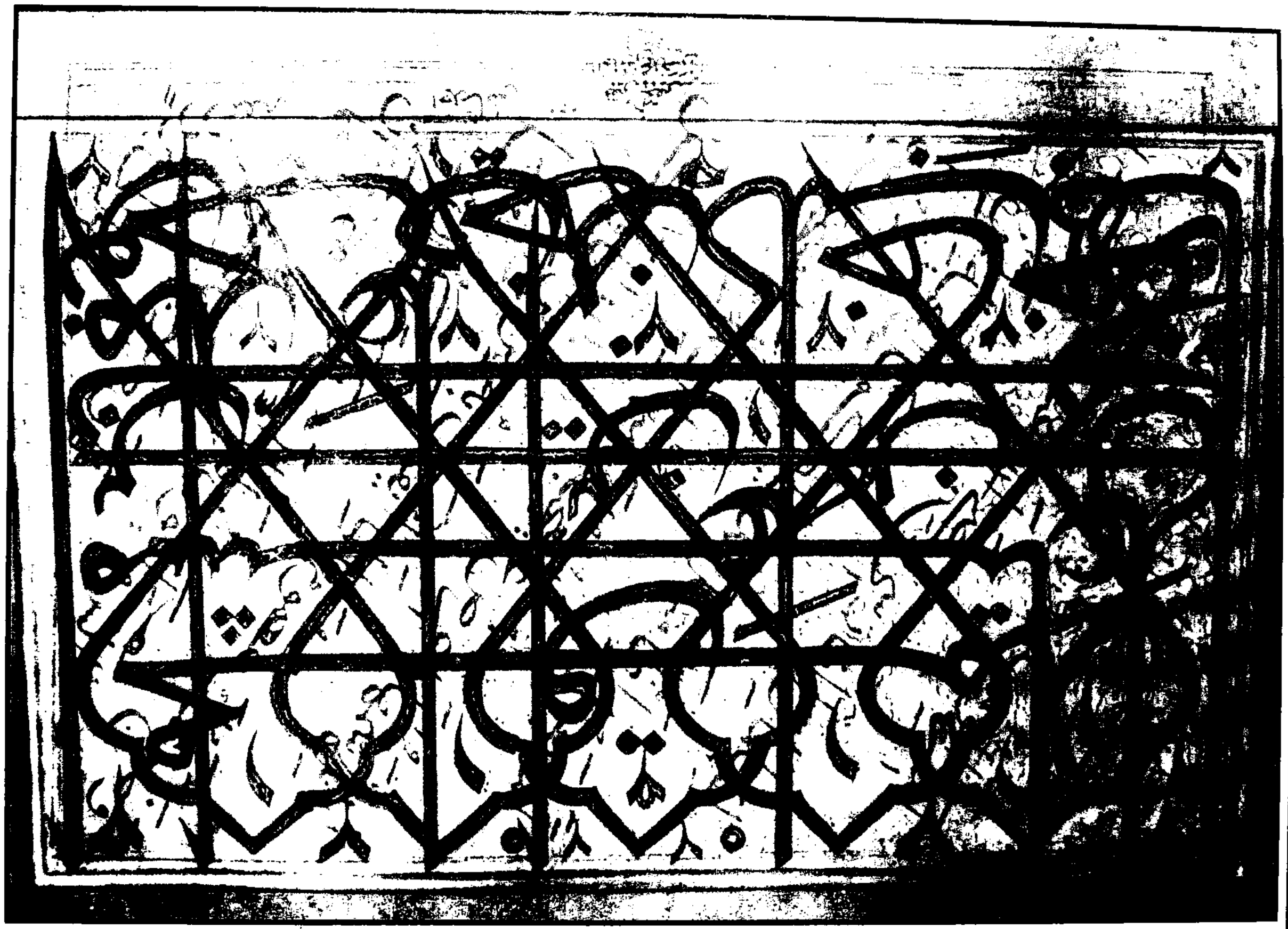
محمد میر

آپ دہلی کے نامور شاعر تھے۔ میر سوز کے تخلص سے مشہور تھے۔ ان کا شمار بھی فن خطاطی کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ شعر خوانی میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ درویشانہ زندگی سے بسر کرتے تھے۔ خط شفیعہ اور نستعلیق کے استاد تھے۔ نواب آصف الدولہ کے زمانے میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ نواب نے اپنا استاد بنالیا تھا۔

محمد میرزا کانپوری

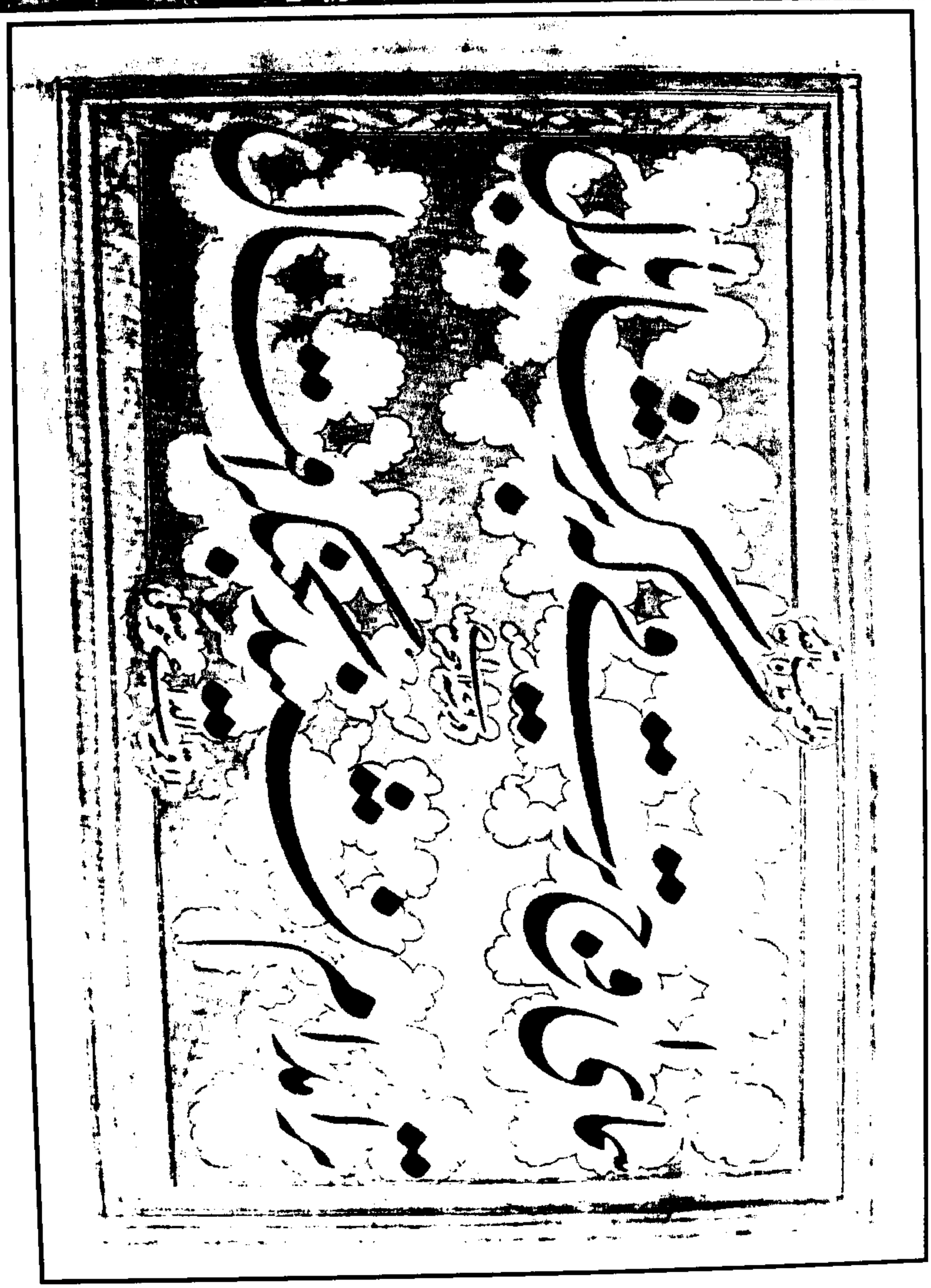
آپ میر بندہ علی مرتعش رقم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کی کتاب ''قطعات الجواہر'' مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں پتھروں پر طبع کی تھی۔ یہ کتاب خط نسخ اور خط ثلث کا لاجواب صحیفہ ہے۔ مبتدی حضرات اس کتاب سے استفادہ کر کے باکمال خطاط بن گئے۔ آپ کے حالات باوجود کوشش کے معلوم نہ ہو سکے۔ آ کی تحریر کردہ کتاب قطعات الجواہر راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

Marfat.com



نمونہ خط احمد شاہ

(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)

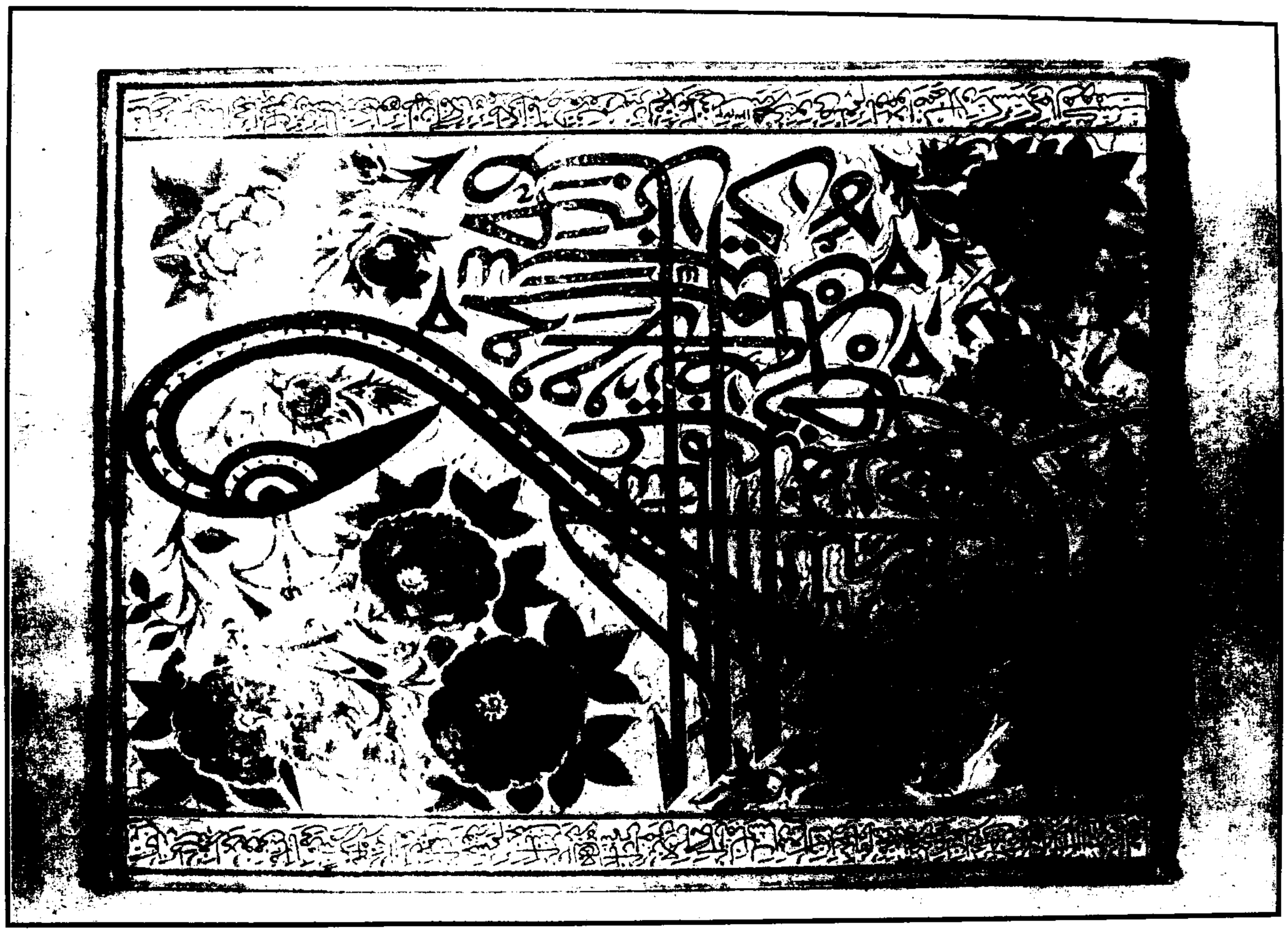


(وصلی محفوظ را پیوند رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط عوض علی در سنہ ۱۲۷۶ ہجری

Marfat.com

Marfat.com

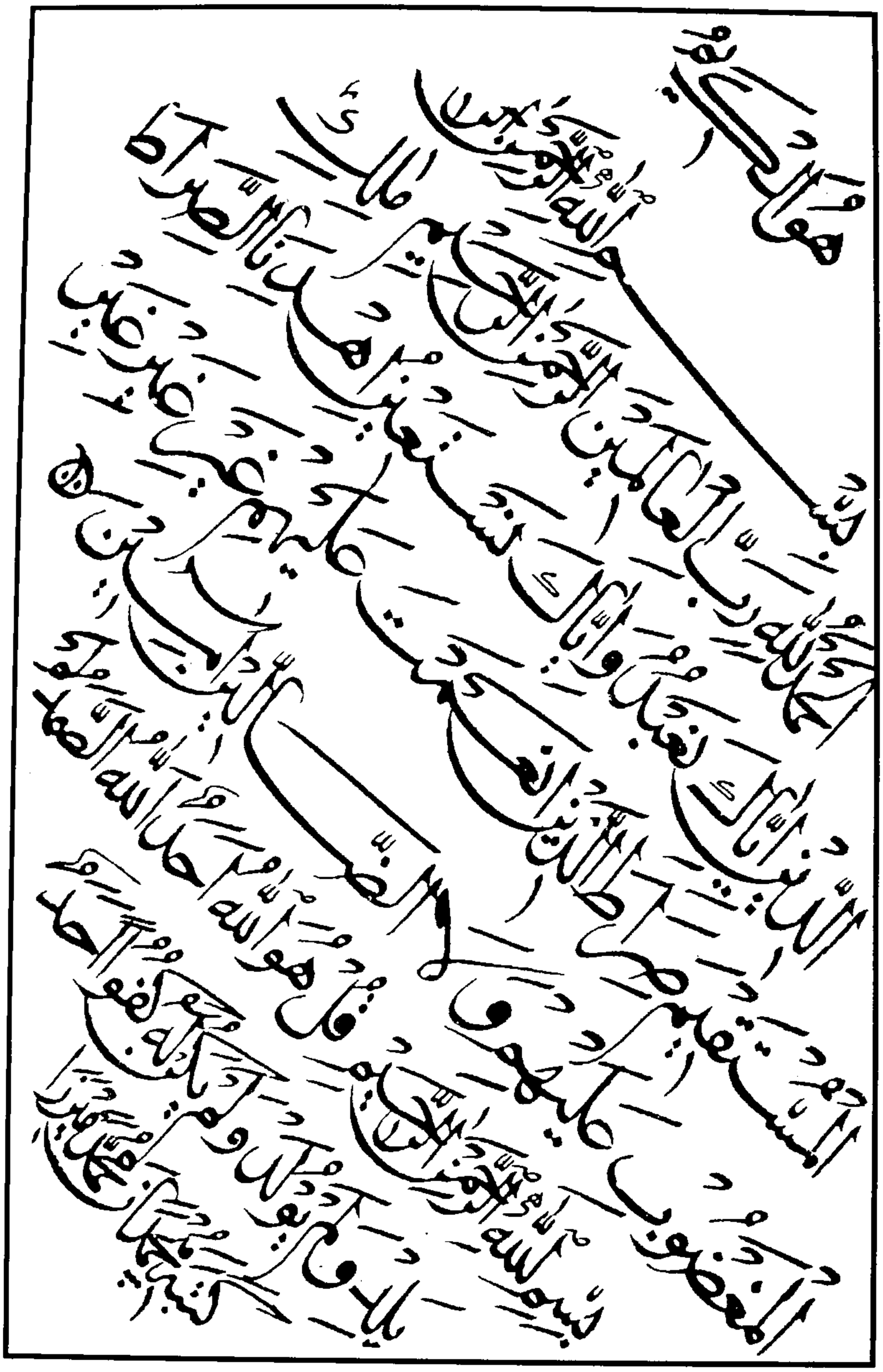


میرزا محمد علی ۱۲۸۸ھ

(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)



(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)



نمونہ خط محمد میرزا کانپوری تلمیذ میر بندہ علی مرتعش رقم

Marfat.com

محمد نبی خان معجز

ولد محمد سردار خاں افغاں، رامپور میں پیدا ہوئے۔ سن شعور میں کتب درسیہ فارسی تحصیل کے بعد علوم عربیہ مولوی عبدالکریم خاں رامپوری، عبدالعلی خاں جونپوری اور سید العلی خیرآبادی سے حاصل کئے اور خط نستعلیق میر عوض علی ملیح آبادی اور مولوی سلام اللہ سے حاصل کیا۔ پیرانہ سالی میں جلی اور خفی لکھنے پر پوری قدرت تھی۔ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں بھوپال چلے گئے اور نواب صدیق حسن خاں کی خدمت میں رہے۔ آپ کو شاعری کا بھی ذوق تھا اور معجز تخلص تھا۔[1]

محمد ندیم باشی، میرزا

سپہر کا بیان ہے کہ خط نستعلیق صاف نہ تھا لیکن درست اور بامزا لکھتے تھے۔ نسخ اور شکستہ بہت اچھا تھا۔ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں فوت ہوئے۔[2]

محمد نصیر

سید علی خاں حسینی جواہر رقم کے شاگرد تھے۔ نستعلیق کے ساتھ ثلث، نسخ اور رقاع بہت اعلیٰ لکھتے تھے اور شہزادہ کام بخش کو خط کی مشق کرائی تھی۔ ۱۰۷۸ھ/۱۶۶۷ء تک بقید حیات تھے۔[3]

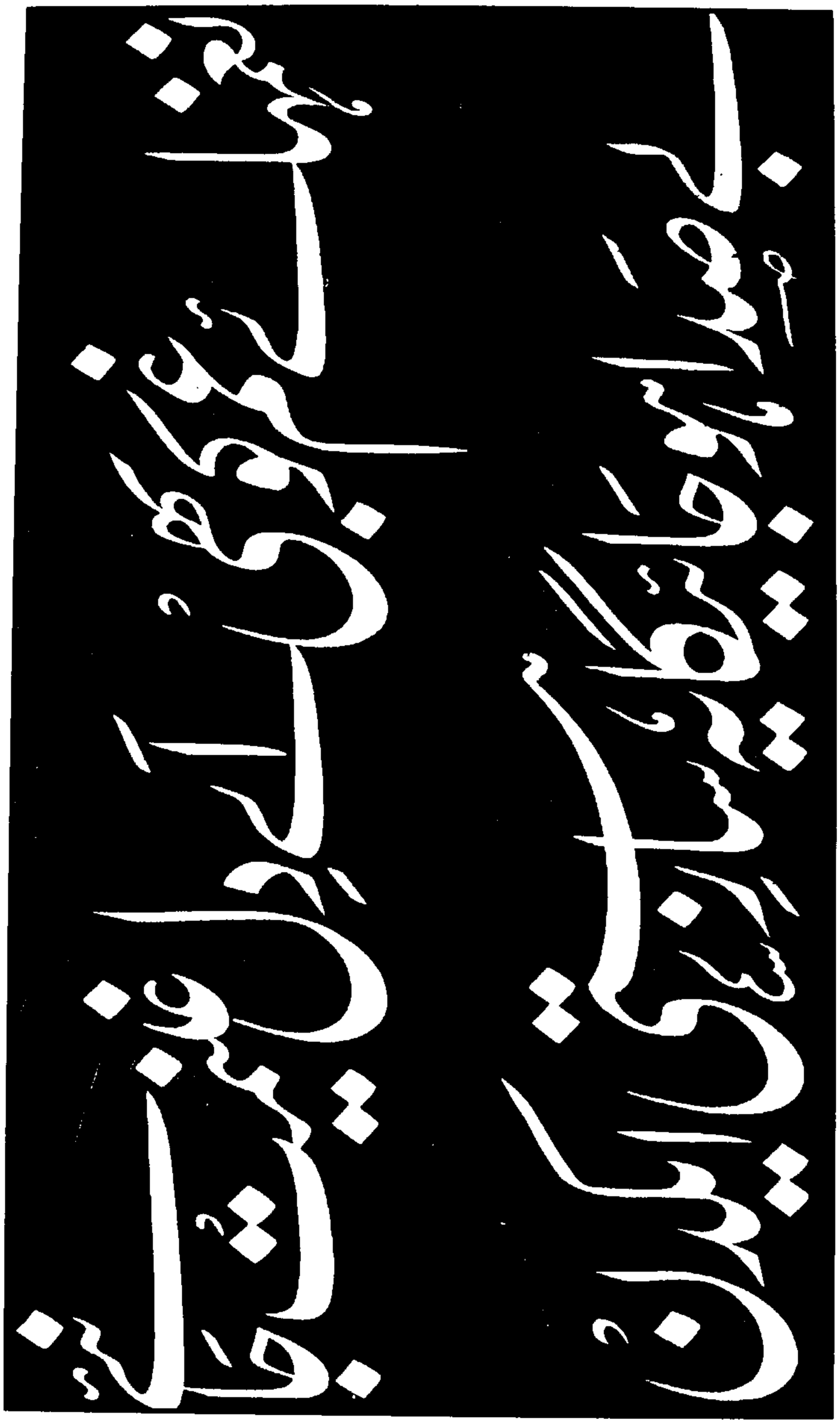
محمد نعیم اصفہانی

اورنگ زیب عالمگیر $\left(\frac{۱۰۱۹-۱۰۶۸ھ}{۱۶۱۰-۱۶۵۷ء}\right)$ کے درباری خوشنویس تھے۔ ''بیاض بختاور خاں'' کا ایک صفحہ نیشنل میوزیم میں موجود ہے جس کی کتابت متوسط قلم سے کی ہے اور اس پر ترقیمہ ''محمد نعیم'' تحریر ہے۔[4]

محمد نور، مولانا

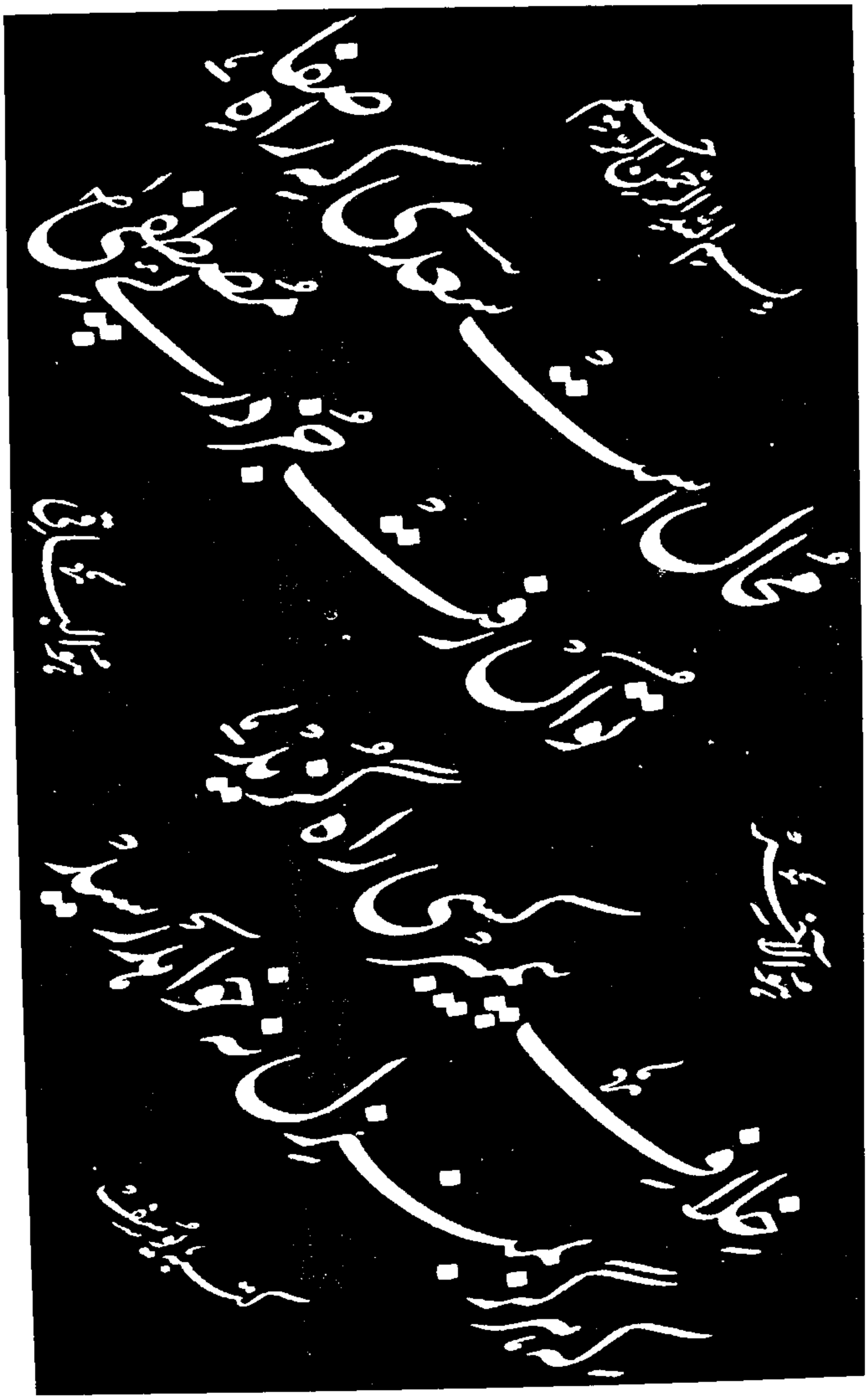
مولانا سلطان علی مشہدی کے شاگرد رشید تھے اور نستعلیق خفی میں استاد پر سبقت لے گئے۔[5]

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف السدیدی

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

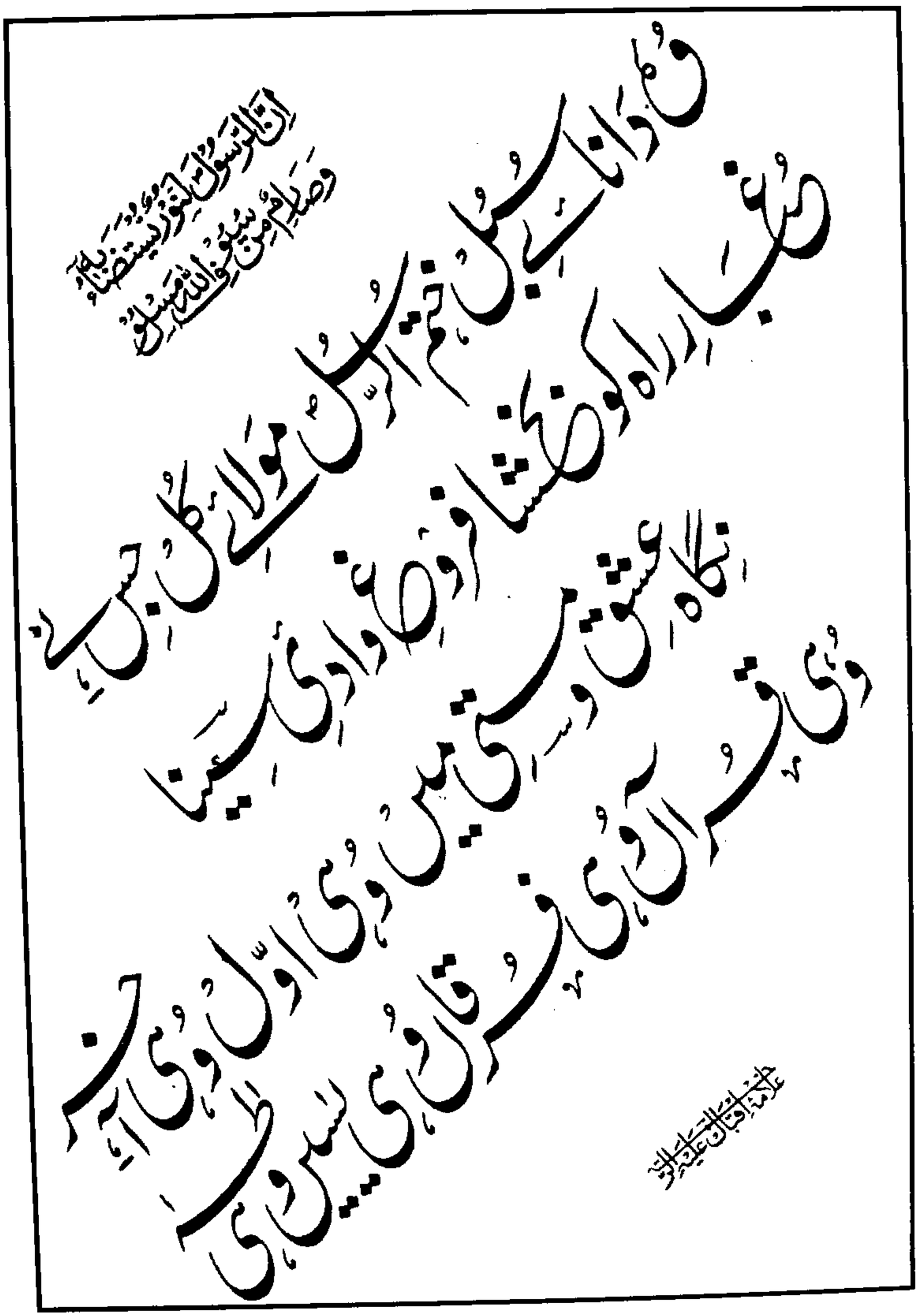
Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

۲۷۵

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com



نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com



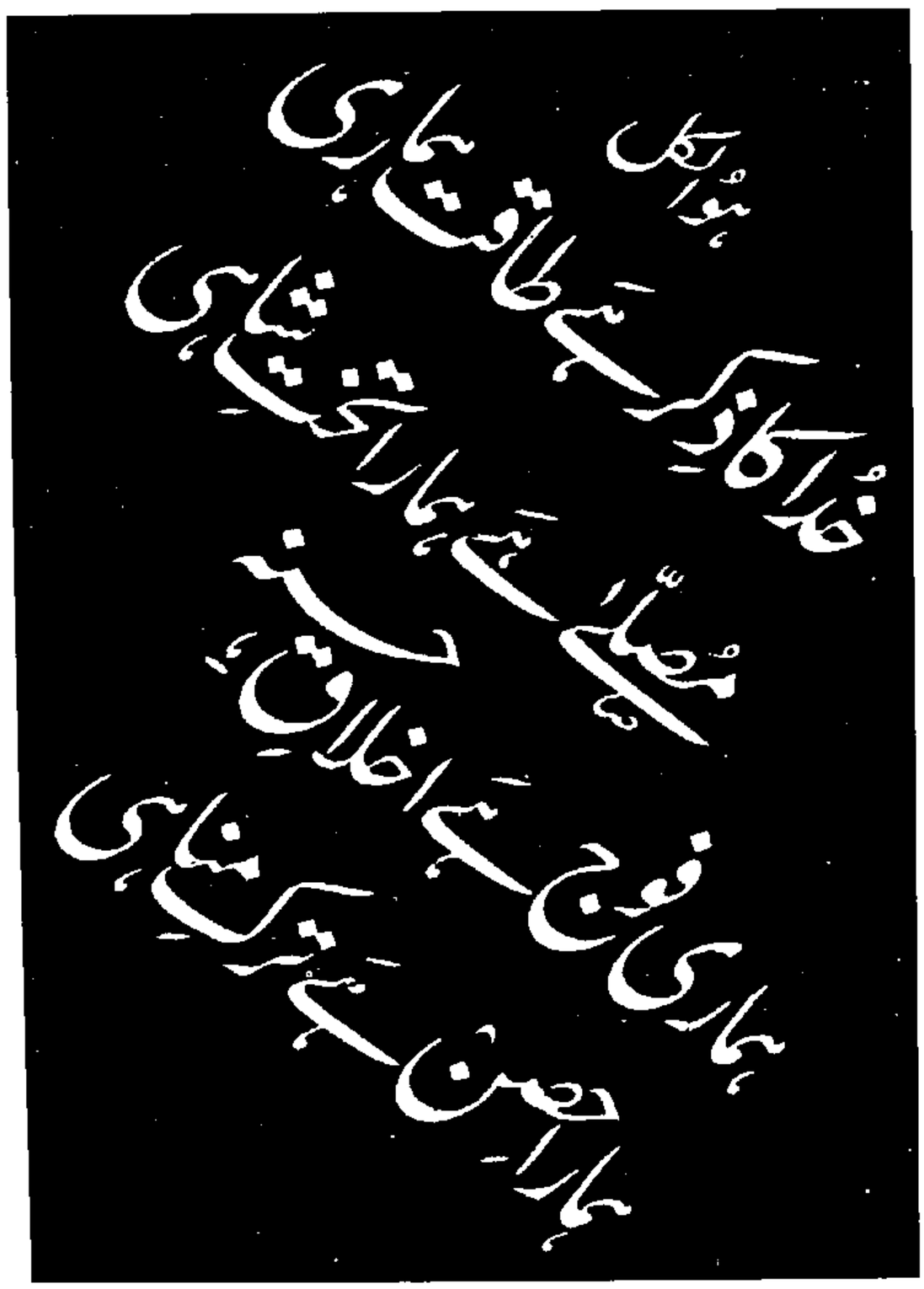
محمدؐ اسمِ وجیہِ الٰہ و خواجۂ کل

نویدِ رحمت و پیمانِ عفو و یزدانی

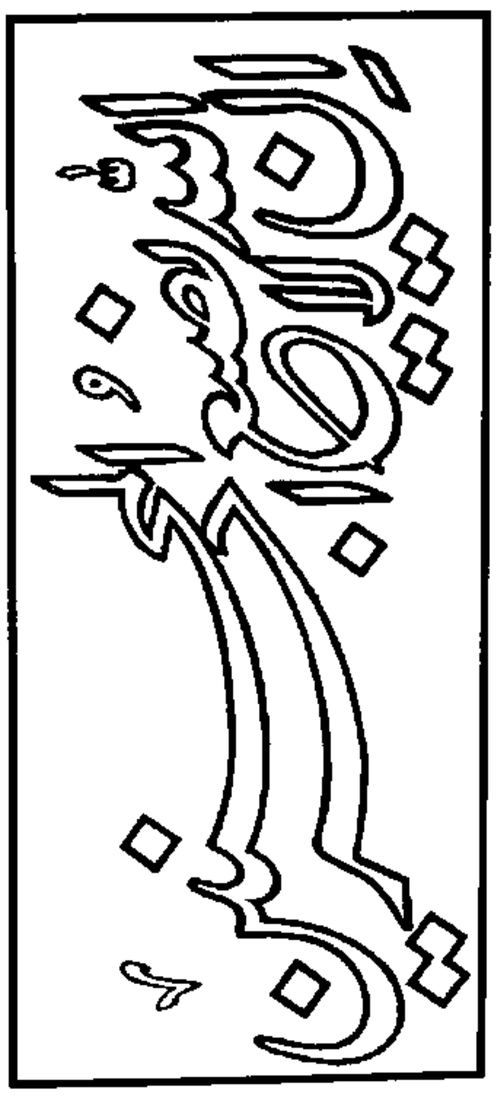
Marfat.com

حُسنِ یُوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا داری

اُچھ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری







نمونہ خط محمد یوسف دہلوی

Marfat.com

محمد یوسف بن محمد الدین

کتابی چہرہ، بھوری آنکھیں، مختصر خشخشی داڑھی، سفیدی مائل رنگ، لباس انتہائی سادہ، چال میں میانہ روی، بچوں سے محبت اور بزرگوں کا ادب اور ادنیٰ و اعلیٰ خوشنویسوں کا احترام کرنے والے یہ تھے استاد یوسف، جنھیں ہر چھوٹا اور بڑا بھائی یوسف کہتا تھا۔

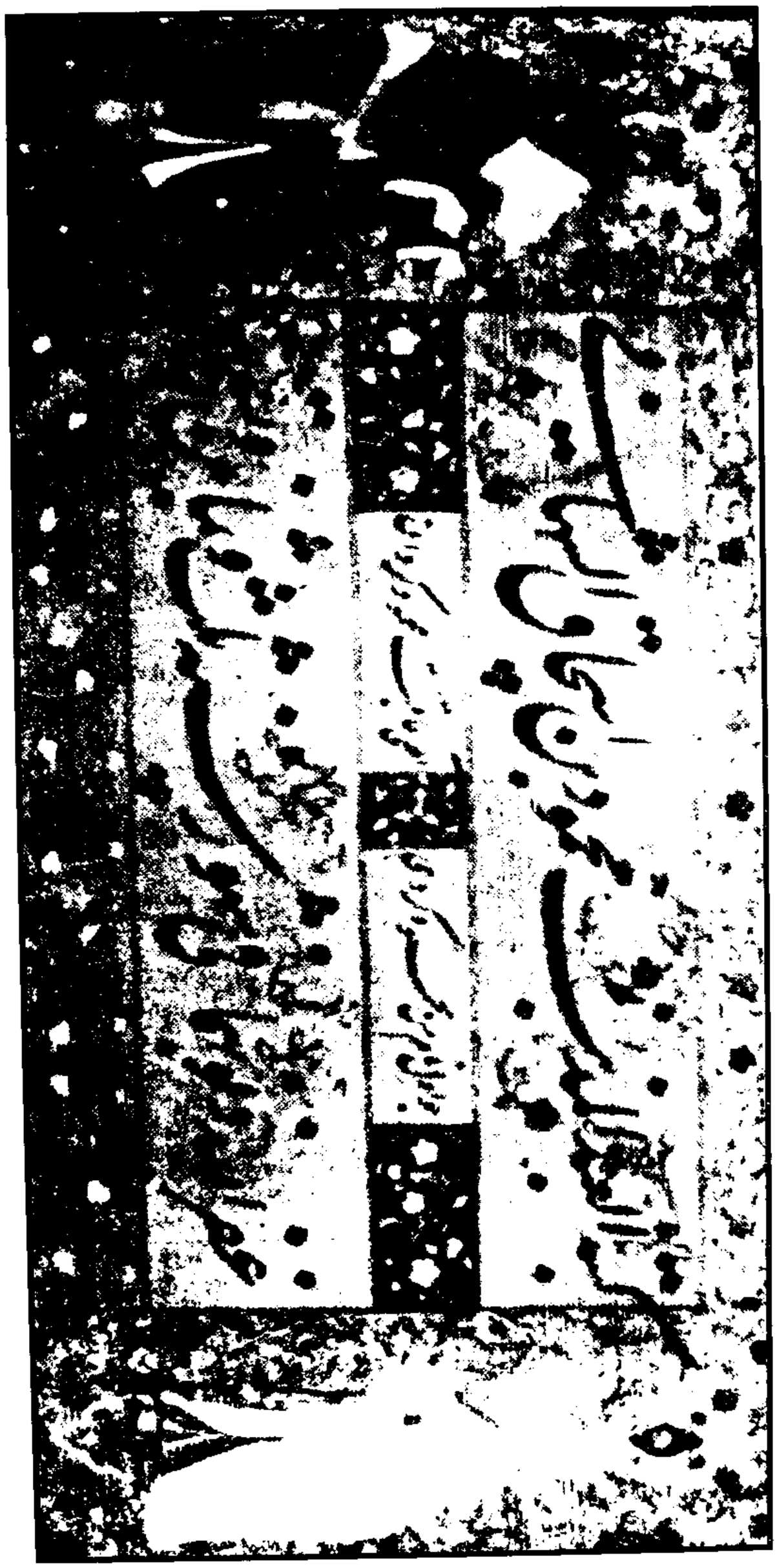
تھوڑی فارسی اور عربی کے ساتھ انگلش میں ''ڈبل ایم-اے'' آپ نے نستعلیق کی مشق اپنے والد منشی محمد الدین سے کی۔ ذوق خداداد کی بدولت اعلیٰ مقام تک پہنچے اور دہلوی طرز کے امام تسلیم کئے گئے۔ منشی محمد الدین کو اپنے بیٹے یوسف پر فخر تھا اور اپنے کتبات میں اپنے نام کی جگہ ابو یوسف لکھتے تھے۔ منشی محمد الدین لاہوری طرز کے خطاط تھے مگر یوسف صاحب نے ایک جدید روش کو جنم دیا۔ دہلی کے خطاطین نے اس روش کے آگے سر تسلیم خم کیا اور ہر خوشنویس نے اس جدید طرز کتابت کی تقلید کی۔

آپ کی بڑی بہن فاطمۃ الکبریٰ بھی خط نسخ کی خوشنویسہ تھیں۔ کئی قرآن لکھ کر شہرت پائی اور حیدر آباد سے وظیفہ مقرر ہو گیا تھا۔

یوسف صاحب تشکیل الحروف کے امام تھے۔ حروف کی کرسی اور اس میں حروف کی نشست اور اوزان پر خصوصی توجہ مرکوز رہتی تھی۔ خط ثلث کے لکھنے میں استاد نور اللہؒ (خطاط جامع شاہجہانی دہلی) کی تقلید کرتے تھے اور اپنی روش کتابت میں شیخ صاحب کے [illegible] سمو دیا تھا۔ طغرا نویسی میں ید طولیٰ تھا۔ عثمانی طغرا متراکب انتہا درجہ کا خوبصورت اور سہل لکھتے تھے جو پڑھنے میں آسان ہوتا تھا۔

ان کی کتابت میں جیومیٹری کا نظام کارفرما تھا۔ خط عمودی، مستقیم، زاویہ قائمہ اور مدور اشکال ہندسیہ کے پیش نظر عبارت مرتب کرتے تھے۔ یوسف صاحب تقسیم ملک کے خلاف تھے۔ وہ کہتے تھے کہ لاکھوں انسانوں کا قتل ہوگا اور عورتوں کی عصمتیں برباد ہوں گی، ہزار ہا بچے یتیم ہوں گے اور وہی ہوا جو وہ کہتے تھے۔ دہلی میں قتل عام ہوا اور دہلی اجڑ گئی۔ وہ ۱۹۴۸ء کے اوائل میں بادیدہ پرنم دہلی سے رخصت ہو گئے اور کراچی چلے گئے۔ غلام محمد وزیر خزانہ کے ایماء پر سلاطین عثمانیہ کے انداز پر پاکستان کی کرنسی کے لئے طغرا تیار کیا جو بے حد پسند کیا گیا۔

راقم السطور نے آرٹ اور جدید طرز کتابت کے اصول انھیں سے سیکھے۔ یہ سب انھیں کا فیضان ہے۔ بھائی یوسف اقتدار جنرل ایوب خاں میں کرفیو کے دوران حادثہ کا شکار ہو کر راہی ملک بقا ہو گئے۔ یہ بات دوسروں کی زبانی معلوم ہوئی۔



نمونہ خط محمود بن اسحاق

Marfat.com



نمونہ خط مظفر حسین

Marfat.com

محمد یوسف کابلی

کابُل کے رہنے والے تھے مگر نشو ونما ہندوستان میں پائی تھی۔ نہ صرف نام بلکہ حسن و جمال میں لاثانی تھے۔ فن خطاطی میں اشرف خاں میر منشی کے شاگرد رشید اور اس فن کی وجہ سے شہرۂ آفاق تھے۔ عین عالم نوجوانی میں محاصرہ قلعہ سورت (۹۸۰ھ /۱۵۷۲ء) میں وفات پائی[1]

محمد ہادی

یہ ایک برہمن کے لڑکے تھے جسے حاجی شفیع اصفہانی نے مثل اولاد کے پرورش کر کے محمد ہادیؔ نام رکھا اور اپنے ساتھ ایران لے گئے۔ حاجی شفیع کے انتقال کے بعد محمد ہادیؔ ایرانؔ سے دکن آ گئے اور حاجی عبداللہ خراسانی دیوان صوبہ برارؔ کی سرکار میں ملازم ہوگئے۔ اس کے بعد عالمگیر بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہوکر ''کارطلب خاں'' کے خطاب سے مفتخر ہوئے۔ رفتہ رفتہ ترقی کے مدارج طے کر کے صوبہ بنگال کے دیوان مقرر ہوئے اور خطاب ''مرشد قلی خاں'' سے سرفراز ہوئے۔ فرخ سیر کے زمانے میں بنگال کے صوبہ دار مقرر ہوکر خطاب ''موتمن الملک علاء الدولہ جعفر خاں نصیری بہادر جنگ'' سے نامور ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۱۳۸ھ /۱۷۲۵ء ہے۔ شہر مرشد آباد آپ ہی نے آباد کیا تھا۔

محمد ہادی فن خوشنویسی میں یگانہ روزگار اور زود نویس تھے۔ ہر روز صبح کو ایک یا نصف پارۂ قرآن مجید کتابت کرنا روز کا معمول تھا۔ تاوقتیکہ اس کار خیر سے فارغ نہ ہوتے کوئی کام خواہ کیسا ہی ضروری کیوں نہ ہو انجام نہ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ دشمن ان کی فوج کے قریب آ گیا۔ امراء اور سرداران فوج بار بار دوڑ کر آپ کے پاس آ آ کر خبریں سناتے اور آپ کو سوار ہونے کی ترغیب دیتے رہے مگر محمد ہادیؔ اطمینان سے قرآن شریف کی کتابت میں مصروف رہے تاوقتیکہ اپنا معمول پورا نہ کر لیا[1]۔ وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے۔ آخر کار سوار ہوکر دشمن سے بھڑ گئے۔ تائید ایزدی سے دشمن پر فتح حاصل کی۔

محمد ہادی کے لکھے ہوئے قرآن شریف حرمین شریفین اور دیگر مقدس مقامات، نجفؔ اشرف، کربلائے معلّٰی اور ہندوستان میں دکن کے جملہ مشہور مشائخین کے مزارات اور مشہور مساجد میں ایک ایک دو دو قرآن مجید روانہ کئے اور اپنی طرف سے حفاظ مقرر کر کے ان کے وظیفہ بھی مقرر کئے۔ جس کی تفصیل قرآن مجید ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء درگاہ حضرت مخدوم ہجویری (مشہور بہ داتا گنج بخش) واقع لاہور میں موجود ہے[2]

Marfat.com

(اشعار اکبر کنیز الہ اشعار اجمیری کے بھی)

نمونہ خط محمد علی المعروف بہ دولہا خاں خوش رقم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

قوت بازوی محمد علی ... دولہا خاں خوش رقم اجمیری

Marfat.com

(اشارہ کی ترکیب کا اشارہ)

جہانت کام و فلک سا رہا دا

جہان آفرینت تہدا

نمونہ خط محمد عزت علی ۱۳۰۴ھ

Marfat.com

Marfat.com



نمونۂ خط محمد سلام السّدر امپوری ۱۸۷۰ء

(وصلی محفوظ رامپور رضا لائبریری رامپور)

(اصل خط کا عکس اور اس کا ترجمہ)



نمونہ خط حافظ ابراہیم

محمد ہاشم

بہت سے کمالات سے موصوف تھے اور ہفت قلم خطاطی میں نام پیدا کیا تھا۔[۳]

محمد ہاشم شیرین قلم

بارہویں صدی کے ہندوستانی خوشنویس تھے۔ایک قطعہ باڈلین لائبریری میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے:

"کتبہ محمد هاشم شیرین قلم"۔[۳]

محمد ہروی

بارہویں صدی کے گمنام اور زبردست خوشنویس تھے۔ایک قطعہ بقلم جلی کتاب خانہ سلطنت تہران میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے— "کتبہ محمد هروی ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء"۔[۱]

محمود بن اسحٰق الہروی

نستعلیق کے استاد تھے۔''دیوان کامران'' لکھا تھا جو پٹنہ لائبریری میں موجود ہے جس پر جہانگیر اور شاہجہاں کے دستخط موجود ہیں۔

محمود چلپی ادرنوی

ادرنہ کے رہنے والے تھے اور عبداللہ سے مشق کتابت کی۔۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء (دیاربکر) میں خدمت دفتر داری پر فائز تھے۔

(مناقب ہنروران)

محمود شہابی

خواجہ اسحاق شہابی سیاؤشانی اپنے بچوں سمیت ہرات سے ہجرت کر کے بخارا چلے گئے۔بخارا میں آپ نے اپنے فرزند محمود شہابی کو لے کر میر علی ہروی کی خدمت میں پہنچے کہ مہربانی فرما کر اسے آپ خط کی تعلیم سے بہرہ ور فرمائیں۔

Marfat.com

میر علی کی توجہ سے محمود شہابی نے تھوڑے عرصہ میں خط نستعلیق کی کتابت میں کمال پیدا کر لیا اور جلد ہی کمال الدین سیاؤشانی کے نام سے شہرت حاصل کی۔ ان کے لکھے ہوئے کتبات خط نستعلیق میں لائبریریوں کی زینت ہیں۔ محمود شہابی نے اپنے استاد میر علی کی روش کو پورے طور پر اختیار کیا اور فن کو کمال تک پہنچایا۔ بعضوں نے محمود شہابی کے خط کو استاد کے خط پر ترجیح دی ہے۔

محمود شہابی اپنے لکھے ہوئے کتبات کو میر علی سے منسوب کر دیتے تھے۔ میر علی خود محمود شہابی کی تعریف میں کہتے تھے کہ ''میں نے ایک ایسا شاگرد تیار کیا ہے جو مجھ سے بہتر لکھتا ہے''۔ ایک بار میر علی محمود شہابی سے ناراض ہو گئے تو مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کا اظہار کیا:

" خواجه محمود آنکه یکجندی — بود شاگرد ایں فقیر عجم بهر تعلیم او دلم خون شد — تا خطش یافت صورت تحریر در حق او نرفته تقصیری — میسند هر آنکه از بد و نیك — جمله را میکند بنام فقیر "۔

بیان کیا ہے کہ جب محمود شہابی نے ان اشعار کو سُنا تو اس نے کہا، ''مولانا نے غلطی سے مجھے برا بھلا کہا ہے میں تو جو کچھ بھی برا لکھتا ہوں آپ سے منسوب کر دیتا ہوں[1]۔''

محققین لکھتے ہیں کہ مولانا میر علی کے دو شاگرد ایسے تھے جن کو اہل ہرات، عراق اور خراسان اعلیٰ خوشنویس تصور کرتے تھے۔ ان میں سے ایک تو کمال الدین محمود شہابی اور دوسرے سیدی احمد مشہدی ریز تھے۔

محمود، میر

المشہور بہ شیخ میرک۔ سادات عرب میں سے تھے۔ مدت تک ولایت سندھ میں منصب شیخ الاسلام پر فائز رہے۔ میدان ہنروری میں پیش پیش تھے۔ عربی خط کی مختلف طرزوں کے ماہر تھے اور نستعلیق خوب لکھتے تھے۔ ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء میں فوت ہوئے۔

محی الدین بن جلال اماسی

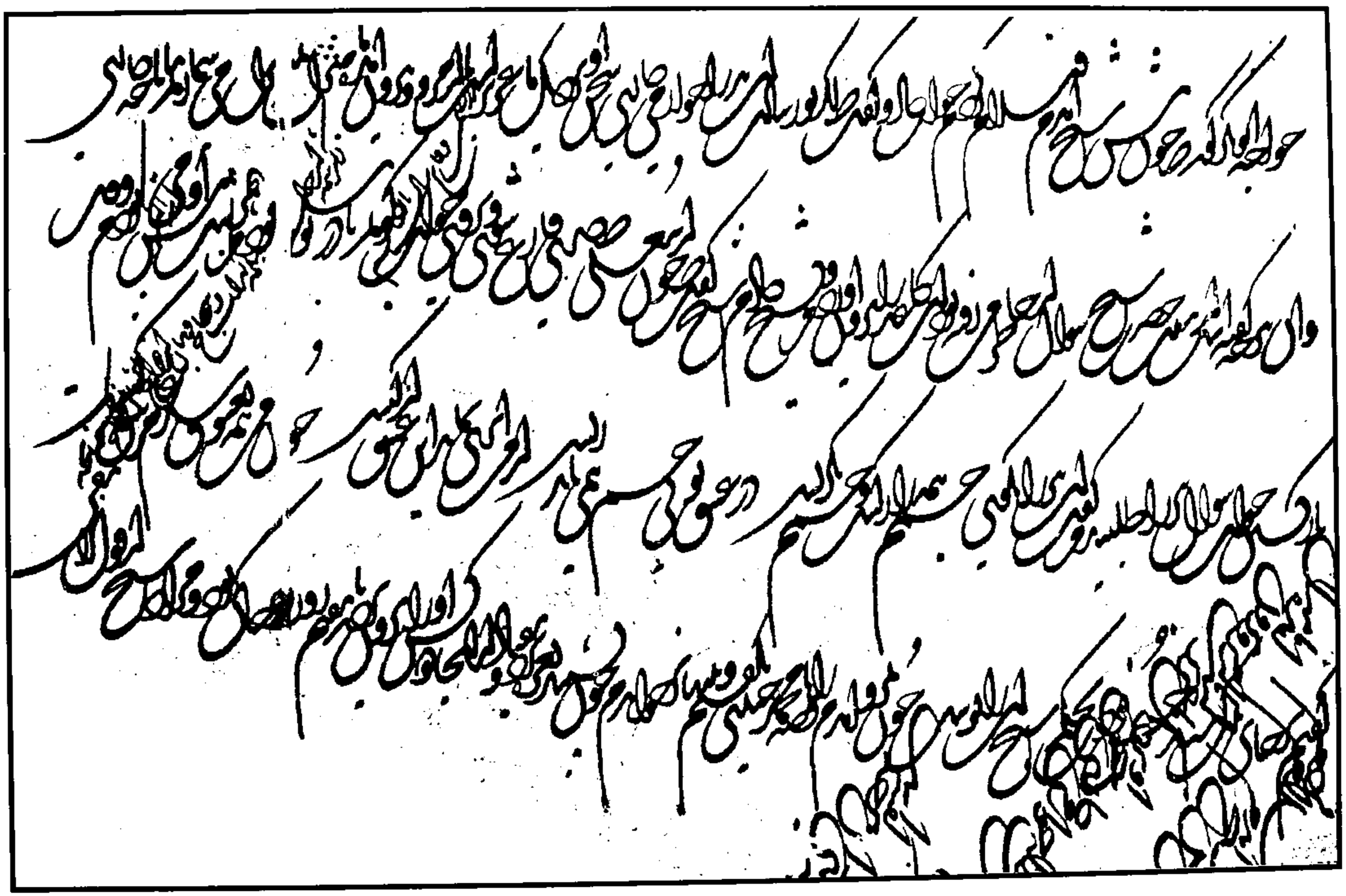
استادان شعبہ خطاطین ولایت روم میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے بھائی محمد جمال الدین اور والد خانوادہ شیخ حمد اللہ آماسی بھی نامور خطاط تھے۔ (مناقب ہنروران)

Marfat.com



نمونہ خط مظفر حسین

Marfat.com



Marfat.com

محی مُلّا

فرزند میر شیخ اوّل ہروی، محی ملّا نے فن خوشنویسی محمد قاسم شادی شاہ سے حاصل کیا تھا۔ ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء میں سلطنت خراسان میں ان سے بہتر کوئی اور خوشنویس نہ تھا۔ (احوال وآثار)

مُرید خاں، نواب

آپ عہد ناصر الدین محمد شاہ کے عہد کے مشہور خطاط تھے لیکن شکستہ نگاری میں فرد تھے۔ شکستہ تعلیق میں بہت اعلیٰ لکھتے تھے۔ خط کی مختلف طرزوں کے موجد تھے۔ قرآن شریف مطلّا اور ''گلستانِ سعدی''، تعلیق اور شکستہ میں لکھے۔ درایت خاں اور اکبر علی سے استفادہ کیا تھا۔

مظفر علی

ان کا خطاب مظفر خاں تھا۔ فن خطاطی میں باکمال تھے۔ طبقہ امراء میں داخل تھے۔ ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء میں فوت ہوئے۔

مظفر علی تربتی

حیدر علی کے فرزند اور استاد کمال الدین بہزاد کے بھانجے تھے۔ قطعات نگاری میں میر علی اور سلطان علی کے کتبات کی نقل اس طور پر کرتے رہے کہ اصل اور نقل میں امتیاز مشکل تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔[1]

مظفر علی، ملا

آپ میر معز الدین محمد کاشانی کے خط نستعلیق میں شاگرد تھے۔ استنبول چلے گئے اور سلطان سلیم خان نے اپنا کاتب دیوان مقرر کر دیا تھا۔ (مناقب ہنروران)

مظہر احسن خاں احسن، حکیم

آپ حکیم مجتبیٰ خاں کے فرزند تھے۔ رامپور میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور عربی کی تکمیل مولوی عبد المجید خاں، سید علی حسین اور

Marfat.com



(مطبوعات الاشرفیہ فی موسکو ۱۹۶۳ء)

نمونہ خط معزالدین محمد الحسنی

Marfat.com

مولوی نورالنبی سے کی۔ خط نسخ حافظ فیاض حسن سے اور نستعلیق میر عوض علی سے اور شکستہ وشفیعہ میں منشی عطا حسین کے شاگرد تھے۔ خط گلزار اور غبار خاص طرز پر لکھتے تھے۔ کاتب ہفت قلم مشہور تھے۔ طبیب حاذق تھے۔ بہت بڑا مطب تھا پیلی بھیت میں بہت سے شاگرد تھے وہاں مطبع مظہری قائم کیا اور ''خورشید آفاق'' نامی اخبار جاری کیا ۱۸۹۱ء میں انتقال ہوا اور پہلی بھیت میں دفن ہوئے[۲]۔

مظہر خاں، نواب

نواب روشن الدولہ کے صاحبزادے تھے۔ ظفر خاں خطاب تھا اور زمرہ امراء میں داخل تھے۔ خط شکستہ کے استاد تھے۔ ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء میں سنہری مسجد (چاندنی چوک دہلی) کے گنبد پر سونا چڑھوایا۔ اور ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں ایک اور مسجد تعمیر کرائی جو مسجد روشن الدولہ کے نام سے مشہور ہے۔

معزالدین محمد الحسینی

معروف بہ میر معز کاشانی کے سادات حسینی میں سے تھے۔ میر معز کے نام سے معروف تھے۔ اپنے عہد کے مشاہیر خطاطین میں سے تھے۔ خط نستعلیق میں میر ہبۃ اللہ کاشانی سے شرف تلمذ تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔ معزی تخلص تھا۔ آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''مقالات خواجہ عبداللہ'' کتاب خانہ سلطنتی سابق میں محفوظ ہے۔ تاریخ کتابت ۹۸۵ھ / ۱۵۷۷ء تحریر ہے۔ ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ء میں وفات پائی۔ (احوال وآثار خوشنویسان)

معصوم حسینی، میر

(متوفی ۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء) آپ بخارا کے سادات حسینی میں سے تھے اور میر علی کے شاگرد تھے۔

معصوم، میر قندہاری

آپ دور اکبری کے مشہور خطاط تھے۔ ان کے والد کا نام سید صفائی تھا۔ فتح پور سیکری (آگرہ) کی اکثر عمارات پر انھیں کے کتبات کندہ کئے گئے تھے اور قلعہ آگرہ کے لئے بھی آپ نے کتبات لکھے تھے۔

Marfat.com

معین الدین محمد شریفی

تبریز کے رہنے والے تھے۔ میرؔ علی ہروی کے تلمیذان میں سے تھے۔ نازک نویس خوشنویس تھے۔ (مناقب)

مفلس میر

صاحب ریاض الشعراء کا بیان ہے کہ آپ سادات مشہد اور اپنے عہد کے اولیاء میں سے تھے۔ سلطان علی مشہدی کے رسالہ ''قواعد خطوط'' میں لکھا ہے کہ آپ نے مفرادات، خط نستعلیق میر مفلسی سے سیکھے تھے۔[1]

مقبول نبی خان

تذکرہ خوشنویسان میں لکھا ہے کہ آپ انعام اللہ خاں کے فرزند تھے۔ شاعر، پرہیزگار، ولی اور فن خوشنویسی سے واقف تھے۔ نستعلیق میں میر احمد علی کے شاگرد تھے اور خفی کتابت بہت اچھی کرتے تھے۔[1]

مقصود تبریزی

دسویں صدی ہجری کے زبردست خوشنویس تھے۔ ثلث، نسخ اور رقاع عالی اور نستعلیق اوسط درجہ کا لکھتے تھے۔[2]

مقصود علی، ملاترک

میرزا حبیب کی تحریر کے مطابق مقصود علی عثمانی ترک تھے۔ ایران آکر سلطان علی مشہدی سے خط کی تعلیم کی۔ تاریخ وفات ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء لکھی ہے جو درست نہیں ہے۔ (مناقب ہنروران)

مقصود ہروی

آئین اکبری میں ہے کہ ہمایوں بادشاہ کے درباری تھے اور آلات نجوم مانند کرہ اور اصطرلاب بنانے میں مہارت رکھتے تھے۔ نستعلیق اور رقاع بہت اچھا لکھتے تھے۔[3]

Marfat.com

ملاّ جان کاشی

مناقب ہنروران کا بیان ہے کہ آپ جعفر تبریزی کے شاگرد اور سلطان بایسنغر میرزا کے درباری خوشنویس تھے۔ آپ نے ایک خط جدید طرز کا بنام ''شکستہ بستہ'' ایجاد کیا تھا۔ یعنی خط کے کچھ اجزاء کو ایک کاغذ پر اور بقیہ کو دوسرے پر لکھتے تھے۔ جب صفحات کو ملا کر دوسری جانب سے روشنی ڈال کر دیکھتے تو عبارت واضح نظر آتی تھی۔[۴]

ملاّ عبداللہ تبریزی مشکین قلم

شیخ فیض اللہ سہارنپوری کے مرید اور شاہ نعمت اللہ ولی کی اولاد میں سے تھے علوم ظاہری اور کثرت اسباب کے ساتھ کمالات باطنی سے موصوف اور خط نستعلیق کے بااصول اور اعلیٰ خوشنویس تھے۔ اکبری اور جہانگیری عہد میں ملازمت شاہی میں داخل رہے اور مشکین قلم کے خطاب سے مفتخر ہوئے۔ فن شاعری میں وصفی تخلص تھا۔ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں اس باکمال خطاط نے انتقال فرمایا اور آگرہ میں دفن ہوئے۔ عہد جہانگیر کے اکثر کتیبہ جات مثل کتبہ مزار شاہ بیگم (والدہ خسرو) واقع خسرو باغ الہ آباد اور کتبہ لاٹھ (قلعہ آباد) انکی یادگار ہیں۔

ملاّ علی مہرکن

ہر قسم کے خطوط نستعلیق اور تعلیق کی مہریں کندہ کرنے اور خطوط معکوس کے کامل استاد تھے۔ بالخصوص فولادی مہریں کندہ کرنے میں بے حد مشاق تھے۔ (تحقیقات ماہر، جلد دوم)

ملاّ محمد سعید

ماثر ندرانی اشرف تخلص ملاّ محمد صالح کا بیٹا اور ملاّ محمد مجلسی کا نواسا تھا۔ عالمگیر کے عہد میں ملازمان شاہی میں منسلک ہوا۔ کمالات شاعری، خطاطی اور مصوری میں شہرہ آفاق تھا۔ ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء میں حرین شریفین کی زیارت کے لئے گیا وہاں سے واپس ہوکر بمقام مونگیر انتقال کیا۔[۱]

Marfat.com

ملا معز

ملا عبدالباقی تبریزی کے شاگرد رشید اور ہفت قلم کے باکمال خوشنویس تھے۔ شاہ عباسؔ ثانی کے ملازمان بزمرۂ خوشنویسان منسلک تھے[۲]۔

ملک التجاء خواجہ محمود گاواں

محمد شاہ بہمنی کے وزیر تھے جو امرائے سلاطین دکن میں سب سے زیادہ مشہور اور قابل تھے۔ جملہ علوم عقلیہ اور نقلیہ خصوصاً ریاضی میں شہرہ آفاق تھے اور فن نظم ونثر اور انشاء اور خطاطی میں یگانہ روزگار تھے۔ سخاوت وشجاعت میں بے نظیر اور دیگر اوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ ہمیشہ فضلائے عصر کے پاس تحفے اور ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ علمی قدردانی اور کمال پروری میں لاثانی تھے۔ حاسدوں نے بادشاہ کے روبرو ایک جعلی خط پیش کر کے اس فرزانۂ روزگار وزیر کو شہید کرادایا۔ شہادت کے بعد تین ہزار جلدیں مخطوطات کی اس کے کتب خانے سے برآمد ہوئیں جو طلباء کے لئے وقف تھیں اور کوئی مال واسباب دستیاب نہیں ہوا۔ مدرسہ احمد آباد کے علاوہ اور بھی بہت سے آثار جمیلہ اس وزیر کے ہاتھ کے دکن میں موجود ہیں[۳]

ملک ایرج میر

فتح علی شاہ قاچار کے فرزند تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور فن طب میں کامل تھے اور نستعلیق کے اعلیٰ خوشنویس تھے۔ بقول سپہر ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء میں فوت ہوئے[۱]

ملک شاد خانم

امیر تیمور کی پڑپوتی اور میرزا سلطان محمد ابن میرزا جہانگیر کی بیٹی تھی۔ نہایت تعلیم یافتہ اور عاقلہ خاتون تھی جو فن خوشنویسی میں شہرۂ آفاق تھی۔ شاہجہاںؔ کے عہد میں تربیت خاں نام کے ایک امیر کو نظر محمد خاں والیٔ بلخؔ کی خدمت میں سفارت پر بھیجا تھا۔ اس نے ماہ رجب ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء کو واپس آکر جو عجیب وغریب چیزیں پیش کیں۔ ان میں ایک کلام مجید بھی تھا جو کمال حسن ولطافت کے ساتھ خط ریحانؔ میں اس عظیم المرتبت خاتون نے لکھا تھا اور خاتمہ پر بخط رقاعؔ اپنا نام ونسب تحریر کیا تھا۔ شاہجہاںؔ سب سے زیادہ اس تحفۂ بے نظیر سے خوش ہوا[۲]

Marfat.com

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي
كَانُوا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ
الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً
اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ
فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ

نمونہ خط منشی قاسم صاحب لدھیانوی

Marfat.com

ملک قاسم شیرازی

تحفہ سامی میں آپ کو ہفت قلم لکھا ہے۔ ملک قاسم خود کو شاہ شجاع کی اولاد سے کہتے تھے۔ شعر بھی کہتے اور فن نقاشی سے واقف تھے۔ فن معما اور عروض کے ماہر تھے اور تمام خطوط لکھنے میں مہارت تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا جو ایک بار پڑھ لیتے تھے یاد ہو جاتا تھا۔ ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء میں فوت ہوئے۔[۳]

ملکہ جہان

نواب محمد علی شاہ کی ملکہ خط نسخ میں باکمال تھیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی سوانح عمری دو ڈھائی سو صفحات کی لکھی تھی۔ ملکہ جہاں نے پورا قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھا تھا جس کے پندرہ پارے جناب امام حسین علیہ السلام کے روضہ پر چڑھائے اور پندرہ پارے حضرت علی علیہ السلام یا امام رضا کے روضے پر چڑھائے۔ بلکہ جہاں نے فن خوشنویسی مسماۃ جیتا بیگم خوشنویسہ (زوجہ محمد علی خوشنویس) سے سیکھا تھا۔[۴]

منشی عبدالحی سندیلوی

یہ یکتائے روزگار خوشنویس عہد واجدی میں گزرہیں۔ یہ منشی عبدالستار خوشنویس کے بیٹے تھے۔ منشی عبدالحی واجدی دبار میں ملازم تھے۔ بعد انتزاع سلطنت مٹیا برج میں جا کر رہے اور وہیں عمر ختم کی اور ان کے فرزند منشی عبدالعلی اپنے باپ کی جگہ مقرر ہوئے۔[۱]

منشی قاسم لدھیانوی

آپ منشی ممتاز علی نزہت رقم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے دہلی اور کانپور کے بعد خط نسخ کے عظیم اور باکمال خوشنویس منشی قاسم بن مولوی الہ دین تھے۔ آپ نے بکتبہ مدینہ بجنور کے مختلف قرآن کے نسخوں کی کتابت کی جو بذریعہ بلاک طبع ہو کر منظر عام پر آئے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے لئے ایک قرآن کی کتابت کی جس کا اسلوب تحریر لاجواب ہے۔ ''انجمن حمایت اسلام'' لاہور کے لئے قرآن کی کتابت شروع کی تھی اور چار پارے لکھ پائے تھے کہ موت کا پیغام آیا اور ملک عدم رخصت ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے

Marfat.com

نے اس قرآن کو پورا کیا۔ بیٹے کا خط حیرت انگیز طور پر باپ کے مشابہ ہے۔

منشی قاسم لدھیانوی نے اپنا پریس قائم کیا تھا اور اس پریس میں ایک پارہ ہفت رنگ سنہرا چھاپ کر امیر حبیب اللہ خاں (والی افغانستان) کو پیش کیا تھا انہوں نے پورا قرآن چھاپنے کی خواہش ظاہر کی۔ بعد تکمیلِ قرآن امیر حبیب اللہ خاں نے منشی قاسم کو سطانؔ القلم کا خطاب مرحمت فرمایا اور ایک مرصع تلوار عنایت فرمائی۔

منشی محمد عبدالعزیز

اعجازؔ رقم فارسی اردو کے مشہور انشاء پرداز اور ریاست گوالیار میں ملازم تھے۔ فن خطاطی میں مشہور اور خطاب اعجازؔ رقم سے موصوف تھے۔ کتاب تزک افغانی، ارمغان شاہجہانی مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ میں آپ کی تقریظ اور قطعات تاریخ موجود ہیں جن سے آپ کے کمالات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔[1]

منشی مظفر حسین خاں شاہجہاں پوری

خط نستعلیقؔ کی خوشنویسی میں بہت مشہور تھے اور اخیر عمر میں مطبع مفید عام آگرہ میں خوشنویسوں میں منتخب ہوکر آ گئے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے ''تعزیرات ہند اردو''، ان کے قلم کی تحریر کردہ تھی۔ آپ کے شاگردوں میں منشی راحت حسین خاں الہ آبادی بہت مشہور تھے۔[2]

منشی ممتاز علی نزہت رقم

آپ خط نسخؔ کے باکمال استاد تھے۔ خط نسخؔ، نستعلیقؔ، ثلثؔ اور طغرا نویسی پر عبور کامل تھا۔ مطبع مجتبائی میرٹھ کے لئے ایک قرآن کریم لکھا تھا۔ یہ قرآن مجید آپ کی طرز نگارش کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت قاسم صاحبؒ نانوتوی نے اس کی تصحیح کے فرائض انجام دئے تھے۔ یہ قرآن مجید ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴ء میں طبع ہوا تھا اور اس وقت نایاب ہے۔ بعض کتب خانوں میں اس کے نسخے کہیں کہیں محفوظ ہیں۔

نسخہ مطبع مصطفائی دہلی۔ یہ منشی ممتاز علی کا آخری شاہکار کتابت تھا۔ یہ نسخہ بخط جلی بڑے سائز پر لکھا گیا تھا۔ ہر بسم اللہ شریف کا

Marfat.com

انداز جداگانہ تھا۔ پورے قرآن شریف میں ایک سو چودہ[۱۱۴] طرز پر بسم اللہ کو لکھا تھا۔ اس قرآن مجید کا سنہ کتابت ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء ہے۔ ماہرین فن کا دعویٰ ہے ایسا نظیر قرآن مجید اب تک نہیں چھپا۔ بڑی تعداد میں آپ کے مطبوعہ قرآن مجید لائبریریوں اور شائقین کے پاس محفوظ ہیں۔

آپ کو جلی اور خفی تحریر پر عبور کامل حاصل تھا۔ الفاظ کی نشست (کرسی) اور حروف کی ساخت، حسن وضع اور حسن تشکیل پر ید طولیٰ حاصل تھا۔ جس کی تعریف ناممکن ہے۔ ہر قرآن مجید کا اسلوب کتابت جدا طرز کا ہے۔ بعض شائقین کتابت کے پاس آپ کے تحریر کردہ طغرے خط گلزار اور خط غبار میں محفوظ ہیں اور اس پر تزئین کاری بذریعہ خطاطی بے مثال ہے۔ آپ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے شاگرد تھے۔ آپ سے بہتر لکھنے والا کوئی خطاط پیدا نہیں ہوا۔ خط نسخ کے اساتذہ ان کی تحریروں سے استفادہ کر کے باکمال خوشنویس بن گئے۔ قواعد خط نسخ پر اتنی جامع اور مفید کتاب کسی ماہر خوشنویس نے نہیں لکھی۔

منشی مومن حسین امروہوی

خط نسخ اور نستعلیق کے خوشنویس بے بدل اور مطبع اعجاز محمدی آگرہ میں کتابت کرتے تھے۔ موزوں طبع اور سیفی تخلص تھا۔[۳]

منوچھر

گیارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی گمنام خوشنویس تھے۔ آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ کتاب خانہ باڈلین میں موجود ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے: "کتبہ منوچھر ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء"[۱]

موزوں ناگوری

اپنے سلسلہ نسب کو شیخ حمید الدین ناگوری پر ختم کرتے تھے۔ شیخ پیر آگرہ کے فرزند تھے۔ ہفت قلمی خوشنویس تھے۔[۲]

ہفت اقلیم میں لکھا ہے کہ فن معمّا کے ماہر تھے اور کمال موزونی کے ساتھ شعر پڑھتے تھے۔ شطرنج کبیر اور صغیر کے ماہر تھے اور خط نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔[۲]

Marfat.com

مول راج

گیارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی گمنام خوشنویس تھے۔آپ کا تحریر کردہ ایک قطعہ کتاب خانہ آستان رضوی میں محفوظ ہے جس پر یہ ترقیمہ ہے — "این مشق فقیر مول راج ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۵ء"
اور ایک قطعہ نیشنل میوزیم میں محفوظ ہے۔[۳]

مولانا اصلی مشہدی

شاعری اور خطاطی میں مشہور معروف اور امیر علی شیر نوائی (ہرات) کے کتب خانہ میں ملازم تھے[۴]۔

مولانا شمس الدین اعجاز رقم

لکھنؤ کے رہنے والے تھے اور مولانا ہادعلی کے شاگرد رشید اور مطبع منشی نولکشور میں ملازم تھے۔نستعلیق میں مہارت کامل رکھتے تھے اور خوشنویسوں کے سرتاج سمجھتے جاتے تھے۔آپ نے چند رسالے فن خوشنویسی پر مرتب کئے جن میں دو رسالے نظر پروین ا اعجاز رقم نے نمایا مقام حاصل کیا۔منشی اعجاز رقم نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جس بوستان سعدی تحریر جادو نگاری ہے[۵]۔

مولانا عبداللہ ہروی

طباخ کے لقب سے مشہور تھے۔خط ثلث، توقیع محقق، نسخ، ریحان اور رقاع میں شہرۂ آفاق اور نستعلیق بھی بہت اعلیٰ لکھتے تھے فن خوشنویسی میں بہت مشہور تھے[۱]۔

مولانا عصمت اللہ

یہ حداد کے بھتیجے اور شاگرد تھے۔قرآن کریم کی کتابت خاص روشنائی سے کرتے تھے شجاع الدولہ (شاہ اودھ) کے زمانے تک بقید حیات تھے۔

Marfat.com

مولانا علاء الدین محمد

مولانا سلطان علی مشہدی کے شاگرد رشید اور خط نستعلیق کے استاد تھے[2]۔

مولانا فصیح الدین

صاحب تخلص ابتدا میں امیر علی شیر نوائی کے مصاحبوں میں ممتاز تھا۔ سلطان حسین میرزا بایقراء کے عہد حکومت میں داروغہ مصحق سے مفتخر ہوا۔ فن خطاطی کے علاوہ شطرنج بازی میں رسالہ ''زمانہ'' کانپور مارچ ۱۹۱۳ء جلد نمبر ۲ شمارہ ۱۲۳

یکتا، فن موسیقی میں طاق، شعر گوئی خصوصاً تاریخ گوئی میں بے نظیر تھا۔ امیر علی شیر نوائی کی مدح میں ایک طویل قصیدہ لکھا تھا جس کے مصرع اول سے تاریخ تولد اور مصرع اول سے تاریخ تولد مصرع ثانی سے تاریخ رحلت نکلتی ہے ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۷ء مقام استر آباد انتقال ہوا[3]۔

مولانا مالک دیلمی

آپ شہر قزوین کے قریہ فیلوا گوش کے باشندے تھے۔ اکثر نے آپ کو تبریزی بھی لکھا ہے۔ آپ خط نستعلیق کے باکمال استاد تھے۔ موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ شعر فہمی میں وقوف نامہ اور معمّے کے ماہر تھے۔ خط کے ضمن میں پہلے آپ نے اپنے والد مولانا کبیرؔ (جو خط نسخ کے استاد تھے) کی نگرانی میں خط ثلثؔ مشق کی سات مختلف طرز وی پر مہارت تھی۔ آپ کے لکھے ہوئے کتبات اور باکمال اساتذہ کے نمونوں میں امتیاز بڑا مشکل کام تھا۔ مولانا مالکؔ دیلمی نے عربی خطوط کے ساتھ نستعلیق پر زیادہ توجہ دی پ نے عالم ہونے کی وجہ فن خوشنویسی میں کافی نام پیدا کیا۔ شہزادہ سلطانؔ ابراہیم بن شاہ طہماسپ کے کتب خانہ میں تقرر ہوا شہزادہ کو خط کی تعلیم دیتے رہے۔ ۱۸/ذی الحجہ ۹۶۹ھ/۱۵۶۱ء کو قزوین میں انتقال کیا[3]۔

مولانا محی الدین شیرازی

خط ثلثؔ، توقیعؔ، محققؔ، نسخؔ، ریحانؔ اور تعلیقؔ کے باکمال استاد تھے[1]

Marfat.com

مولانا معروف بغدادی

انشاء پردازی اور خطاطی میں بے نظیر تھے اور سلطان جلائر (والیٔ بغداد) کے دربار سے منسلک تھے۔ کسی بات پر آزردہ خاطر ہو کر اصفہان پہنچے۔ میرزا مقدم نے غنیمت جان کر اپنی ملازمت میں داخل کر لیا۔ اور کتب خانے میں محرر کر کے حکم دیا کہ ہر روز ایک سو بیس ابیات کتابت کر کے دیں۔ چنانچہ ہر روز اسی قدر ابیات کتابت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پندرہ یوم مولانا نے کچھ کام انجام نہیں دیا۔ جب میرزا نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ارادہ ہے کہ ایک دن میں ایک ہزار پانچ سو بیت لکھ کر حضور والا کی خدمت میں پیش کر دوں۔ میرزا نے ایک دن مقرر کر کے اصفہان کے میدان میں نہایت تکلّف اور آراستگی کے ساتھ مجلس منعقد کی اور خاص و عام کو مدعو کیا۔ مولانا نے اکابرین حکومت اور دوسرے امراء کے روبرو ڈیڑھ ہزار بیت نہایت اعلیٰ ونظیف کتابت کر کے سب کو حیران کر دیا۔[۲]

مولانا منیر لاہوری

مولانا ابوالبرکات منیر لاہوری عہد شاہجہاں کی علمی شخصیتوں میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ آپ کے والد عبدالجلیل ابن حافظ الحق لاہور کے باشندے تھے۔ فن خوشنویسی میں تمام ہندوستان میں مشہور تھے۔ اکبر کے دربار کے شعبہ خوشنویسی میں منسلک تھے

مولانا میر جان

آپ زین الدین محمود کے والد تھے جو اعلیٰ کتابت اور شہرت سے متّصف تھے۔ یہ کاتبوں کا ایک خاندان تھا۔ زین الدین محمود کے خط میں پختگی میر یحییٰ صوفی کے نسخ جیسی تھی۔ مولانا زین الدین محمود کے تلامذہ میں شہرۂ آفاق میر علی ہروی تھے۔[۱]

مولانا میر نعمت اللہ

میر عبدالوہاب تبریزی کے فرزند تھے۔ سادات کبار میں سے تھے۔ خط ثلث اور نسخ بہت اچھا لکھتے تھے۔ اس کے علاوہ شکستہ نسخ اور تعلیق پر بھی مہارت تھی۔

Marfat.com

مولائی صاحب

مشقِ نظری اور کثرت مشق قلمی کی بدولت آقا عبدالرشید دیلمی کے ہم پلّہ ہو گئے تھے۔ مرشدزادہ میرزا محمد معظم بخت بہادر کے اتالیق تھے۔ شاہ نے ان کو آقائے ثانی کا خطاب مرحمت فرمایا تھا[1]

مولوی حیات علی

رائے پرتیم ناتھ کھتری کے شاگرد تھے۔ مولوی صاحب نے طویل عمر پائی اور تقریباً ستر سال مشق کتابت کرتے رہے۔ خط شکستہ کے استاد تھے عالم وفاضل تھے۔ عربی، فارسی اور ترکی میں ید طولی تھا۔

مولوی حیات علی دہلوی

اکثر کمالات ظاہری اور باطنی سے موصوف اور فن خوشنویسی میں شہرۂ آفاق تھے مولوی کرامت علی کے خلف الرشید اور علم وضل میں بے نظیر تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء سے قبل حیدرآباد میں ایک ہزار روپے ماہنامہ پر ملازم تھے۔

مولوی عبدالحکیم

اعلیٰ درجے کے خوشنویس تھے ان کے لکھے ہوئے کتبے موجود ہیں۔ مہدی علی صاحب کے استاد تھے۔

مولوی عبدالقادر

مولوی رجب علی کے فرزند اور مولانا کرامت علی جونپوری کے بھتیجے تھے۔ مشاہیر علماء عہد سے علم وفضل حاصل کیا اور فن خطاطی مولوی کرامت علی سے سیکھ کر اس فن میں باکمال ہوئے جلی اور خفی خط دونوں میں مہارت تھی اور خط ناخن بھی لکھتے تھے[2]۔

مولوی محمد حسین لکھنوی

مولوی ہادی علی یاقوت رقم کے خلف الرشید اور شاگرد تھے اور خط نسخ و نستعلیق اعلیٰ لکھتے تھے۔ خصوصاً نستعلیق میں ید بیضا تھے۔ مطبع مفید عام آگرہ میں کتابت کرتے تھے[۳]۔

مولوی محمد خلیل

بقول غلام محمد ہفت قلمی دانشمند اور پرہیز گار آدمی تھے اور خط نستعلیق آقا عبدالرشید کی طرز پر لکھتے تھے[۱]

مولوی محمد رشید

نستعلیق اور نسخ کے کامل استاد تھے۔ لکھنوی خوشنویس کے شاگرد تھے۔ خط غبار و گلزار اور شفیعہ کے ماہر تھے۔ چنے کی دال دانے پر پورا سورہ ''قل ہواللہ احد'' بسم اللہ واضح لکھتے تھے (حیات ابدی صفحہ ۱۵)

مولوی محمد سلام اللہ

رامپور کے رہنے والے تھے۔ خط نستعلیق کے استاد تھے۔ ان کے شاگردوں میں محمد نبی خاں معجز نے بڑی شہرت حاصل کی۔ پیرانی سالی میں جلی اور خفی بہت اچھا لکھتے تھے۔ بھوپال چلے گئے تھے۔ (تذکرہ کاملان رامپور ۳۷۷)

مولوی محمد علی

کاکوروی بہت قابل اور اچھے خوشنویس تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق بے حد پاکیزہ تھا۔ متعدد کلام مجید و دلائل الخیرات اور بہت سی کتابیں ان کی تحریر کردہ موجود ہیں۔ فن خوشنویسی میں ان کے متعدد شاگرد تھے[۲]

Marfat.com

نمونہ خط منشی شمس الدین آعجاز رقم





نواب محمد حامد علی خاں والی رامپور کی مہر جس
کو عزت علی نے ۱۹۱۴ء میں تحریر کی تھی

نمونہ خط منشی دیبی پرشاد بدایونی

Marfat.com

مولوی محمد عماد الدین خاں

ابن مولوی نظام الدین خاں، رامپور میں پیدا ہوئے، علوم نقلی، وعقلی اپنے دور کے عظیم اساتذہ سے حاصل کیے۔ ریاضی ماہئیت، ہندسہ اور علم مثلث مولوی عبدالعلی ریاضی داں رامپوری سے تحصیل کیے۔ طب مولوی حکیم علی حسین خاں لکھنوی سے پڑھی۔ خط نستعلیق میر عوض علی ملیح آبادی اور خط نسخ میاں ن جی عبداللہ اور غلام رسول خاں سے حاصل کیا۔ اور فن انجنیری ؟؟ کی کالج میں پڑھا۔ آپ کی تصانیف کافی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ عالم اور باکمال انسان جو اتنی خوبیوں کا مالک تھا۔ ۱۸۸۲ء میں فوت ہوا۔

مہدی ثاقب میر

نتائج الافکار میں ہے کہ آپ کی پیدائش ۱۲۲۳ھ /۱۸۰۸ء ہے۔ سادات حسینی مدراس میں سے تھے۔ آپ کے اجداد مشہد (خراسان) سے ہندوستان منتقل ہوئے۔ مہدی ثاقب حیدرآباد جا کر مقیم ہوئے۔ شعر بھی کہتے تھے اور درباری شعراء میں داخل تھے۔ ساتوں قلم کے ماہر خوشنویس تھے[1]

مہدی صابر

آثار عجم میں ہے کہ آپ باکمال انسان تھے۔ نستعلیق اعلیٰ لکھتے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ اور صابر تخلص تھا[2]

مہدی قلی

صاحب مناقب ہنروران کے بقول آپ میر معز کاشانی کے شاگرد تھے[3]

مہدی کوفی

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے کے مشاہیر خطاطین میں سے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی کتابت میں شہرت اور ناموری حاصل کی تھی[4]

Marfat.com

میاں جی عبداللہ

خط نسخ کے باکمال استاد تھے۔ زور قلم اور نفاست حسن خط کا اندازہ ان کی مشقی وصلیوں سے ہوتا ہے۔ بڑی کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد بھی اس عظیم اور گمنام خوشنویس کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ چند مشقی وصلیاں راقم السطور کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ (سید احمد)

میر حُسین تبریزی

سلطان عباس ماضی کے عہد سلطنت میں ایک متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ سعادت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شان میں سکونت اختیار کی۔ خوشنویسی میں مشہور و معروف اور کئی خوطوط میں مہارت کامل حاصل تھی۔ ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء میں سفر آخرت اختیار کیا۔ موزوں طبع اور شعر گوئی میں سہوی تخلص تھا[۵]۔

میر حسین حسینی

آپ میر کلنگی کے نام سے معروف تھے۔ آپ کا شمار میر علی کے سات مشہور تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے خط میں ہر طرح استاد کے خط کی جھلک نمایاں تھی۔ بخارا ہی میں آپ کو میر صاحب کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کئی سال تک بحیثیت خوشنویس اور کتابدار کتاب خانہ عبداللہ ثانی امیر بخارا (۹۶۴-۱۰۰۶ھ/۱۵۵۶-۱۵۹۷ء) میں رہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے کتبات پر کبھی ''کتابدار سلطانی'' اور کبھی ''کاتب الخاقانی'' لکھتے رہے۔ اگرچہ آپ بخارا میں مدت دراز تک رہے مگر بعض اوقات وہ اپنے کتبات میں اس طرح بھی لکھتے تھے— "میر حسین الحسینی المشهور به میر کلنگی النسفی"۔

آپ کے فنی کارناموں میں قطعات اور دوسرے کتبات کے علاوہ گلستان سعدی، یوسف زلیخا، جامی، بوستان سعدی اور دیوان حافظ قابل ذکر ہیں۔ ان مخطوطات میں ان کے نام کے ساتھ مقام کتابت بخارا بھی درج ہے۔

ایک نسخہ بوستان سعدی تہران میں ہے جس کا ترقیمہ یہ ہے:

"علیٰ ید اضعف العباد میر حسین الحسینی الکاتب الکتابدار السلطانی فی بلده بخارا"۔

Marfat.com

ایک نسخہ ''دیوان حافظ'' کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں محفوظ ہے جو بہ اعتبار فن نادر شاہکار ہے۔
ابوالفضل نے عہد اکبر اعظم کے نستعلیق نویسان میں میر حسین الحسینی المشہور بہ میر کلنگی کا نام بھی درج کیا ہے۔
ڈاکٹر مہدی بیانی نے اپنی تالیف ''احوال و آثار خوشنویسان'' میں ان کے مشہور نمونوں کی تعداد بیس مختلف کتب خانوں کے حوالہ جات سے لکھی ہے۔
آپ کے قلم کا ایک مخطوطہ رباعیات میر سید جامہ باف خفی قلم کتاب خانہ سید نصر اللہ تقوی تہران میں ہے جو لاہور میں لکھا تھا۔

میر رشید علی خاں

اعلی کمالات اور فضائل سے متصف تھے اور خط نستعلیق کے باکمال استاد تھے۔ یہ فن انہوں نے اپنے باپ میر عظیم سے سیکھا تھا اور شاہزادہ اورنگزیب کی تعلیم مامور تھے۔ ان کی جادو نگار تحریر نے دبار شاہی سے جواہر رقم کا خطاب کرایا تھا۔ عالمگیر کے عہد میں منص ہزاری اور خطاب خانی سے مفتخر ہو کر داروغہ کتاب خانے پر سرفراز ہوئے تھے۔ ۲۷ جلوس عامگیری میں عالم جاوداں سدھارے[1]۔

میرزا ایرج وداراب

یہ دونوں میرزا عبدالرحیم کے صاحبزادہ تھے۔ میرزا ایرج نسخ اور نستعلیق کے استاد تھے اور میرزا داراب نستعلیق نگار تھے دونوں بھائیوں کے زور قلم نتیجہ ''ہفت بندکاشی'' ہے اس نسخہ کو طلاکاری سے مزین کیا تھا میرزا ایرج ۱۰۲۸ھ /۱۶۱۸ء اور میرزا داراب ۱۰۳۸ھ /۱۶۲۸ء میں فوت ہوئے۔

میرزا عباداللہ بیگ

میرزا عبداللہ بیگ کے فرزند اور میر پنجہ کش کے خاص شاگرد تھے۔ بچپن ہی سے اصلاح لیتے رہے اور زمرد رقم خطاب تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے پٹیالہ چلے گئے اور وہاں کسی معزز عہدے پر سرفراز[1] تھے۔

Marfat.com

میرزا عبداللہ

سید محمد امیر رضوی دہلوی (میر پنجہ کش) کے شاگرد رشید اور غدر سے قبل نستعلیق نویسان میں مشہور تھے۔ ایک ماہر کا بیان ہے کہ آپ کا نستعلیق آقا عبدالرشید کے خط پر فوق رکھتا تھا۔

میرزا محمد

حاجی قاسم کا بیٹا اور دربار عالمگیری کے مشہور خوشنویسوں میں سے تھا۔ خط نسخ میں اپنے پدر بزرگوار کا شاگرد تھا۔[1]

میرزا محمد حسین

میرزا شکر اللہ کے فرزند اور مصنف ''تاریخ حبیب السیر'' کے قریبی رستہ دار تھے۔ خط شکستہ نستعلیق، تعلیق اور ثلث کے استاد تھے ان کے شاگردوں نے خط شکستہ کو عروج پر پہنچایا۔ آپ عہد ہمایوں میں ہندوستان آئے تھے اور عہد جہانگیری میں ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء انتقال ہوا۔

میرزا محمد حسین کشمیری

میرزا محمد حسین عرف آغا مُنّو خوشنویس و تذہیب کار ملا محمد علی خوشنویس کے فرزند اور غلام رسول کشمیری کے پوتے تھے۔ کشمیری خاندان کے یہ تیسرے ہونہار فن کار اور اعلیٰ خوشنویس تھے جنہوں نے کتب خانہ سرکاری (رضا لائبریری) سے وابستہ ہو کر۔ بیمثال کام انجام دئے۔ خط نسخ، ثلث اور طغرا نویسی، اعلیٰ قسم کی طلا کاری اور کشمیری تزئین کاری میں بلند مقام حاصل تھا۔ نوابین رامپور نواب کلب علی خاں خلد آشیاں (۱۸۶۵-۱۸۸۷ء) نواب مشتاق علی خاں عرش آشیاں (۱۸۸۷-۱۸۸۹ء) اور نواب حامد علی خاں جنت مکان (۱۸۸۹-۱۹۳۰ء) کے عہد زرین میں اپنی اعلیٰ فنکاری کے لازوال نقوش چھوڑے۔ آپ کے متعدد کتبات رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔ ایک[1] مخطوطہ جس کا نمبر ۴۶۵ ہے۔

Marfat.com

میر عبدالحی مشہدی

ہمایوں بادشاہ کے عہد میں صدارات کے عہدہ پر ممتاز اور اکثر کمالات سے موصوف اور خط بابری کا کامل ماہر تھا[۲]۔

میر عبداللہ مشکین قلم

عہد اکبرؔ اعظم کے مشہور خطاط اور جہانگیرؔ کے استاد تھے۔ مشہور بزرگ شاہ نعمت اور ولی کی اولاد سے تھے۔ اکبرؔ نے مشکین قلم کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے ایک دیوان بہ عہد اکبر (۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء) کتابت کیا تھا۔ اس کے علاوہ الہ آباد کے قلعہ میں لاٹھ نما مینار کے گرد جہانگیر کا شجرہ نسب لکھا تھا۔

میر علی الکاتب کے اساتذہ

میر علی ہروی نے مشہد مقدس میں سلطان علی مشہدی سے فن کی تکمیل کی اور استاد سے بڑھ گئے۔ خطاطی اور شاعری میں اپنے والد محمد رفیقی سے اصلاح لی۔ اس کے بعد زین الدین محمود عبدی کے شاگرد ہوئے۔ یہ شاعر بھی تھے اور مجنوںؔ تخلص فن خطاطی پر دو رسالے نظم کئے۔ وہ رسالہ جس میں خطوط سبعہ کے قواعد نظم کئے تھے۔ اپنی تعریف میں متعدد رباعیاں اور اشعار کہے۔ ۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء میں رسم الخط پر ایک رسالہ لکھا تھا جو برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے۔ بخارا میں رہ کر گلستانؔ، مطلع الانوارؔ امیر خسروؔ لکھی۔ گلستاں پیرسؔ کی لائبریری میں اور مطلع الانوار پٹنہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[۳]

میر علی الکاتب کے تلامذہ

میر علی ہروی کی شہرت بحیثیت اعلیٰ خوشنویس ان کی زندگی میں بڑی سرعت سے دور دراز ممالک تک پہنچ گئی تھی۔ اکثر ماہرین نے آپ سے شرف ملاقات بطور افتخار حاصل کیا۔ آپ نے بخارا میں جوہراتؔ کی روایات پر مبنی ایک دبستانؔ قائم کیا تھا۔ اس میں سے اکثر نے شائقین فن کتابت نے براہ راست فنّی استفادہ کیا اور آپ کی روش کتابت پر خط کی مشق کی۔ اس دبستان میں بعض نے آپ کے نمونوں اور وصلیوں سے بھی فائدہ اٹھایا کہ آپ کے تلامذہ کے زمرے میں شامل ہو جائے۔ اس ضمن میں اکثر نے آپ کے تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں سرفہرست خواجہ محمود شہابی کا ذکر ملتا ہے۔[۱]

Marfat.com

میر علی بخارا میں

جب میرؔ علی (۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء) ہراتؔ سے ہجرت کر کے بخاراؔ آئے تو آپ کا تعلق عبید خاں ازبک سے ہو گیا۔ اس نے آپ کو شہزادوں کا اتالیق مقرر کر دیا۔ آپ نے عبدالعزیز خاں (متوفی ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء) کو کتابت کی طرف رغبت دلائی۔

میر علی بخاراؔ کے دیگر حالات میں دلچسپی لیتے رہے۔ وہ بحیثیت خوشنویس بہت مشہور ہو گئے تھے۔ جب بخاراؔ میں مدرسہ میر عرب تعمیر ہوا تو مندرجہ ذیل تاریخی قطعہ کہا تھا:

میر عرب قطبِ زماں غوث دہر	ساخت چنیں مدرسہ اے بوالعجب
بوالعجب اینست کہ تاریخ اوست	مدرسہ عالی میر عرب ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء

یہ عالی شان عمارت فن تعمیر میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ شیخ عبداللہ جو اس مدرسہ کے بانی تھے اور میرؔ عرب کے لقب سے مشہور تھے، یمنؔ کے رہنے والے تھے۔ بعد وفات اسی مدرسہ میں دفن ہوئے۔

میر علی نے ایک قطعہ (۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء) میں لکھا تھا جو نہایت دلکش تھا۔ اس کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر صاحب نے اپنی ساری عمر مشق کتابت میں گزار دی اسی وجہ سے کمر چنگ کی طرح دوہری ہو گئی تھی۔ یہ اسی محنت کا ثمرہ تھا کہ تمام شاہان عالم آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

میر صاحب کی ایک رباعی ترکی زبان میں نہایت جلی خط میں آج بھی ''وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم لندن'' میں محفوظ ہے جس کا عکس مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔

بخاراؔ میں میر علی ہروی کی آمد سے کتابتؔ، کتاب سازیؔ اور فن مصوریؔ کا اور ایک اور دبستانؔ ہراتؔ کی روایات پر قائم ہو گیا تھا۔ جس کا سہرا میر علی کے مربیؔ ابوالغازی عبدالعزیز خاں والی بخاراؔ کے سر تھا۔ انھوں نے بخاراؔ میں اپنے والد عبید خاں کی وفات کے بعد برسر اقتدار آنے پر یہ دبستان قائم کیا تھا۔

میر علی پہلے ان کے باپ عبیدؔ خاں کے زمانے میں اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ میر علیؔ ہی اس دبستانؔ کے اول منتظم تھے۔

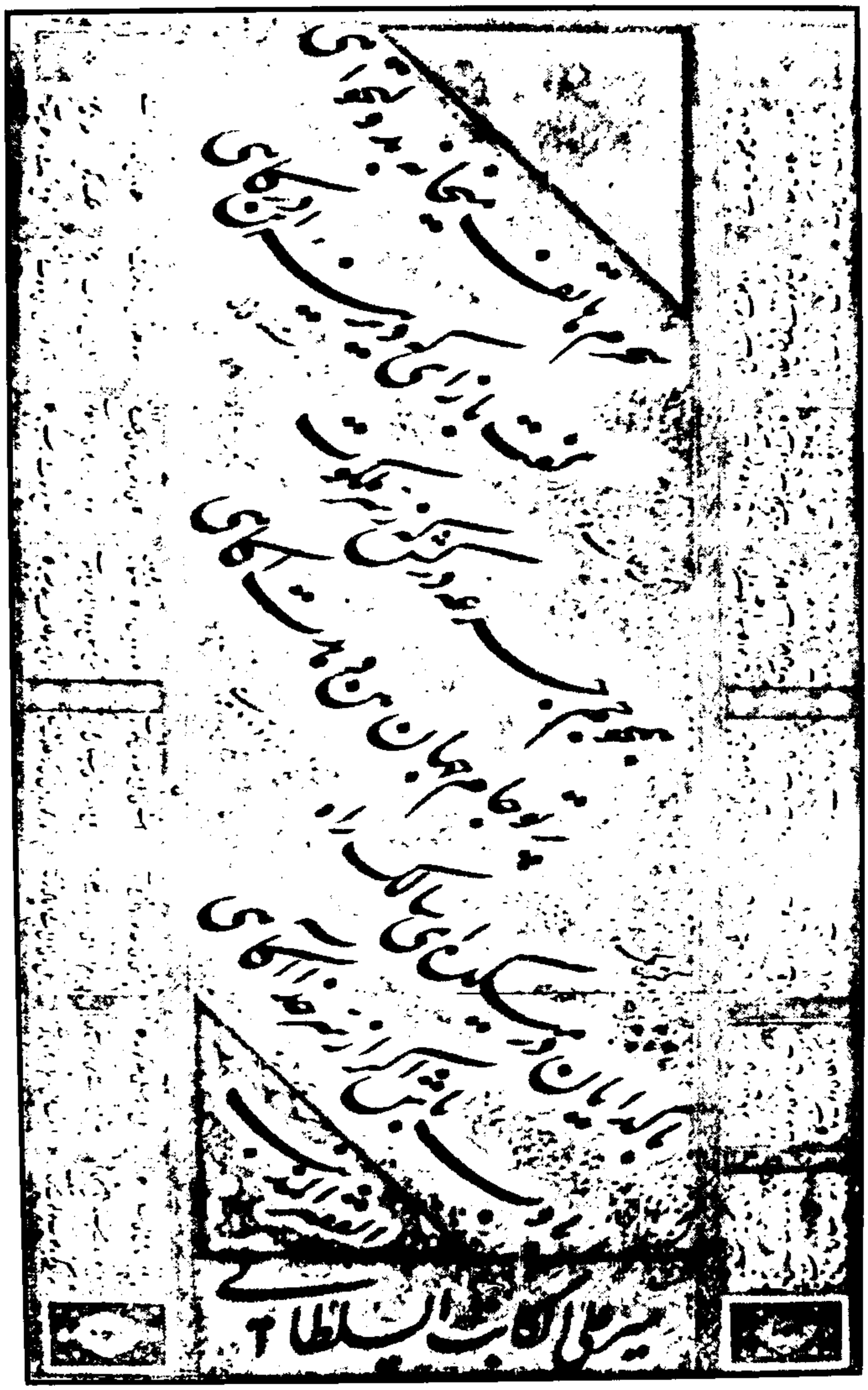
یہ امر مسلّم ہے کہ بخاراؔ میں علم و ادب کے ایسے معیاری نسخے تیار ہوئے جن میں سے اکثر کتابت میرؔ علی نے خود کی تھی۔ اور اس دبستان کے نگراں سلطان میرکؔ کتابدار تھے۔ اس دبستانؔ میں بہزادؔ کے بجائے ایک اور مصور محمودؔ مذہب کام کرتے تھے۔

Marfat.com



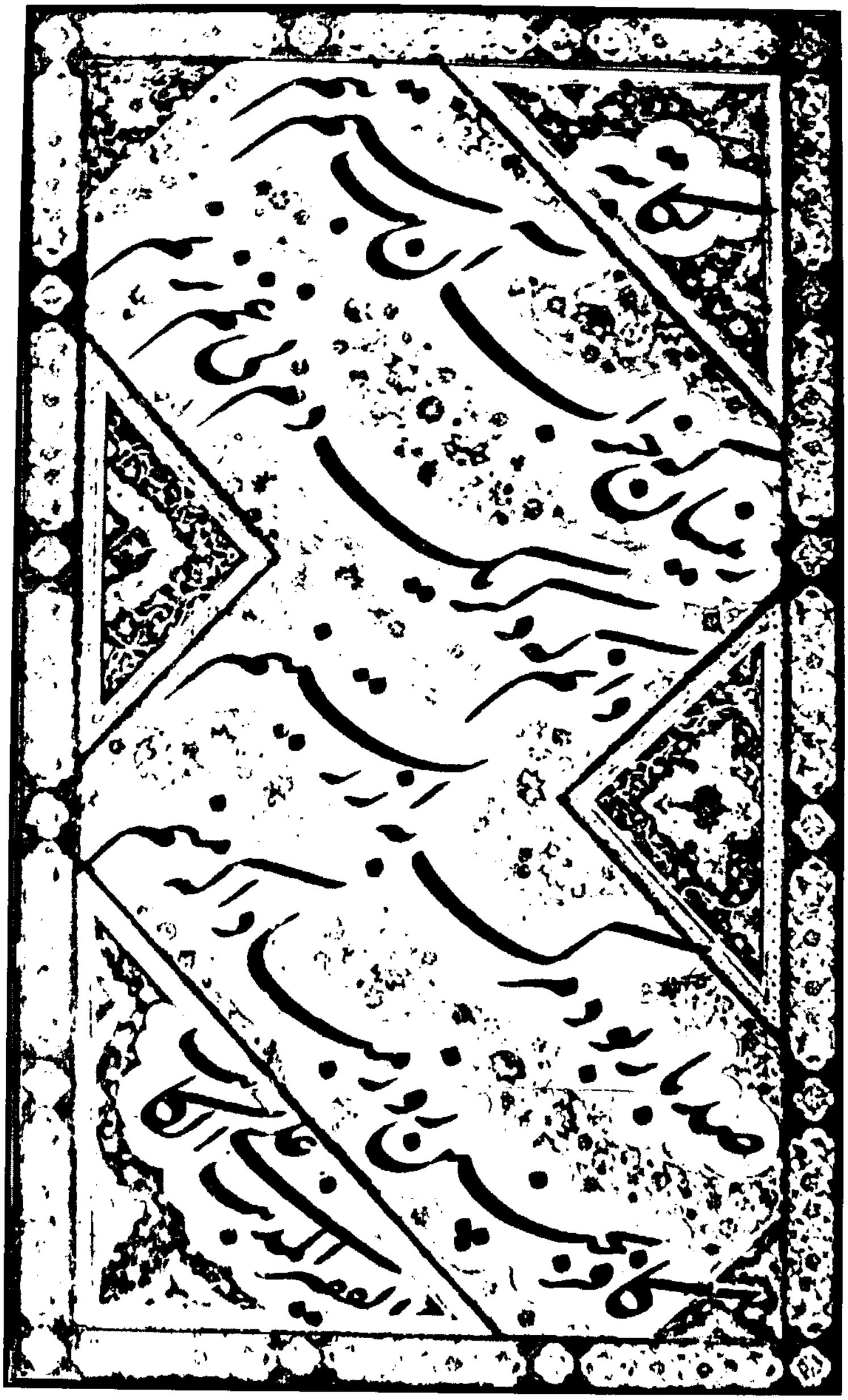
نمونہ خط میر علی ہروی

Marfat.com



نمونہ خط میر علی الکاتب

Marfat.com



نمونہ خط میر علی الکاتب

میر علی کے فرزند

صاحب سرگزشت خط نستعلیق کی تحقیقات کے مطابق میر علی کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام محمد باقر اور دوسرے کا محمد اکبر تھا۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں بعہد بادشاہ اکبر نستعلیق نگاروں میں مولانا باقر پسر میر علی کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے بیان کے مطابق یہ ہندوستان آ گئے تھے۔ اور بڑی ہر دلعزیزی اور شہرت پائی۔

میر علی تبریزی اور ان کے تلامذہ کے بعد ابوالفضل نے میر علی ہروی کو نستعلیق کا استاد تسلیم کیا ہے۔ میر علی نے تکمیل فن کے بعد اپنے اساتذہ کے خلاف ایک جدید روش ایجاد کی اور عجیب و غریب تصرّفات کئے جو آج تک یادگار ہیں۔ فن میں کامل ہونے کے باوجود میر صاحب سلطان علی مشہدی کے اسلوب کتابت کے معترف تھے۔

میر علی کے معاصر خطاط

معاصر فن کاروں میں اول آپ کے استاد مولانا زین الدین محمود فن خطاطی میں ماہر تھے اور آپ کے خسر بھی تھے۔ مولانا زین الدین محمود مولانا سلطان علی مشہدی کے تلمیذ اور داماد تھے۔ اس رشتے کی بنا پر آپ کے مراسم قبلۃ الکتاب سلطان علی مشہدی سے بھی تھے اور دارالانشاء سلطان حسین میرزا بایقراء کے رکن ہونے کی حیثیت سے دیگر ہنرمندوں سے معاصرانہ مراسم تھے جن میں مولانا کمال الدین بہزاد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور کُتّاب میں سلطان محمد خنداں، سلطان محمد نوراللہ، مولانا قاسم شادی شاہ اور دیگر فن کار شامل تھے۔

میر علی ہروی

میر علی الکاتب ہروی ساداتِ ہرات میں سے تھے۔ نستعلیق لکھنے میں عالمی شہرت پائی۔ چونکہ مشہد میں سکونت تھی اس لئے بعض نے آپ کو مشہدی بھی لکھا ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے غلطی سے آپ کو مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی کا فرزند بھی لکھ دیا ہے۔ کیونکہ مولانا کے فرزند پیر علی بھی کاتب تھے۔ مصنف قواعد خطوط نے آپ کی جائے پیدائش تبت لکھی ہے۔ اکثر نے بالاتفاق آپ کو ہروی لکھا ہے۔

Marfat.com



نمونہ خط میر عماد الحسنی

Marfat.com





نمونہ خط میر عماد الحسنی

Marfat.com



نمونہ خط میر عماد الحسنی

Marfat.com





نمونہ خط میر عماد الحسنی

Marfat.com

خط نستعلیق میر علی ہروی اور سلطان علی مشہدی کی کوششوں سے بام عروج پر پہنچا۔ کسی دوسرے کاتب یا ماہر فن نے اس طرح کمال تک نہیں پہنچایا۔

تاریخ میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ وہ کب مشہد گئے اور مشہد کو خیر باد کہہ کر ہرات میں مقیم ہوئے اور کب سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے دربار سے منسلک ہوکر سلطان کے منظور نظر ہوئے۔ شاہ کے اس دبستان ہرات میں پہلے ہی سے ماہرین فن کتابت، مصور، وصلی ساز، طلاکار اور رنگوں کو تیار کرنے والے ماہرین کام کرتے تھے۔ میر صاحب اس ادارے کے افسر اعلیٰ تھے۔ چونکہ میر علی ہروی سادات حسینی میں سے تھے۔ اس لئے وہ اپنے نام کے ساتھ اکثر الحسینی کا اضافہ کرتے تھے۔ اور سلطان حسین میرزا بایقرا کے دربار سے وابستہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے نام کے ساتھ السلطانی بھی لکھتے تھے علاوہ ازیں وہ اپنا نام مختصر اور مختلف طریق پر اس طرح لکھتے تھے:

علی، فقیر علی، علی کاتب، علی سلطانی، علی حسینی، میر علی کاتب، میر علی السلطانی، علی ہروی، علی حسینی ہروی، فقیر میر علی، فقیر میر علی کاتب، علی الکاتب حسینی، علی الکاتب السلطانی، میر علی الکاتب السلطانی وغیرہ۔ (سرگزشت صفحہ ۶۵)

''مصنف گلستان'' ہنر نے لکھا ہے کہ آستانہ رضوی پر جو کتبہ آپ نے لکھا تھا اس میں اپنا نام ''خادم آل علی میر علی حسینی'' لکھا۔ میر صاحب کے ہاتھ کا لکھا نادر کتبہ بصورت وصلی ''مرقع جہانگیر'': وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم لندن میں محفوظ ہے۔ اس میں نے اپنا نام—

"بید الفقیر المذنب میر علی الکاتب ستر عیوبه" لکھا ہے۔

اس کے علاوہ بعض کتبات میں مقام سکونت یعنی ہرات یا بخارا بھی لکھا ہے مگر سال کتابت لکھنے میں بے پروا تھے۔ سلطان حسین میرزا بایقراء (متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے بعد سیاسی حالات کی بناء پر وہ ۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء میں ہجرت کر کے بخارا چلے گئے جہاں وہ اپنے سال وفات (۹۵۱ھ/۱۵۴۴ء) تک مقیم رہے اور وہیں دفن ہوئے۔

میر عماد الحسنی سیفی قزوینی

میر عماد الحسنی سیفی قزوینی نسلی اعتبار سے ایرانی الاصل تھے۔ نستعلیق لکھنے والے ہزاروں باکمال اساتذہ منظر عام پر آئے جنھوں نے اس طرز کو حد اعجاز تک پہنچانے کی پوری کوشش کی۔ اور اپنے کارہائے نمایاں بطور یادگار چھوڑ گئے۔ مگر میر عماد الحسنی

Marfat.com

(سیفی قزوینی) لطافتِ قلم اور قدرت طرز نگارش میں یدِ بیضا تھے۔ قدرتی طور پر آپ کا خط بغیر اصلاح استوار اور خوش اندام تھا۔ خفی ہو یا جلی دونوں میں شیرینی تھی۔ آپ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ کا شہرہ بحیثیت اعلیٰ خوشنویس اپنے زمانے میں بھی دوسرے ممالک کے اطراف تک گونج رہا تھا۔ آپ کے لکھے ہوئے قطعات ایران، توران، ترکی اور ہندوستان تک گراں قیمت پر خریدے جاتے اور شاہان وقت ان کو اپنے محلات اور کتاب خانوں کی فخریہ زینت بناتے تھے۔

مستقیم زادہ نے اپنی تالیف ''تحفہ خطاطین'' میں میر عماد کا نام محمد اور والد کا حسن کیا ہے۔ مگر عبدالرحیم ایرانی نے بیان کیا ہے کہ میر عماد بمناسبت لقب عماد الملک تھے۔ چنانچہ آپ نے خود اس لقب کو اپنے نمونوں پر اس طرح لکھا ہے:

" کتبه الفقیر الحقیر المذنب عماد الملك الحسنی السیفی غفر الله ذنوبه و ستر عیوبه فی ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء"

حبیب اللہ فضائلی ''تعلیم خط'' (صفحہ ۴۲۸) میں لکھتے ہیں کہ میر عماد خوشنویسی کے آغاز میں اپنا نام اس طرح لکھتے تھے:

" نور الدین عماد الحسنی غفر ذنوبه و ستر عیوبه "

تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق آپ ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء کو قزوین میں پیدا ہوئے اور ۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۵ء کو اصفہان میں قتل کر دیا تھا۔

خط کی اصلاح میں میر عماد کے اول استاد عیسیٰ رنگ کار اور دوسرے مالک دیلمی بیان کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی عام طور پر بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے ملا حسین تبریزی سے بھی فن کتابت حاصل کیا تھا اور بابا شاہ اصفہانی کی وصلیوں سے استفادہ کیا۔ آپ حجاز بھی گئے اور واپس آ کر شاہ عباس صفوی کے زمانے میں سمنان میں حکومت فرہاد خاں بسطام، تہرستان اور خراسان میں ہمراہ ملازمت میں رہے۔

''گلستان ہنر'' کے بیان کے مطابق میر عماد اپنے وطن مالوف قزوین میں بھی رہے اور شاہ عباس صفوی کی ملازمت سے محترز رہے۔ مگر اصفہان آ کر شاہ عباس کی ملازمت میں داخل ہو گئے۔ آپ ترکیہ بھی گئے اور جلد واپس آ گئے۔ میر عماد اصفہان میں سولہ برس مقیم رہے۔ یہاں شائقین خط نستعلیق کی ایک خاصی تعداد تیار کی جن میں سے اکثر خط کے استاد ہوئے۔ ان میں سے قابل ذکر یہ حضرات ہیں:

ابراہیم، نورالدین محمد (فرزند میر عماد)، میرزا ابوتراب، ابوتراب اصفہانی، مولانا عبدالرشید دیلمی، عبدالجبار اصفہانی، محمد صالح خاتون آبادی، گوہر شاد (دختر میر عماد) ان میں سے ہر خوشنویس امام وقت ہوا۔

Marfat.com

میر عماد اصفہانؔ میں دربار شاہ عباس سے منسلک تھے۔ بے شمار قطعات اور وصلیاں آپ نے کتابت کیں اور اکثر نمونوں پر آپ نے شاہ عباس کی مدح میں اشعار کہہ کر کتابت سے مزین کیا۔ آپ کی روز بروز مقبولیت اور قدر دانی کی وجہ سے لوگ ان سے حسد کرنے لگے۔ اس زمانے میں آپ کا مدِ مقابل علی رضا عباسی تھا (جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے) جو ہر قسم کی عداوت میں طاق تھا۔ ایک شب (جمعرات کی رات) کو میرؔ عماد نماز جمعہ کی تیاری میں حمامؔ کی طرف گئے۔ مقصودؔ بیگ کی دعوت پر اس کے مکان پر آئے لوگ گھات میں لگے ہوئے تھے۔ موقع پا کر تاریکی میں بعمر تریسٹھ سال (۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء) قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو مصاحبین نے میرؔ عماد کے قتل کے بارے میں شاہ کو بتایا تو اس نے بہت رنج و افسوس کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ میرؔ عماد کے قاتل کو با قاعدہ سزا دی جائے۔

مگر بعض لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ میرؔ عماد کا قتل شاہ کے اشارے پر ہوا تھا[1]

قتل ہونے کے بعد میرؔ عماد کا جسد خاکی خاک پر پڑا رہا کسی نے بھی اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔ آخر کار آپ کے شاگرد میر آبؔ و تراب خلیفہ میر عماد نے اس کام کو انجام دیا۔ شیعہ لوگوں نے شاہ عباس کے حکم سے جنازہ پر عماد کی تعظیم کی۔ شہزادگان، امرا اور تلامذہ نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کے جنازہ کو مسجد مقصود بیگ واقع دروازہ طوقچی میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہ مسجد آج بھی موجود ہے۔

میر عمادؔ کے قتل کی خبر بہت جلد ترکیہؔ، ایرانؔ، تورانؔ اور ہندوستان میں پھیل گئی۔ ہندوستان میں اس وقت جہانگیر کا عہد تھا۔ آگرہ میں اس نے بڑے افسوس کا اظہار کیا۔ میر عمادؔ نے عربی عبارتوں کو نستعلیقؔ میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔

میرک ہروی

کتاب ''گلستان ہنر'' اور ''حالات ہنروران'' کا بیان ہے کہ آپ کا نام روح اللہ تھا اور سادات کمانگر ہرات میں سے تھے۔ ابتداء حال میں تلاوت اور حفظ قرآن اور خط کی مشق تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد کتیبہ نویسی کی طرف دل مائل ہوا چنانچہ اس پیشے میں آگے بڑھ گئے۔ اس کے بعد مولانا ولیؔ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور تحریر اور تذہیب کاری میں مشغول ہو گئے اور اس ہنر میں اتنے آگے بڑھے کہ سلطان حسین میرزا کے منظور نظر ہو گئے اور کتابدار کے عہدہ پر فائز ہوئے[1]۔

میر محمد باقر

میرزین العابدین کے فرزند اور دربار عالمگیر کے شاہی خوشنویس تھے نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔

میر محمد صالح

میر عبداللہ مشکین قلم کے صاحبزادہ تھے۔ اور دفتر انشا میں ملازم تھے آپ بھی مشکین رقم کے خطاب سے ممتاز تھے۔ فارسی میں کشفی اور ہندی میں سبحان تخلص تھا ۱۰۶۱ھ / ۱۶۱۲ء میں فوت ہوئے[۲]۔

میر محمد مومن استرآبادی

سلطان محمد قطب شاہ (والی گولکنڈہ) کے منظور نظر وزیر اور جمیع علوم معقولی و منقولی سے موصوف تھے۔ زہد و تقویٰ، نیک نفسی اور تواضع اور فن خوشنویسی میں بے نظیر تھے[۳]۔

میر معزالدین محمد

معروف بہ میر معز، سادات حسینی کاشانی میں سے تھے اور اپنے عہد کے مشہور خوشنویسوں میں سے تھے۔ خط نستعلیق میں میر عبداللہ کاشانی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ شعر بھی کہتے تھے اور ''معزی'' تخلص تھا[۴]۔

میر معز کاشی

مولانا میر علی ہروی کے بعد نستعلیق میں کمال پیدا کر کے عوام و خواص میں مقبول ہوئے[۵]۔

میر معصوم بھکری

آپ سندھ کے باشندے اور اعلیٰ نستعلیق نگار تھے۔ عہد اکبر اعظم کے مشہور شہروں میں ان کے لکھے ہوئے کتبات اکثر عمارتوں پر نظر آتے ہیں۔ سکھر کی بھی عمارتوں میں معصوم بھکری کے کتبات کندہ ہیں۔

Marfat.com

میر معصوم بھکر کی شخصیت اکبر بادشاہ کے عہد میں سیاسی امور میں نمایاں نظر آتی ہے۔ سندھ میں طرز نستعلیق کا رواج بالکل ابتداء ہی سے ہوگیا تھا یہ خط براہ راست قندہار سے سندھ آیا۔ (سرگزشت نستعلیق)

میر موزوں اکبرآبادی

شیخ میر اکبرآبادی کے فرزند اور سلیم شاہ کے عہد کے مشہور خوشنویس تھے۔ ہفت قلم میں کامل مہارت تھی اور شاعری میں بھی مشہور تھے۔[1]

میر مومن مشکین رقم

میر صالح کے دوسرے بھائی میر مومن مشکین رقم تھے یہ بھی مشہور خوشنویس تھے انہوں نے عہد اکبری اور جہانگیر دونوں دیکھے تھے شاعر بھی تھے اور عرشی تخلص تھا۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔ میر مومن کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ نے قطعات میر علی ہروی کے نقل کئے جو ہو بہو تھے اور ان کو شاہ شجاع (فرزند شاہجہاں) کی خدمت میں پیش کیا۔ شہزادہ نے میر علی کے قطعات سمجھکر دو ہزار روپے بطور انعام میر مومن کو ئے بعد میں یہ راز افتاد ہوگیا۔ شاہجہاں نے شہزادہ سلیمان شکوفہ کی تعلیم خط لئے آپ کو مقرر کیا۔ آپ کا انتقال ۱۰۹۱ھ/۱۶۸۰ء میں ہوا (سرگزشت)

میر مہدی بن میر مقصود

یہ فن طغرا نویسی میں کامل تھے۔ اس فن پر انھوں نے چند قواعد کا اضافہ کیا تھا۔ نواب حسام الدین حیدر خاں کے سرکاری ملازم تھے۔ (تحقیقات ماہر)

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

مطلعہ سعد یمن و تہنیت جشن خلعت نوابی جناب دام اللہ اقبالہ

زہی نامی خلعت نواب

۱۲۸۲

جشن خلعت حضرت نواب صاحب | از استہ بزم عشرت بخوش صاحب

جشن جم شد دولت و اقبال

۱۲۸۲

دعوت عام اہل عالم بہ عام | از زبردستی آلفت رکہ سائل مساب

ای سپہر سخا و مہر انام

۱۲۸۲

یا ماہ مسایہ زمین بسان بخشید | آواز خلعت معزز محبوب

دائما حشمت بود بجلال

۱۲۸۲

(وصلی مکتوبہ ظہور امپور رضا لائبریری رامپور)

نمونہ خط محمد کریم اللہ

Marfat.com

ناصرالدین مطیب

بغدآد کے رہنے والے تھے۔آپ کا اصل نام حکیم نصر قندہاری بغدادی تھا۔فن خوشنویسی میں جمال الدین یاقوت کے شاگرد تھے۔(خط وخطاطان ص ۵۴)

نامی سبزواری

مولانا جامؔی کے ہم عصر شعراء اور منشیان میں سے تھے۔چپ نویس تھے۔نستعلیق اور شکستہ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے۔

(احوال ۳/ ۹۳۷)

نذیرالدین

نستعلیق کے خوشنویس اور مولوی الٰہی بخش مرجان رقم کے شاگرد تھے وصلی رضا لائبریری محفوظ ہے راقم السطور نے ان خطاطین رامپور کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جن کے خط نمونے رضا لائبریری میں محفوظ ہیں۔

نواب وزیر علی خاں

آصف الدولہ کے متبنّیٰ (لے پالک) تھے۔مرزا محمد علی اعجازؔ رقم کے شاگرد تھے۔جو خط نستعلیق کے کامل استاد تھے[1]۔

نویسی مُلّا

(متوفی ۹۷۵ھ/۱۵۶۷ء) آپ کو بعض تذکرہ نگار عثمانؔی اور بعض خوارزمی لکھتے ہیں۔مدت دراز تک ملک شامؔ میں مقیم رہے۔ایک سورو[1] قچہ ماہانہ وظیفہ مقرر تھا۔بڑی آسودہ زندگی گزارتے تھے۔مسجد بنوامیّہ کے قریب سکونت تھی۔آپ کا کتابت کردہ ایک نسخہ ''نصائح ارسطو باسکندر'' جس کا ترقیمہ یہ ہے ''الفقیر نویسی'' یہ نسخہ کتابخانہ دانشگاہ استنبول میں محفوظ ہے۔(مناقب ہنروران)

Marfat.com

وجیہہ الدین

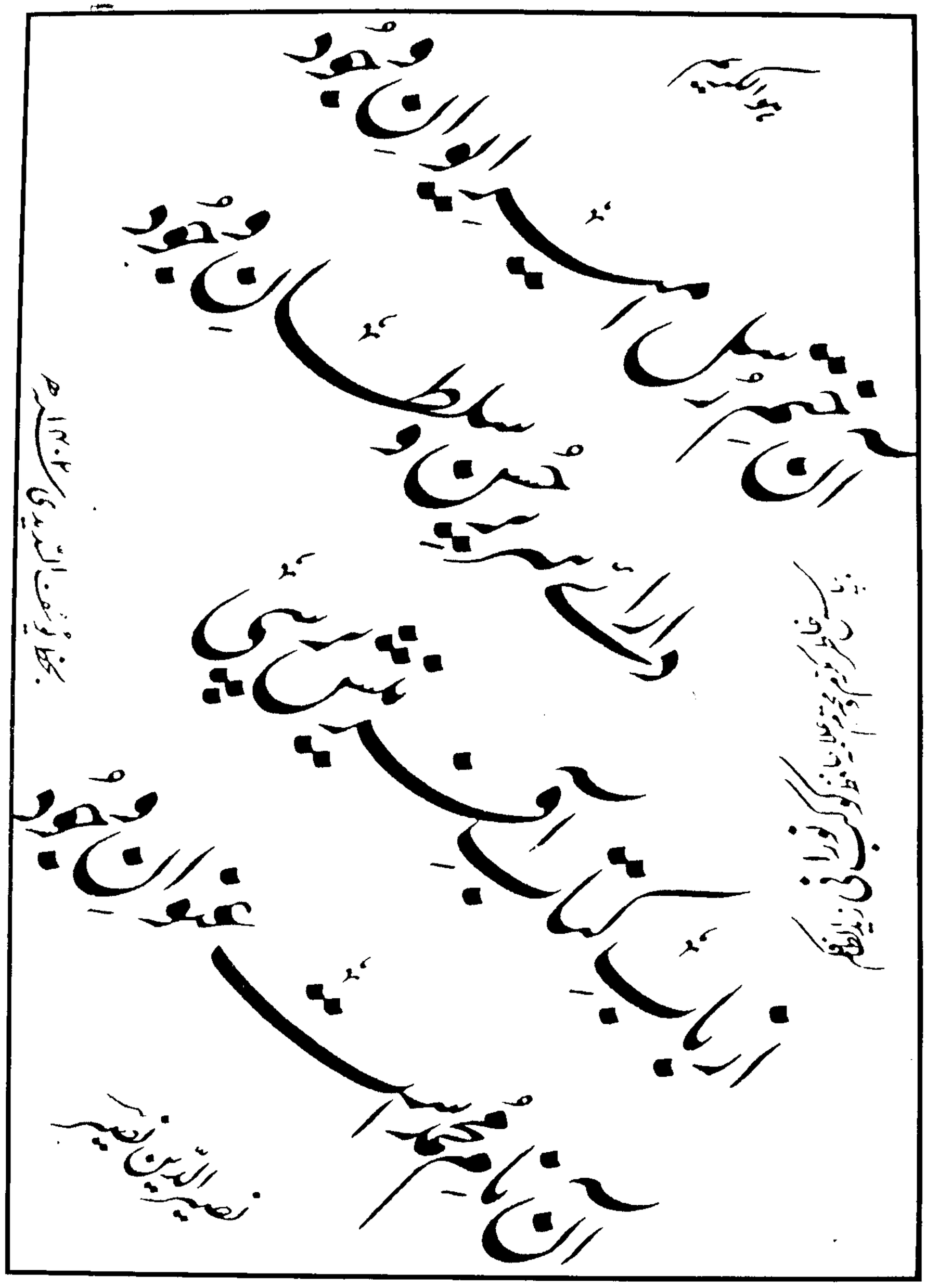
قاضی احمد بن میر منشی قمی (مؤلف گلستان ہنر) کے چچا تھے۔ ابتداء میں خط تعلیق لکھتے تھے یہ خط آپ نے عبداللہ سے سیکھا تھا۔ اس کے بعد سید احمد مشہدی کی خدمت میں جا کر خط کی تکمیل کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شجاعت اور تیراندازی اور سپہ گری میں بے نظیر تھے۔ سلطان ابراہیم میرزا کے ساتھ چوگان بازی کھیلتے تھے۔ سلطان ابراہیم کے قتل کے بعد ترک خدمت کر کے قم میں بقیہ زندگی عبادت اور زراعت میں گزار دی۔ ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء میں فوت ہوئے[۲]۔

وصال بلخی میر

مضافات بلخ کے سادات میں سے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور مشفقی کے شاگرد تھے۔ نستعلیق اچھا لکھتے تھے۔ ۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء تک بقید حیات[۱] تھے۔

Marfat.com



نمونه خط نصیرالدین نصیر

Marfat.com

ہادی علی، مولوی، لکھنوی

کامل طغرا نگار تھے۔ان کے ہم عصر خوشنویس میر بندہ علی مرتعش جو خط نسخ کے کامل استاد تھے۔ ہادی علی پپڑی اور حلوہ سوہن بنانے میں غیر معمولی کمال رکھتے تھے۔اس کی ٹکیوں پر عجیب عجیب قسم کے طغرے بناتے تھے۔مولوی ہادی علی خط نسخ میں کاپی کے ایک خوشنویس کے شاگرد تھے اور خط نستعلیق حافظ ابراہیم سے سیکھا تھا۔[۲]

ہاشم خاں امین الدولہ میرزا

ناصر الدین شاہ قاچار کے وزراء میں سے تھے اور اپنا نسب حضرت ابوذر غفار رضی اللہ عنہ تک بیان کرتے تھے۔نستعلیق اور شکستہ خط لکھنے میں ماہر تھے۔۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فوت ہوئے۔[۱]

ہبۃ اللہ کاشانی، میر

(متوفی ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء) آپ کاشان کے رہنے والے تھے۔سلطان علی مشہدی کے تلامذہ میں سے تھے۔شعر بھی کہتے تھے اور قانعی تخلص تھا۔(احوال وآثار خوشنویسان ۳/۹۵۹)

ہجرانی

میر علی شیر نوائی کے ندیمان اور شاعران میں سے تھے۔مشاہیر خوشنویسان نستعلیق میں شمار تھا۔۹۲۱ھ/۱۵۱۵ء میں فوت ہوئے۔

ہدایت اللہ اصفہانی

آپ میر معزالدین کاشانی کے تلامذہ میں سے تھے۔آپ کے کتابت کردہ قطعات ''کتب خانہ ایران'' میں محفوظ ہیں۔

(مناقب ہنروران)

ہدایت اللہ عبدالصمد خانی شیخ

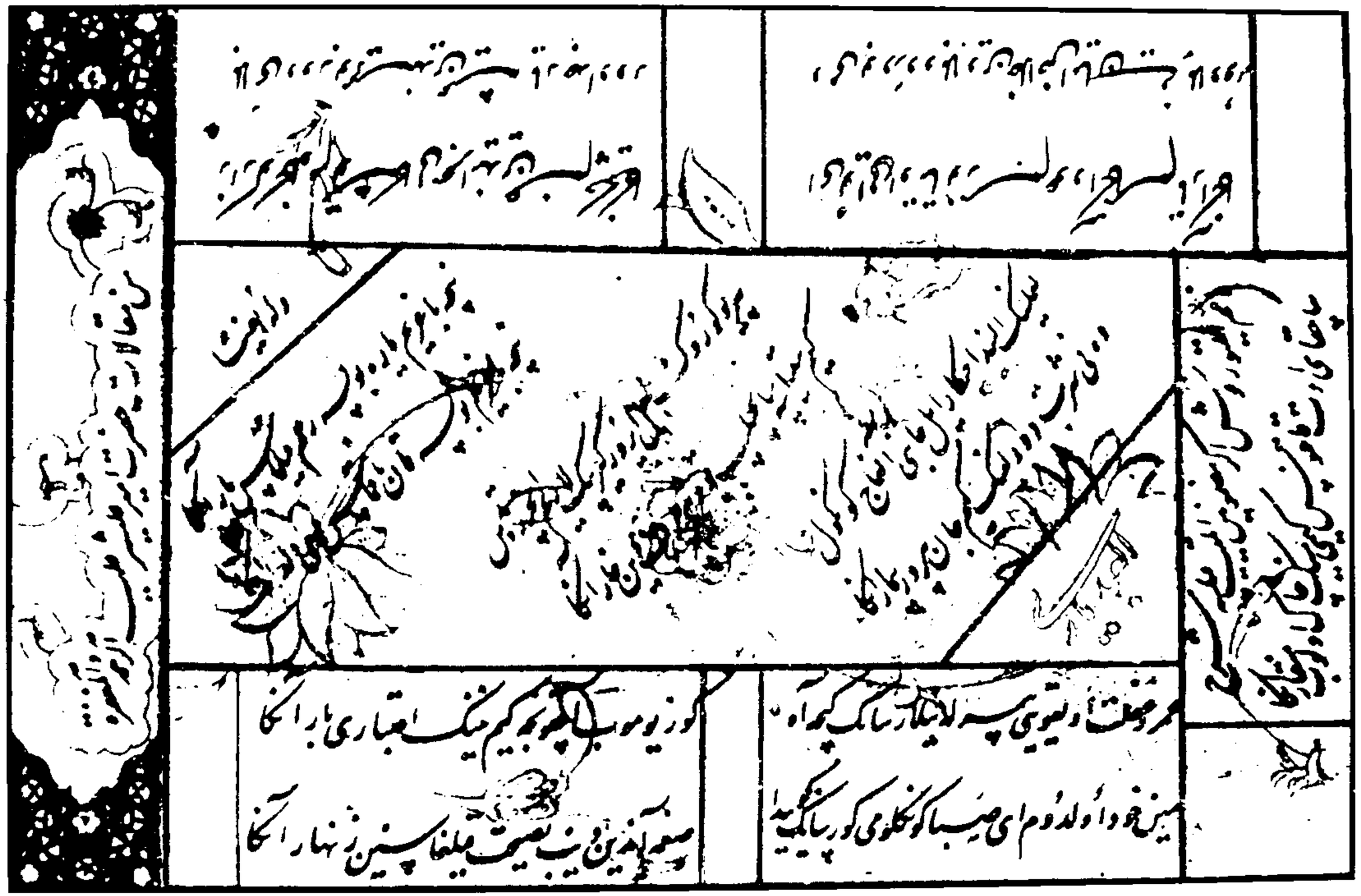
سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ کے سرکاری خوشنویس تھے۔ دلچسپ انسان تھے۔ نستعلیق اچھا لکھتے تھے۔ خفی ہو یا جلی، قلم بغیر شگاف استعمال کرتے تھے[1]۔

ہدایت اللہ لاہوری

آپ شیوۂ میر عماد کے مقلد تھے اور ہنگام تالیف غلام محمد ہفت قلمی (متوفی ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء) سے قبل فوت ہو گئے تھے[2]۔

ہدہد چلبی

آپ کا لقب چلبی تھا۔ طریقت مولویہ (منسوب جلال الدین رومی) سے نسبت تھی۔ آپ کا نام ددّہ ہدہد بھی لکھا ہے۔ (۱۱۶۴-۱۱۵۸ھ / ۱۷۱۲-۱۷۴۵ء) فوت ہوئے۔ (مناقب)



Marfat.com

ی

یاری شیرازی

نقاشؔ، خطاطؔ، مذہبؔ اور شاعر تھے۔ علی شیر نوائی نے لکھا ہے کہ آپ شیرازؔ سے خراسانؔ آئے۔ میں نے نقاشی کا کام سپرد کیا اور تعلیم دی۔ ذوق خداداد اور صلاحیت سے استاد فن ہو گئے۔ عہد شاہ طہماسپ تک بقید حیات تھے۔ (گلستان ہنر ۱۴۴)

یاری مکتب دار، ملا

تبریزؔ کے رہنے والے تھے۔ مدرس اور مکتب دار تھے۔ نستعلیقؔ بہت اچھا لکھتے تھے۔ کتب خانہ بایسنغرؔ میرزا کے چہل گانہ ہنرمندان میں سے تھے۔ (احوال وآثار، ۳/۹۲۶)

یاری، مولانا، مذہب

''گلستان ہنر'' کے بیان کے مطابق آپ ہراتؔ کے باشندے تھے اور استاد کمال الدین بہزاد کے ہم عصر تھے۔ خوبیوں کے مالک تھے۔ فن تذہیب میں یکتا تھے اور فن کتابت سے بخوبی واقف تھے۔ خط نستعلیقؔ لکھنے والوں میں مشہور تھے۔ ہرات ہی میں رہے۔ ۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء میں فوت ہوئے۔

تاریخ رشیدی میں لکھا ہے۔ ''کہ ملا یاری خطاطین کی وصلیوں پر طلاکاری، نقاشی اور زرافشانی کا کام انجام دیتے تھے''۔ ''مجالس النفائس'' کا بیان ہے کہ مولانا یاری شیراز کے باشندے تھے۔ شیراز سے خراسان چلے گئے۔ وہ فنی طور پر نقاشی سے منسوب تھے۔ میرؔ علی شیر نوائی نے مذہبین سے ان کے بارے میں سفارش کی تھی۔ ان کی صحبت سے اچھے نقاشؔ اور طلاکارؔ بن گئے۔ یہ امر وثوق سے کہا جاتا ہے کہ ان جیسا مذہبؔ (طلاکار) دوسرا وجود میں نہیں آیا۔

یاری ہروی

محمد اوبھی کے شاگرد تھے۔ خط پاکیزگی اور نفاست سے لکھتے تھے۔ جلیؔ اور خفیؔ دونوں پر عبور تھا۔ یاریؔ شعر بھی کہتے تھے۔ اپنے اشعار اپنی تحریروں میں لکھتے تھے۔ تمام عمر ہرات میں رہے اور بقول سپہر ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں اسی شہر میں فوت ہوئے۔[1]

Marfat.com



نمونه خط محمد یوسف السدیدی

یاری ہروی مذہب

یاری ہروی کاتب اور یاری شیرازی کا معاصر تھا۔ سلطان حسین میرزا کے زمانے میں بقید حیات اور سلطان علی مشہدی کا ملازم تھا اور شعر بھی کہتا تھا اور کمال الدین بہزاد کا ہم عصر تھا۔ اور بہت سے قطعات سلطان علی مشہدی و سلطان محمد نور اور سلطان محمد خندان کے آب طلا اور سفید آب سے مزین کئے تھے[۲]۔

یاسمن بو

تذکرہ خواتین نے یہی نام لکھا ہے اور کہا ہے کہ میرزا عسکر دامغانی کی ہمسر اور گلبرگہ شریف (دکن) میں اقامت پذیر تھی۔ شوہر کے انتقال کے بعد امرائے گورگانی کے ساتھ دہلی ہجرت کر گئی اور تمام زندگی باعزت رہ کر گزار دی۔ مختلف خطوط لکھنے میں ماہر تھی۔ نستعلیق، ثلث، نسخ اور شکستہ بہت اچھا لکھتی تھی اور شاعرہ بھی تھی[۳]۔

یحییٰ اصفہانی میر

میرزا سنگلاخ نے ان کا لقب ''محی الکتاب'' اور ''محی الدین'' بیان کیا ہے۔ میرزا حبیب کا بیان ہے کہ یہ میر عماد کے ساتھ شاگرد تھے۔ اس قربت کے باوجود بھی میر علی ہروی کے شیوہ پر کتابت کرتے تھے۔

متاخرین تذکرہ نویسان نے بیان کیا ہے کہ اقلام شش گانہ خفی یا جلی بہت اچھا لکھتے تھے اور شاہ عباس نے ان کا لقب میر ثانی رکھا تھا۔ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں فوت ہوئے[۴]۔

یحییٰ خاں وفتحیاب خاں

یہ دونوں عہدِ آصفی کے مشہور خوشنویس تھے۔

یحییٰ دیلمی

سپہر کا بیان ہے کہ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے اور ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء میں فوت ہوئے[۱]۔

یحییٰ سبیک نیشاپوری

شاہرخ بن امیر تیمور گورگاں کے زمانہ کے شاعر اور خوشنویس تھے اور صاحب ''مناقب ہنروران'' کے بیان کے مطابق کتاب خانہ بایسنغر میرزا کے چل گانہ خوشنویسان میں سے تھے[۲]۔

یعقوب بن حسن

ملقب بہ سراج حسنی نویں صدی ہجری کے خوشنویس تھے اور چھ خطوط لکھنے پر مہارت تھی۔ نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے[۳]۔

یقینی

مجالس النفائس کے بیان کے مطابق شعراء ہرات میں سے تھے اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے تھے[۴]۔

یمین الدولہ، نواب

نواب شجاع الدولہ کے بیٹے تھے اور خط شکست کے بے مثال استاد تھے۔

یوسف ابراہم شاہی

آپ بھی خط نسخ اور ثلث کے خوشنویس تھے۔

یوسف ضیاء الدین

عبدالرحمٰن جامی کے فرزند تھے اور خط نستعلیق میر علی ہروی کا شیوہ اختیار کیا تھا[۵]۔

Marfat.com

یوسف عادل شاہ

''طرائق الحقائق'' میں ہے کہ عادل شاہ بادشاہِ دکن علم عروض وقافیہ اور فنون موسیقی میں مہارت رکھتا تھا۔ اور اہل ہنر کا اعزاز کر کے اپنی مجلس سے پیوستہ کرتا تھا۔ شاعران قدیم کے اشعار ازبر یاد تھے۔ اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ نستعلیق کا اچھا خوشنویس تھا اور ۹۱۶ھ/۱۵۱۰ء میں فوت ہوا۔[۲]

یوسف کابلی

یہ اکبر کے خاص کاتب تھے۔ ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء میں فوت ہوئے۔

یوسف کاتب

نویں صدی ہجری کے گمنام خوشنویس تھے۔ نستعلیق کی کتابت شیوہ اظہر تبریزی پر کرتے تھے۔ ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء بقید حیات تھے۔[۳]

Marfat.com

شجرہ نستعلیق نویسان

میر علی تبریزی (موجد خط نستعلیق)

- محمد قاسم شیرازی
- مولانا جعفر
  - مولانا اظہر تبریزی
    - سلطان علی قائنی
    - شیخ بایزید پورانی
    - مالک دیلمی
      - صدرالدین محمد میرزا
        - مولانا علاءالدین
        - مولانا سلطان محمد
        - مولانا زین الدین محمود
          - میر علی ہروی
            - محمود شہابی
              - میرزا ابراہیم اصفہانی
                - سید حسن علی
              - مولانا محمد حسین تبریزی
                - میر سید احمد المشہدی
                - سید احمد الحسینی شمع ریز
                - شاہ محمود نیشاپوری
                - مولانا علی رضا تبریزی
                - محمد رحیم مشہدی
                - مولانا قانعی
                - محمد حسین تبریزی
                - بابا شاہ اصفہانی
                - میر عماد الحسنی قزوینی
                - علی رضا عباسی
                - گوہر شاد (دختر میر عماد)
                - محمد صالح خاتون آبادی
                - عبدالجبار اصفہانی
                - عبدالرشید دیلمی
                - ابوتراب اصفہانی
                - میر ابراہیم (پسر میر عماد)
                - جہاں آرا
                - داراشکوہ
                - محمد اشرف خواجہ سرا
                - سعیدای اشرف
                - میر عبدالرحمٰن ہروی
                - میر حاجی
                - منشی چندر بھان
                - منشی سیج بھان
            - مولانا حسن مشہدی
            - میر معز کاشی
        - مولانا ظہیر
        - محمد امامی
        - مالک دیلمی
        - شیخ بایزید پورانی
        - سلطان علی قائنی
    - مولانا اظہر تبریزی
      - عبدالرحمٰن خوارزمی
        - غیب اللہ امامی
        - سلطان سبز علی
        - عبدالرحیم انیسی خوارزمی
        - سلطان علی مشہدی
        - محمد امامی
        - مالک دیلمی
        - شیخ بایزید پورانی
        - سلطان علی قائنی
- میر عبداللہ
  - محمد ابریشمی
  - سلطان محمد نور
  - مولانا زین الدین محمود
    - میر علی ہروی

Marfat.com

میر عماد الحسنی قزوینی (متوفی ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء)[1]

چند اہم تلامذہ

نور الدین محمد لاہیجی، ابوتراب اصفہانی، آقا عبدالرشید دیلمی، میر ابراہیم (پسر میر عماد)، گوہر شاد (دختر میر عماد)

عبدالجبار اصفہانی، محمد صالح خاتو آبادی، | درویش عبدا نجاراتی،

آقا عبدالرشید دیلمی (متوفی ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء) بعہد عالمگیر

اہم تلامذہ

دارا شکوہ، شہزادی زیب النسا، محمد اشرف خواجہ سرا، سعیدائی اشرف، میر عبدالرحمٰن ہروی، میر حاجی، منشی (متوفی ۱۰۸۳ھ) چندر بھان، منشی تیج بھان[2]۔

شیخ نوراللہ

حافظ نوراللہ

(بہ عہد نواب آصف الدولہ والی اودھ ۱۱۸۸-۱۲۱۳ھ / ۱۷۷۴-۱۷۹۸ء)

حافظ ابراہیم (پسر حافظ نوراللہ)، میر عوض علی عدیل ملیح آبادی، میاں وجہ الدین، محمد عباس، منشی پنڈت منسارام کشمیری، حامد علی

ہادی علی | عبدالستار، احمد طباطبائی، محمد میرزا انس، حسین میرزا عشق

تلمیذان میر عوض علی

مولوی الٰہی بخش مرجان رقم، مولوی کریم اللہ خاں، مولوی حکیم مرتضیٰ، محمد نبی خاں معجز، حکیم مظہر حسن خاں احسن، میر رجب علی

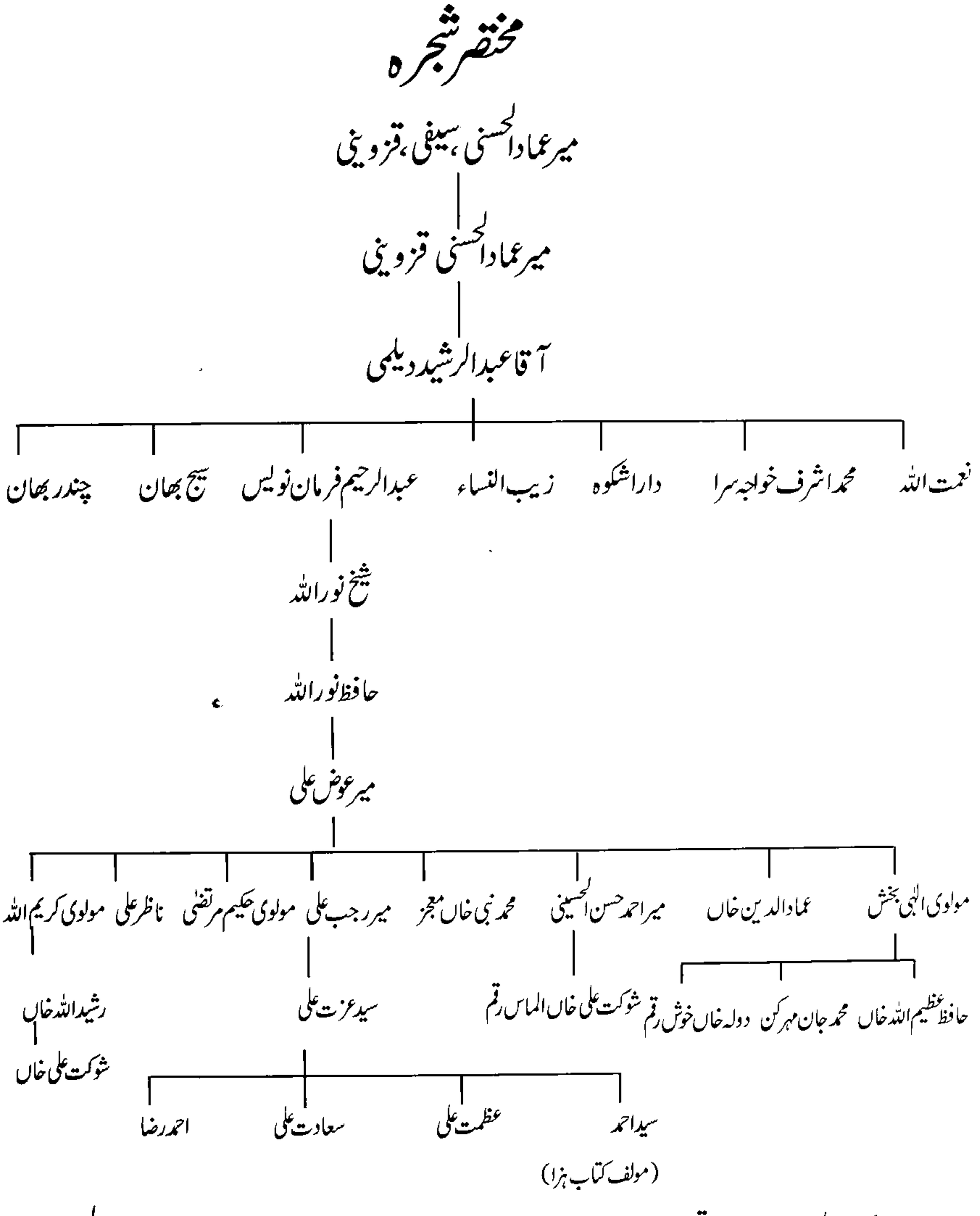
محمد سعید اللہ خاں، محمد رشید اللہ خاں | کاظم علی خاں، میر احمد حسن حسینی، مولوی حبیب احمد

محمد جان مہر کن، حافظ عظیم اللہ خاں، محمد علی عرف دولہ خاں خوش رقم | سید عزت علی

عظمت علی، سعادت علی، احمد رضا، سید محمد، سید احمد اور دیگر

Marfat.com

مختصر شجرہ



(مولف کتاب ہذا)

شوکت علی خاں الماس رقم نے ابتداء میں رشید اللہ خاں سے اصلاح خط کی۔ اس کے بعد میر احمد حسن الحسینی کے شاگرد ہوئے۔ آقا عبدالرشید کے اس شجرہ میں صرف میر عوض علی ملیح آبادی کے خانوادہ رامپور کا مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔

Marfat.com

شجرہ خوشنویسان لکھنؤ

حافظ نوراللہ

بہ عہدِ نواب آصف الدولہ (والیٔ اودھ، ۱۱۸۸/۱۲۱۳ھ/۱۷۷۴/۱۷۹۸ء)

خانوادہ حافظ نوراللہ

حافظ خورشید (برادر حافظ نوراللہ)

حافظ ابراہیم (فرزند حافظ نوراللہ)

حافظ سعیدالدین (فرزند و شاگرد)

ہادی علی

حافظ ضیاءاللہ (فرزند و شاگرد)

شمس الدین اعجاز رقم

اعجاز رقم کے چند نامور تلامذہ

منشی محمد افضل، محبوب علی، عاشق علی، لیاقت علی، شیخ زائر حسین، شیخ محمد باقر جونپوری، شیخ علی یاور، منشی الطاف، منشی عبدالحق، منشی آقا شباب، منشی سید علی حسین، سید محمد محسن، مرزا علی حسین، منشی نورالحسن، منشی بندہ حسن، منشی شاہ مرزا، منشی محمد نواب، منشی احمد حسین، منشی رضا حسین، منشی ماجد حسین، اشرف علی، منشی حسن مرزا، منشی حامد حسین، منشی محمد صادق غیور، منشی حمید الحسن، جمیل الحسن، منشی ابوالقاسم زیدی، ابوطالب زیدی، منشی انوار احمد، سید احمد، خویش شمس الدین، منشی یاور حسین، منشی ساجد حسین، سید غلام حسین عرف نادر آغا، ابراہیم لکھنوی، منشی عبدالرحیم، منشی مرزا محمد جواد[1]۔

نولکشور پریس سے وابستہ خوشنویسان

منشی شمس الدین اعجاز رقم، منشی اشرف علی اشرف، منشی امیراللہ تسلیم، منشی کالکا پرشاد موجد۔ منشی گوبند پرشاد فضا

یہ حضرات بھی لکھنؤ کے مشہور خطاط تھے۔ کتابت خاں، میر سید علی خاں، محمد نصیرالدین، حاجی قاسم، محمد بہاء اللہ۔ (طبقۂ علماء) علامہ تفضّل حسین خاں (استاد نستعلیق و شکستہ) بعہد نواب آصف الدولہ و سعادت علی خاں۔

شجرہ نستعلیق نویسان بہ عہد سلطان احمد جلائر والیٔ بغداد (۷۸۴-۸۱۳ھ/۱۳۸۲ء-۱۴۱۰ء)

عہد امیر تیمور

قبلۃ الکتابی۔ خواجہ ظہیر الدین میر علی تبریزی (متوفی ۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء)

مولانا جعفر تبریزی (متوفی ۸۶۰ یا ۸۶۲ھ)
۱۴۵۵ یا ۱۴۵۷ء

مولانا[1] اظہر تبریزی (متوفی ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء)

سلطان علی مشہدی، سلطان علی قائنی، شیخ بایزد پورانی، مالک دیلمی، شیخ محمد امامی، غیب اللہ امامی، سلطان علی سبز مشہدی، عبدالرحیم انیس خوارزمی

سلطان علی مشہدی (تلمیذ مولانا اظہر تبریزی) متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء

مولانا علاء الدین، محمد ابریشمی، محمد قاسم شادی شاہ، عبدی نیشاپوری، ملا غیاث الدین، محمد مذہب، ملا محمد سروستانی، عبدالواحد مشہدی، شمس الدین محمد کرمانی، مولانا زین الدین محمود، مولانا سلطان محمد، مولانا سلطان محمد نور، پیر علی جامی، شاہ محمود نیشاپوری، میر ہبۃ اللہ کاشانی، رستم علی خراسانی، مقصود علی ترک، جلال الدین محمود، شیخ نور الدین پورانی، جمشید نعمانی، عبدالصمد،[2]

میر علی ہروی الکاتب (متوفی ۹۵۱ھ/۱۵۴۴ء)

خواجہ محمود شہابی، میر احمد مشہدی، سید احمد شمع ریز (متوفی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) مولانا محمد حسین تبریزی، مولانا حسن علی مشہدی

میر معز کاشی[3]، میرزا ابراہیم اصفہانی، میر احمد مشہدی، مولانا شاہ محمود نیشاپوری، میر حسن حسینی (مشہور میر کلنگی)

محمد رحیم مشہدی، مولانا قانعی، محمد حسین تبریزی، باباشاہ[4] اصفہانی (متوفی ۹۹۶ھ/۱۵۸۷ء)

متوفی ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء

میر عماد الحسنی قزوینی، علی رضا عباسی تبریزی

Marfat.com

بعض کاتبین کے القابات

خ

خلیفہ اعظم — عبدالرشید دیلمی

خلیفہ الخلفاء — محمد شفیع بن عبدالجبار

خلیفہ صفرشاہ — صفرشاہ

خلیفہ محمد سرابی — محمد سرابی

خلیفہ محمد طاہر — محمد طاہر زنجانی، سید

خلیفہ محمد حسین — محمد حسین سلجوقی

خلیل اللہ — وجیہہ الدین میر

د

داوری — محمد بن وصال شیرازی

دبیر السلطان — علی اکبر

دبیر الملک — محمد حسین حسینی

دبیر الملک — نصر اللہ خاں شیرازی

دبیر مخصوص — حسن خاں

دبیر الدولہ — محمد تقی

دبیری — محمد محیط

دردمند — محمد صالح

درویش حسام — حسام الدین

درویش حسن — حسن

درویش عبدالمجید — عبدالمجید طالقانی

درویش عبدی — عبدی

درویش علی — علی

دوازدہ — محمد آفندی

ر

روشن قلم — محمد اسمٰعیل غافل

روشن قلم — ہدایت اللہ

رئیس الخطاطین — ابوتراب اصفہانی

رئیس الروسا — باباشاہ اصفہانی

ز

زبدۂ آفاق — عبدالرزاق

زرین قلم اکبر شاہی — محمد حسین کشمیری

زرین قلم — محمد حسین کشمیری

زرین قلم — حسن

زرین قلم — شاہ محمود نیشاپوری

زرین قلم — عبدالحسین خوانساری

زرین قلم — محمد باقر، حافظ

زرین قلم — محمد شیخ کمال الدین

زرین قلم — محمد مراد کشمیری

زرین قلم — ہدایت اللہ

زرین قلم — ہدایت اللہ

Marfat.com

س

سلطانی	—	جہانگیر
سلطانی	—	رضاقلی مازندانی
سلطانی	—	علی ہروی
سلطانی	—	مظفرعلی شروانی
سلطانی	—	یعقوب سراج حسنی

م

ملک الشعراء	—	فتح علی خاں
ملک الشعراء	—	محمد خاں صبا
ملک الشعراء	—	محمد قاسم خاں کاشانی
ملک الکتاب	—	محمد صالح
ملک الکتاب	—	محمد مہدی نامہروی فرابانی

Marfat.com

اپنا تعارف خود اپنے قلم سے

مجھ سے مختلف اشخاص نے معلوم کیا تم خطاط ہو یا کمرشیل آرٹسٹ، بلڈنگ موڈلر ہو یا اسلامی تعمیرات میں اس کے تزئین کار یا تاریخ نویس (مولف)

میں ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوا۔ ذرا ہوشیار ہونے کے بعد مختلف مدارس کی ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اس دوران استاد رشید اللہ ابن مولوی کریم اللہ خاں سے خط نستعلیق کی اصلاح لینا شروع کی۔ ۱۹۴۳ء کے اوائل میں اسٹیٹ لائبریری (رضا لائبریری) سے منسلک ہو گیا۔ میرے ذمہ کرم خوردہ اوراق اور وصیلوں کی پیوند کاری اور شکستہ جدولوں کی مرمت تھی۔ لائبریری کی ملازمت کے دوران سید عزت علی نبیرہ میر عوض علی سے خط نستعلیق کی مشق باقاعدہ طور پر شروع کی۔ وصلی سازی، طلا کاری اور احجاری رنگوں کی تیاری اور سنگ مرمر اور پیتل پر کندہ کاری کے فنون کو بھی سیکھا۔ میرا ہاتھ پیدائشی طور پر کمزور تھا قلم کی گرفت مشکل تھی حروف ناقص بنتے تھے میں فن مصوری اور تزئین کاری کا دلدادہ تھا۔ آخر لائبریری کی ملازمت ترک کر کے دہلی چلا گیا اور استاد یوسف کی صحبت میں رہ کر جلی خطاطی اور آرٹ کے جدید اصول سیکھے ملک تقسیم ہوا اور استاد، یوسف ۱۹۴۸ء میں کراچی چلے گئے میں ان کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور آرٹ سیکھنے کے جنون میں بمبئی چلا گیا بلڈنگ موڈلر کا کام سیکھتا رہا۔ تین برس قیام رہا اور سخت دکھ اٹھائے۔ دہلی واپس آ گیا۔ ان دنوں کام ملنا دشوار تھا اور کتابت اجرتیں بہت کم تھیں۔

۱۹۷۲ء میں وزیر اعلیٰ کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے فیاض الدین بہزاد دکن آرکٹکٹ کی خواہش پر مسجد حضرت بل کا کام میرے سپرد کیا یہ طویل پٹی جس کا طول ایک سو اڑتالیس آٹھ انچ اور عرض تین فٹ تھا اس پر ڈیڑھ انچ موٹے قلم سے اسما الحسنیٰ تحریر کرنا تھے چونکہ میں استاد یوسف کے فیضان سے خود کو تیار کر چکا تھا کام شروع کر دیا۔ اس طویل پٹی پر خط ثلث میں دو ردیف طریقہ کمر بندی کام انجام دیا۔ یہ طویل کتبہ گنبد حضرت بل کے ڈرم پر کندہ ہوا۔ میرا یہ کام سلطان قابوس وائی مسقط کے ٹیکنیکل اڈوائزر کو بہت پسند آیا۔ انہوں نے شاہی عمارات کا کام میرے سپرد کر دیا میں دس برس تک سلطان کا کام انجام دیتا رہا۔ چونکہ قلب کا مریض ہو گیا تھا بڑے کاموں کا انجام دینا دشوار تھا ہارٹ اٹیک ہوا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ نئے سال کے کلنڈروں اور کتابوں کے ڈیزائن بنانے لگا۔

Marfat.com

میرے تیار کردہ ڈیزائن پبلشرز میں بے حد مقبول ہوئے اپنے ڈیزائن کردہ کلنڈروں پر مختلف خطوط میں کتابت کا کام خود انجام دیتا تھا۔

۱۹۹۳ء میں جناب وقار الحسن صاحب صدیقی او، ایس، ڈی رامپور رضا لائبریری نے مجھے طلب فرما کر وہاں محفوظ اساتذہ کی نادر و نایاب وصلیوں کی کٹلاگ سازی کا کام میرے سپرد کیا کہ وصلی کا رسم کتابت، اور اس کا سائز، جدولوں، نقش و نگار اور طلا کاری کی کیفیت خوشنویس کا نام اور سلاطین کا عہد اور اس کے مختصر حالات زندگی۔ مختصر عرصہ میں کئی ہزار وصلیوں پر کام کر چکا ہوں۔

چونکہ خوشنویساں قدیم اور جدید کے ہزاروں شہ پارے میری نظروں سے گزر رہے تھے ان کو دیکھ کر یہ خواہش موجزن ہوتی رہی کہ ان باکمال خوشنویسان کے حالات زندگی مع خط کے نمونوں کے مرتب کئے جائیں واقعات پڑھکر ذہن نشین کرتا رہا۔ ۱۹۵۴ء سے باقاعدہ طور لکھتا اور رویدل کرتا رہا نصف صدی سخت محنت کی اور بوڑھا ہو گیا۔ اس سے قبل دو جلدیں ''خط کی کہانی تصویروں کی زبانی رامپور رضا لائبریری کے توسط سے منظرِ عام پر آ چکی ہیں تیسری جلد ''مرقع خوشنویسان ہند و ایران' ہدیہ ناظرین ہے، گر قبول افتد زہی عز و شرف۔

سید احمد فنّان

۲۰/جون، ۲۰۰۶ء

Marfat.com



مرصع نگار سید احمد، فنان

Marfat.com



مرصع نگار سید احمد، فنان

Marfat.com